حماقت اور اسکے شکار

اردو ترجمہ

اخبار الحمقیٰ والمغفلین

مُصنف

حافظ جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن ابن جوزیؒ

مُترجم

مفتی ثناء اللہ محمود

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 2631861

حماقت اور اس کے شکار

اردو ترجمہ

اخبار الحمقیٰ والمغفلین

مصنف

حافظ جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن ابن جوزیؒ

مترجم

مفتی ثناء اللہ محمود

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان ۰۲۱،۲۶۳۱۸۶۱

عرض ناشر

زیر نظر کتاب الحمقاء کا اردو ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔امام ابن جوزیؒ کی یہ کتاب عربی میں بڑی مقبول بھی ہے اور سبق آموز بھی۔کتاب کے نام سے صرف یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس میں مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات کے یا بے وقوف لوگوں کے دلچسپ قصے ہوں گے۔یقیناً یہ درست بھی ہے لیکن اس کے مطالعہ میں یہ بھی پیش نظر رہنا ضروری ہے کہ اس میں جو عبرت آموز پہلو یا اللہ تعالیٰ کے شکر کا مقام ہے اس کو ذھن میں رکھ کر اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔

اسی نوعیت کی پہلے امام ابن جوزیؒ ہی کی مشہور زمانہ کتاب لطائف علمیہ اور تلبیس ابلیس ہمارے ہاں سے شائع ہو چکی ہیں۔اس کے علاوہ بہت جلد دو دوسری کتب کا اردو ترجمہ شائع ہونے والا ہے۔جس میں بخیل لوگوں کے واقعات اور۔ مومنوں کی فراست کے واقعات و قصص پر مبنی کتب شائع ہونے والی ہیں۔

امید ہے اہل علم ان کتب کی پذیرائی کریں گے۔اللہ تعالیٰ ان کتب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے آمین۔

خلیل اشرف عثمانی
ولد الحاج محمد رضی عثمانی

عرض مترجم

الحمدلله و کفی والصلاۃ والسلام علی نبیہ المصطفیٰ..........امابعد.

علامہ ابن جوزیؒ کی تصنیف "کتاب الحمقاء" کا تذکرہ کئی مرتبہ سامنے آیا اس سے پہلے "کتاب الاذکیاء" کا ترجمہ مطالعے میں آچکا تھا۔ جس میں لوگوں کی ذہانت اور فراست کے دل چسپ قصے تھے۔ تو اس کتاب کے مطالعے کا شوق اور بھی بڑھ گیا تھا کئی لوگوں اور کئی کتب خانوں سے اس کے بارے میں معلومات بھی کیں مگر یہ کتاب دستیاب نہ ہو سکی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب بھائی خلیل اشرف صاحب کی ایماء و حوصلہ افزائی پر مجھے دو کتابوں کے ترجمے کی سعادت ملی تو ایک دن آنجناب نے بتایا کہ میرے پاس "کتاب الحمقاء" ہے اور اس کا ترجمہ کرنا ہے یوں یہ کتاب میرے ہاتھوں تک پہنچی۔

بہر حال! اس کتاب کا اصل نام "اخبار الحمقیٰ والمغفلین" ہے اور اس میں حماقت کی تعریف، حماقت کی اقسام، احمق اور اس کی صفات، احمق کے دوسرے اسماء حماقت کیوں سرزد ہوتی ہے؟، احمق کی نشانیاں، حماقت کا انسانی صفت ہونا، اور عقلمندوں سے احمقوں جیسے افعال کا سرزد ہونا، اور دیگر دوسرے موضوعات پر کلام کیا گیا ہے۔

اس کتاب کا مقصد محض احمقوں کے قصے جمع کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اس کا انداز تحریر قاری کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ گفتگو میں احمقوں کے انداز کو پہچان کر، اس سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ اسی طرح عام احوال میں، غصہ ہنسی مذاق، افسروں اور حکمرانوں کے سامنے بیٹھنے اور گویا ہونے کے آداب، تعلیم و تعلّم میں ذمہ داریوں کا احساس کر کے، احمقوں کے طور طریقوں سے اجتناب کیا جائے۔

اس کتاب کا ترجمہ کرنے کے بعد میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ قاری اگر اس کے تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر پڑھے گا تو یقیناً اسے محسوس ہوگا کہ اس میں قاری کو احمقوں، ان کے انداز و اطوار، حرکات و سکنات اور صفات سے پرہیز کے طریقے سکھائے گئے ہیں۔ یوں ہر شخص خود اپنا محاسبہ بھی کر سکتا ہے کہ کہیں اس کے بعض انداز دیکھ کر لوگ اس بارے میں غلط رائے تو قائم نہیں کرتے۔

مثلاً ایک عام مرض ہے کہ گفتگو میں اگر درشتی پیدا ہو رہی ہو تو ترکی بہ ترکی جواب دینا، ہر بات کا جواب دینا، ضروری سمجھا جاتا ہے لیکن اگر بنظر انصاف جائزہ لیا جائے تو مذکورہ دونوں باتوں کی وجہ سے بغض و شناعت بڑھ جاتی ہے اور ایسے میں بعض ایسی باتیں زبان سے نکل جاتی ہیں جس کے بعد سوائے اپنا سر پیٹنے کے کچھ نہیں کیا جا سکتا، اور اس کتاب میں ایسے انداز پر بہت سخت گرفت کی گئی ہے۔

اس کتاب میں بڑے بڑے لوگوں کی اغلاط کو ذکر کیا گیا ہے اگرچہ کسی غلطی کو حماقت نہیں کہا جا سکتا لیکن غلطی پر اصرار کرنا یقیناً غلطی کے ساتھ ساتھ کچھ اور بھی کہلا سکتا ہے اسلئے ایسی چیزیں جا بجا بکھری ہوئی ہیں اور ہر قسم کی لوگوں کے بیان پر الگ باب قائم کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے اسلوب کو صحیح طور سے عربیت اور اسکے مزاج سے آشنا حضرات، دینی مدارس کے علماء و طلبہ بہتر طور سے سمجھ سکتے ہیں لیکن اسکے اردو ترجمے میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ عام قارئین کو محسوس نہ ہو کہ یہ کتاب انکی دسترس سے بالاتر ہے۔ بلکہ بآسانی انکی سمجھ میں آجائے۔ اسلئے اسکا بامحاورہ اردو ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ بات کا اصل مزہ دوسرے روپ میں آکر برقرار رہے۔ اور اس کوشش میں میں کس حد تک کامیاب ہوا یہ اسکا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوگا۔

بہرحال اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس کتاب کا ترجمہ کرتے وقت اس میں مندرجہ ذیل باتوں کا خصوصی طور پر لحاظ رکھا گیا ہے۔

۱...... حضرت مؤلفؒ نے جو سند بیان کی ہے اسے بھی لکھدیا گیا ہے۔

۲...... ترجمہ بامحاورہ کیا گیا ہے تاکہ معمولی سا اردو دان بھی اس ترجمہ کو سمجھ سکے اور ترجمہ کی عربی الفاظ سے مطابقت بھی برقرار رہے۔

۳...... کتاب میں جابجا اشعار آئے ہیں۔ اسمیں عربی دان طبقے کی رعایت رکھتے ہوئے عربی اصل شعر بھی لکھدیئے گئے ہیں تاکہ عربی ذوق رکھنے والے حضرات لطف اندوز ہو سکیں۔

۴...... بعض واقعات میں الفاظ کی خصوصیت کی بناء پر الفاظ کہے گئے ہیں انکی تشریح بھی قوسین کے درمیان کردی گئی ہے۔

۵...... نحوی صرفی اور ماہرین بلاغت کے قصوں میں انکی بات سمجھانے کیلئے عبارت بڑھائی گئی ہے تو اسے بھی قوسین میں لکھا گیا ہے۔

۶...... کہیں کہیں ضرورت کے تحت حاشیہ میں بھی عبارت بڑھائی گئی ہے۔

۷...... قرآن کریم کی آیات کے نمبر اور رکوع نمبر اگر کتاب میں نہیں تھے تو انہیں بھی مکمل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۸...... بعض جگہ مصنف کے اپنے فقہی مسلک کے مطابق کچھ باتیں آئی ہیں تو انکا جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

۹...... جس واقعہ میں بظاہر دلچسپی کا پہلو روشن نہیں تھا اسے بھی قوسین میں واضح کردیا گیا ہے۔

یہ کتاب اپنے موضوع پر مکمل اور نہایت مفید ہے اس کتاب کو پڑھنے والوں سے میری درخواست ہے کہ اسے محض چٹکلوں اور لطیفوں کی کتاب سمجھنے کے بجائے اس پہلو کو مدنظر رکھ کر پڑھیں جسے علامہ ابن جوزیؒ نے اپنے مقدمے میں واضح فرمایا ہے اور جہاں کوئی عبارت کا سقم محسوس ہو اسے میری کمزوری سمجھیں "خلق الانسان ضعیفا"۔

آخر میں یہ درخواست کہ مجھے، میرے والدین، میرے اساتذہ، اور حضرت مصنفؒ کو دعاؤں میں یاد رکھیں...... وما توفیقی الا باللہ

مفتی ثناء اللہ محمود
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
یکم محرم الحرام ۱۴۲۰ھ

فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عنوان...... عرض مصنف

حضرت شیخ امام جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی الجوزیؒ فرماتے ہیں۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے خوب انعام کیا اور کم شکر کو بھی قبول کیا اور ہمیں اپنی مخلوق میں بہت سوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ درود بھیجے ہمارے آقا محمد پر جن کا ان کی جنس سے کوئی ہمسر پیدا نہیں کیا گیا اور صبح و شام درود بھیجے ان کی آل پر اور ان کے ساتھیوں پر۔

وبعد!

میں نے جب عقلمند لوگوں کے واقعات جمع کرنا شروع کئے تھے اور بعض روایات ان کی نقل کیں تاکہ ان کے جیسے لوگوں کیلئے مثل بن سکے (چونکہ بہادری کے واقعات بہادری دکھاتے ہیں) میں نے یہ کوشش بھی کی کہ احمقوں اور غفلت شعاروں کے واقعات بھی قلمبند کروں اس کی تین وجہ تھیں۔

پہلی تو یہ کہ عقلمند شخص جب ان کے واقعات سنے گا تو وہ خود کو ھبہ کی جانے والی عقل کی اہمیت پہچانے گا۔ جس سے یہ احمق محروم تھے تو یہ چیز اسے شکر پر ابھارے گی۔

ہمیں محمد بن ناصر الحافظ نے خبر دی فرمایا کہ ہمیں علی بن الحسین بن حسن بن احمد بن شاذان نے بیان کیا کہ ہمیں ابو بکر احمد بن سلمان النجاد نے بیان کیا کہ ہمیں عبداللہ بن محمد القرشی نے بیان کیا۔ فرمایا کہ ہمیں خلف بن ھشام نے بتایا کہ ہمیں حکم بن سنان حوشب کے حوالے سے حسن سے بیان کیا۔ فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو اہل جنت کو ان کے دائیں سے اور اہل نار کو ان کے بائیں سے نکالا اور وہ زمین پر چلنے لگے تو ان میں سے بعض اندھے

اور گونگے اور مختلف تکالیف میں مبتلا تھے یہ دیکھ کر حضرت آدمؑ نے کہا کہ اے رب! کیا تو نے میری اولاد ایک جیسی پیدا نہیں کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم میں چاہتا ہوں کہ میرا شکر کیا جائے۔

ہمیں محمد بن عبدالملک نے خبر دی کہ ہمیں ابو محمد الحسن بن علی الجوھری نے خبر دی فرمایا کہ ہمیں ابو عمر بن حیوبہ نے بیان کیا فرمایا کہ ہمیں ابن المرزبان نے بتلایا فرمایا کہ حارث بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن مسلم کو کہتے سنا وہ فرمار ہے تھے کہ

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس کی مجلس میں گفتگو کی اور بہت غلطیاں کیں تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کی طرف دیکھا اور اس کو آزاد کر دیا۔ تو اس شخص نے کہا کہ اس شکر کا سبب۔ فرمایا اس لئے کہ اللہ نے مجھے تیری طرح نہیں بنایا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ مغفلین کا تذکرہ ایک ہوشیار شخص کو اسباب غفلت سے بچنے پر ابھارتا ہے۔ جب کہ وہ اس کے دائرہ اختیار اور مجاہدے میں داخل ہو، لیکن جب غفلت طبیعت کا حصہ ہو تو پھر بدل نہیں سکتی۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ انسان ان ناقص لوگوں کے حالات کو دیکھ کر تقسیم عقل کے دن خود کو زیادہ حصہ دیئے جانے کی وجہ سے اپنے دل کو سرور پہنچائے۔ اس لئے کہ دل عام حالات میں تکالیف سے بے چین ہو جاتا ہے اور کسی اچھی اور مباح چیز سے خوشی محسوس کرتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا کہ ہر گھڑی دوسری گھڑی سے مختلف ہوتی ہے۔

حضرت حنظلہ کاتب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت اور جہنم کا تذکرہ فرمایا تو ہم نے گویا اسے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ تو ایک دن میں اپنے گھر والوں کے پاس تھا تو وہاں میں ان کے ساتھ کسی بات پر ہنسا تو میرے دل میں ایک بات آئی میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ میں منافق ہو گیا ہوں! انھوں نے کہا وہ کیسے۔ میں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا تو انھوں نے جنت اور جہنم کا تذکرہ فرمایا تو جیسے ہم اسے اپنی آنکھ سے دیکھ رہے تھے اور میں جب اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو میں ان کے ساتھ ہنسنے میں مصروف ہو گیا۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

کہ ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے حضرت حنظلہ (۱) کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا اے حنظلہ! جب تم لوگ اپنے گھر والوں کے ساتھ ہوتے ہو تو ایسا ہی ہے جیسے میرے پاس ہوتے ہو تم سے فرشتے تمھارے بستروں اور راستے میں مصافحہ کرتے ہیں اے حنظلہ! ہر گھڑی دوسری گھڑی سے مختلف ہوتی ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب ؓ فرماتے ہیں کہ اپنے دلوں کو راحت پہنچاؤ اور اس کیلئے حکمت کی جانب تلاش کرو کیونکہ وہ بھی جسم کی طرح بے چین ہوتا ہے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ یہ دل جسموں کی طرح بے چین ہوتے ہیں ان کے لئے حکمت کی جانب تلاش کرو۔

حضرت اسامہ (۲) بن زید ؓ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ دلوں کو آرام پہنچاؤ اچھے تذکروں سے۔ حضرت حسن نے فرمایا کہ یہ دل زندہ رہتا ہے اور مر بھی جاتا ہے تو جب یہ زندہ ہو اسے لفظوں میں لگاؤ۔ اور جب مر جائے تو فریضوں پر لگاؤ۔

امام زھریؒ (۳) سے مروی ہے کہ ایک شخص صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کیا کرتا تھا جب دیر ہو جاتی تو اسے بات کرنا مشکل ہو جاتا تو وہ کہتا، باچھیں ڈھیلی ہو گئی ہیں اور دل سننے کو ناپسند کر رہا ہے تو اب اپنے اشعار اور احادیث لاؤ۔

ابودرداء ؓ (۴) نے کہا میں اپنے دل کو بعض باطل باتوں سے ناپسند کرتے

۱ یہ حنظلہ بن ربیع بن صیفی التمیمی ہیں۔ صحابی ہیں قادسیہ میں بھی شریک تھے کوفہ میں مقیم ہوئے اور جنگ جمل کے دن حضرت علی سے تخلف کر گئے تھے انھیں حنظلہ کاتب کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ آنحضرت ﷺ کے کاتبین میں سے تھے۔ حضرت معاویہ ؓ کے دور خلافت میں انتقال ہوا۔ ۲ یہ ابو محمد بن زید بن حارثہ ہیں جلیل القدر صحابی ہیں مکہ میں ۷ نبوی میں پیدا ہوئے آنحضرت ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے انھیں بیس سال کی عمر سے پہلے ہی امیر قافلہ بنادیا تھا حضرت معاویہ کے دور خلافت میں ۵۴ھ میں وفات پاگئے۔ بخاری و مسلم نے ان کی ۱۲۸ حدیثیں نقل کی ہیں۔ ۳ یہ ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ ابن شھاب زھری ہیں۔ اھل مدینہ میں سے تابعی ہیں حدیث کی تدوین کرنے والے اور بڑے حافظ الحدیث تھے تقریباً بائیس سو احادیث ان سے مروی ہیں۔ ۴ یہ عویمر بن مالک بن قیس انصاری ہیں مدرسہ نبوت کے شہسوار، حکیم تھے حضرت معاویہ نے حضرت عمر کے حکم سے انھیں دمشق کے ایک قصبے کا والی بھی مقرر کیا تھا۔ ۳۲ھ میں انتقال ہوا۔

ہوئے بھی بہلاتا ہوں تاکہ میں اس پر گراں گذرنے والی حق بات کو سوار کروں۔

محمد بن (۱) اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت ابن (۲) عباس رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گفتگو فرماتے کچھ دیر بعد فرماتے کہ ہمارا دل اکتا گیا ہے پھر وہ عرب کے قصے شروع کر دیتے۔ اس کے بعد پھر جب جی بھر جاتا اسی طرح کرتے۔

امام زھریؒ سے منقول ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو فرماتے کہ اپنے اشعار سناؤ اپنے قصے سناؤ۔ اس لئے کہ کان تھک گئے ہیں اور دل بیزار ہو چکا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ زھریؒ حدیث بیان کرتے پھر کہتے اپنے برتن (حافظے) ے آؤ اپنے اشعار سناؤ کوئی ایسی چیز سناؤ جو طبعیت ہلکی کر دے اور تمہاری طبیعت میں نشاط آجائے۔ اس لئے کہ کان تھک جاتے ہیں اور دل الٹنے پلٹنے والا ہے۔

مالک بن دینار (۳) سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص تھا جب اس پر حدیث سننا بھاری ہونے لگتا تو وہ کہتا کہ باچھیں ڈھیلی ہو گئی ہیں اور دل اکتا گیا ہے کوئی قصہ سناؤ۔

ابن زید (۴) سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ مجھے میرے والد نے ارشاد فرمایا کہ عطاء بن یسار (۵) جب ہمیں کچھ بیان کرتے مجھے اور ابو حازم (۶) کو تو ہمیں رلا دیتے تھے پھر ہمیں اور سناتے تو خوب ہنساتے پھر کہتے کہ ایک مرتبہ ایسے اور ایک مرتبہ ویسے۔

---

۱ محمد بن اسحاق بن یسار ہیں۔ مدنی ہیں عرب کے پرانے مورخین میں سے ہیں بڑے حافظ الحدیث تھے۔ سیرت بنویہ ابن ھشام سے روایت کی ہے اسکندریہ گئے تھے اور بغداد میں سکونت پذیر ہوئے۔ ۱۵۱ھ میں انتقال ہوا۔ ۲ یہ ابو العباس عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں مکہ میں ۳ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت میمونہ ام المومنین کے بھانجے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی عبادات کو ان کے گھر میں رہ کر سیکھا ان کے بڑے فضائل ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں معتبر قرار دیا تھا۔ ۳ یہ ابو یحیی مالک بن دینار بصری ہیں۔ مشہور زاھد ہیں خود ہی محنت کر کے کماتے کھاتے کتابت پیشہ تھا وفات ۱۳۱ھ ۴ یہ عبد الرحمن بن زید بن اسلم العدوی ہیں اپنے والد اور دوسروں سے روایت کرتے ہیں حنبلی نے شذرات میں لکھا ہے کثیر الحدیث اور ضعیف ہیں۔ ۱۸۲ھ میں وفات ہوئی ان کے والد ثقہ تھے مسجد نبوی میں حلقہ لگاتے تھے۔ عمر بن عبد العزیز کے ساتھ تھے ایک تفسیر کی کتاب مروی ہے۔ وفات ۱۳۶ھ۔ (بقیہ اگلے صفحے پر)

میں (ابن جوزی) کہتا ہوں کہ علماء اور فاضلین کو ظرافت اچھی لگتی ہے اور وہ اسے استعمال بھی کرتے ہیں اس لئے کہ یہ نفوس کو آرام دیتی اور دلوں کو فکر کی سختی سے راحت پہنچاتی ہے حضرت شعبہ (۱) احدیث بیان کرتے اور جب مرید غوی کو دیکھتے تو فرماتے کہ یہ ابوزید ہیں۔

استعجمت دارنعم ماتکلمنا

کیا یہ اونٹوں کا گھر گونگا ہو گیا ہے جو ہم سے بات نہیں کرتا۔

والدار کلمتنا ذات اخبار

اور گھر تو بہت باتوں والا ہے

ہمیں ابن عائشہ (۲) کی چند ظرافت کی باتیں پہنچی ہیں جن میں الٹی سیدھی باتیں بھی ہیں۔ ایک آدمی نے انھیں کہا کہ کیا تجھ جیسا آدمی ایسی باتیں کرتا ہے۔ تو انھوں نے کہا تیرا ستیاناس ہو۔ کیا تجھے اس کی سند نظر نہیں آ رہی۔ جن سے بھی یہ روایت مروی ہے وہ ہمارے زمانے کے لوگوں سے اچھا ہے مگر جس شخص کا خود باطن خراب ہو وہ ان باتوں کے ظاہر کو دیکھتا ہے۔ کسی بھی قوم کا باطن ان کے ظاہر پر ہے۔

ایک شخص کا جس کا تعلق نساک سے تھا۔ عبیداللہ بن عائشہ کے پاس

---

۵ یہ ابو محمد عطاء بن یسار ہیں، مدنی ہیں۔ ام المومنین میمونہ ؓ کے آزاد کردہ غلام، ثقہ، فقیہ تھے۔ بڑے صحابہ سے روایت کرتے ہیں اور مدینے میں منصب قضا پر فائز تھے اڑتالیس سال کی عمر میں ۱۰۳ھ میں فوت ہوئے۔ ۶ یہ ابن حازم سلمہ بن دینار مخزومی ہیں مدینہ کے شیخ، عالم اور قاضی تھے عبدالرحمٰن بن زید ان کے بارے میں کہتے تھے کہ میں نے حکمت کے قریب ابو حازم سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ ان کی وفات ۱۴۰ھ میں ہوئی۔

۱ یہ ابوبسطام شعبہ بن حجاج بن ورد العتکی ہیں، واسط میں ولادت اور پرورش ہوئی پھر بصرہ آگئے اور وفات تک یہاں رہے۔ رجال حدیث کے امام تھے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں کوئی حدیث نہیں جان پاتا۔ امام احمدؒ نے فرمایا یہ اپنی ذات میں خود انجمن تھے۔ ان کی کتاب "الغرائب" حدیث میں مشہور ہے۔ ان کی وفات ۱۶۰ھ میں ہے۔

۲ یہ ابو عبدالرحمٰن عبیداللہ بن محمد بن حفص ابن معمر التیمی ہیں۔ ابن عائشہ کہلاتے ہیں بڑے ذہین فصحاء میں سے ہیں۔ حدیث اور سیر کے عالم تھے۔ اپنے بھائیوں پر چار سو دینار خرچ کر کے خود غریب ہو گئے تھے۔ بغداد دیکھا اور وہاں حدیث بھی پڑھی اور پڑھائی۔ ۲۲۸ھ میں وفات ہوئی۔ (بقیہ اگلے صفحے پر)

تعارف کرلیا گیا تو لوگوں نے کہا کہ (اس کا تعارف و حلیہ) سب یہ ہے۔ تو ابن عائشہ نے کہا کہ اس کے محکوم نفس پر یہ بات تنگ ہو گئی۔ اور نہی کا زیادہ ہونا کم ہو گیا اگر اس کو تم علیحدہ کرو گے ایک جال سے دوسرے جال پر لے جاؤ گے تو وہ اسی کی تنگی سے لمبے لمبے سانس لے گا اور یہ سب پریشانی صرف ایک خوشی سے دور ہو جائے گی۔

اصمعی [۱] کہتے ہیں میں نے رشید [۲] کو کہتے سنا، نادر باتیں ذہن کو تیز کرتی ہیں اور کانوں کو کھول دیتی ہیں۔

حماد [۳] بن سلمہ ﷺ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے تھے ظرافت کو مردوں میں سے صرف واقعی مرد پسند کرتے ہیں اور مردوں میں سے عورتیں ہی اسے ناپسند کرتی ہیں۔

اصمعیؒ سے روایت ہے کہ میں نے محمد بن عمران التیمی، قاضی مدینہ کو یہ شعر سنایا (اور میں نے قاضیوں میں ان سے زیادہ عقلمند نہیں دیکھا تھا)

یا ایها السائل عن منزلی
اے مجھ سے میرا ٹھکانہ پوچھنے والے۔
نزلت فی الخان علی نفسی
تو میرے دل کی سرائے میں اتر چکا ہے
یغدو علی الخبز من خابز
مجھے صبح سویرے ایسے نان بائی سے روٹی پہنچتی ہے۔

---

[۱] اصمعی۔ یہ عبدالملک بن قریب بن علی بن اصمع الباہلی ہیں۔ کنیت ابو سعید اصمعی ہے۔ عرب کے راوی اور شعر نعت اور علم بلدان کے امام، ان کی تصانیف بہت ہیں ان میں سے الخیل الاضداد وغیرہ ہیں۔ ۱۲۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۱۶ھ میں انتقال ہوا۔

[۲] یہ ابو جعفر ھارون الرشید بن محمد بن منصور عباسی ہیں۔ خلافت عباسیہ کے پانچویں خلیفہ ہیں اور ان سب میں زیادہ مشہور بھی ہیں۔ ۱۷۰ھ میں ان کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ ان کا انتقال ۱۹۳ھ میں ہوا۔ ان کی حکومت ۲۳ سال دو مہینے اور چند دن رہی۔ ان کے بہت واقعات

[۳] یہ ابو سلمہ حماد بن سلمہ بن دینار بصری ہیں۔ بصرہ کے مفتی اور رجال حدیث میں سے ہیں انتہائی فصیح، قادر الکلام، اور عربی کے امام تھے۔ ابن ناصر الدین کہتے ہیں کہ یہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے کئی اچھی تصانیف کیں۔

لا یقبل الرهن ولاینسی

جو نہ رھن قبول کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔

آکل من کیسی ومن کسوتی

میں اپنی جیب اور۔۔ کپڑوں سے کھاتا ہوں۔

حتی لقد اوجعنی ضر سی

حتی کہ میرے دانت مجھے تکلیف دینے لگے ہیں۔

توانھوں نے کہا کہ یہ شعر مجھے لکھ کر دو! میں نے کہا اللہ تمہاری اصلاح کرے یہ بکواس بھی کوئی لکھنے کی ہے۔ توانھوں نے کہا کہ تیرا ستیاناس مجھے لکھ کر دو۔ اس لئے کہ معزز لوگوں کو ظرافت اچھی لگتی ہے۔

فصل...... جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء خود بھی لھو مباح میں حصہ لیتے تھے۔ جن سے طبیعت کو نشاط حاصل ہوتا ہے گویا کہ وہ طبیعت ہی کا حصہ ہیں۔ ابو فراس کہتے ہیں۔[1]

اروح القلب ببعض الهزل

بعض مذاق کی باتوں سے میں اپنے دل کو راحت پہنچاتا ہے

تجاهلا منی بغیر الجهل

بغیر جاھل بنے، تجاھل عارفانہ کے ساتھ

امزح فیه ،مزح اهل الفضل

---

[1] یہ حارث بن سعید بن حمدان تغلبی ہیں۔ کنیت ابو فراس الحمدانی، امیر، شاعر شہسوار تھے ثعالبی نے ان کی تعریف میں کہا کہ۔ ابو فراس نے ادب فضل، کرم، ذہانت، بزرگی بلاغت، شہسواری اور بہادری میں اپنے زمانے میں یکتا تھے اور اپنے دور کو منور کردیا تھا۔ کتاب بدء الشعر بملك و ختم بملك کے مصنف ابن عباد نے لکھاہے کہ "سیف الدولہ ان کو بہت پسند کرتے اور محبوت رکھتے تھے اور جنگوں میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ رومیوں کے ساتھ معرکے میں زخمی ہو کر گرفتار ہوئے ۳۵۱ھ میں پھر قسطنطیہ میں چند سال رہے پھر سیف الدولہ نے ان کو فدیہ دے کر آزاد کرایا۔ حمص نامی مقام میں مدینے کے قریب ۳۵۷ھ میں انھیں قتل کردیا گیا۔

میں اس میں اہل فضیلت لوگوں کا سا مزاح رکھتا ہوں

والمزح احیانا جلاء العقل

اور مزاح کبھی کبھی عقل کو جلاء بخشتا ہے

فصل...... اگر کوئی شخص یہ کہے کہ احمقوں اور مغفلین کی شکایات کا تذکرہ ہنسی کا موجب ہے اور وہ آپ کو نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد بھی روایت کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

بے شک کوئی شخص جو ایسی بات کرے تا کہ اپنے ہمنشینوں کو ہنسائے تو اس کی بات اسے ثریا سے بھی دور پھینک دیتی ہے :

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جھوٹے قصوں پر محمول ہے یہی تشریح ایک حدیث سے معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو لوگوں کو جھوٹی بات سناتا ہے تا کہ انھیں ہنسائے(۱) اور انسان کے لئے کبھی کبھی یہ بھی جائز ہے کہ وہ بعض اوقات ایسی بات کہے جس مقصود کسی کو ہنسانا ہو۔ مسلم شریف کی ایک حدیث میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا۔

کہ میں نبی کریم ﷺ کو ہنسانے کے لئے باتیں کرتا تھا۔ میں نے کہا اگر میں دیکھوں کہ زید کی بیٹی (عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی) مجھ سے نفقہ کا مطالبہ کررہی ہے تو میں اس کا گلا گھونٹ دوں۔ تو آپ ﷺ یہ سن کر ہنس پڑے۔

اور ہنسی مذاق اس شخص کے لئے مکروہ ہے جو لوگوں کو ہنسانا اپنی عادت بنا لے اس لئے کہ تھوڑا بہت ہنسانا مذموم نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ بھی کبھی کبھی ہنستے تھے حتی کہ آپ کے نوکیلے دانت (انیاب) نظر آنے لگتے۔ اور آپ ﷺ خود زیادہ ہنسنے کو

۱؎ بہز بن حکیم نے اپنے والد کے طریق سے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو اپنی قوم کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے۔ ہلاکت ہے ہلاکت ہے۔ (مسند احمد ترمذی ابوداؤد دارمی)

ناپسند فرماتے تھے اس بارے میں آپ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔"
زیادہ ہنسنادل کو مردہ کردیتا ہے۔
اور بعض اوقات میں ان جیسی چیزوں سے خوشی حاصل کرنا کھانے میں نمک کی طرح پر لطف ہوتا ہے۔

فصل...... میں نے اس کتاب کو چوبیس ابواب پر منقسم کیا ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

پہلاباب	حماقت اوراس کے معنی کے بیان میں
دوسرلباب	حماقت قدرتی طور پر ہوتی ہے
تیسراباب	حماقت کے بارے میں اختلاف کاذکر
چوتھلباب	حماقت کے دوسرے ناموں کاذکر
پانچواں باب	احمق کی صفات کابیان
چھٹلباب	احمق کی مصاحبت کی ممانعت
ساتواں باب	حماقت معروف لوگوں کی عربی ضرب الامثال
آٹھواں باب	حماقت اور غفلت میں مشہور ضرب المثل لوگوں کے قصے
نواں باب	عقلمند لوگوں میں سے جن سے حماقت صادر ہوئی۔
دسواں باب	قراء میں غفلت کے وقوع کابیان
گیارھواں باب	راویان حدیث کی غفلت اور غلطی کابیان
بارھواں باب	قاضیوں کی غفلت کابیان
تیرھواں باب	امراء اور والیوں کی غفلت
چودھواں باب	کاتبین اور پیغام رسانوں کی غفلت کابیان
پندرھواں باب	موذنین کی غفلت کابیان
سولھواں باب	اماموں کی غفلت کابیان
سترھواں باب	دیہاتیوں کی غفلت کابیان
اٹھارواں باب	غفلت شعار دیہاتیوں کے فصاحت ٹھونکنے کابیان

پہلا باب (۱)

حماقت اور اس کے معنی کا بیان

علامہ ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ "حماقت "حمقت السوق (بازار کا مندا ہونا کساد بازاری) سے ماخوذ ہے گویا کہ اس کی عقل اور رائے مندی (یا منجمد) ہو گئی ہے اس لئے اس سے امور حرب میں نہ مشورہ لیا جاتا ہے اور نہ ہی توجہ کی جاتی ہے۔

علامہ ابو بکر الکارم کہتے ہیں کہ ابقلتہ الحمقاء (احمق بوٹی) اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ پانی کے راستے اور اونٹوں کی گزر گاہ میں اگتی ہے۔

علامہ ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ ایسے آدمی کو احمق بھی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی بات کو اس نا سمجھی یا اوچھے پن کی وجہ سے سمجھا نہیں جا سکتا۔

فصل......ابھی اوپر ہم نے جو بیان کیا وہ لغت سے متعلق تھا اور مقصود بغیر معنی کی وضاحت کئے ظاہر نہیں ہوتا۔ لھذا عرض ہے کہ

حمق اور تغفیل کا معنی وسیلہ اور مطلوب تک پہنچنے کے طریقے میں مقصود کی درستگی کے ساتھ ساتھ غلطی کرنا ہے۔ بر خلاف جنون کے اس لئے کہ جنون وسیلہ اور مقصود دونوں میں خلل واقع ہونے کو کہا جاتا ہے۔ احمق کا مقصود درست ہوتا ہے لیکن طریقے سے چلنا غلط ہوتا ہے اور مقصود پر پہنچنے کا راستہ صحیح نہیں ہوتا اور مجنون کا تو ابتداء سمت ہی غلط ہوتی ہے تو وہ اسے اختیار کرتا ہے جسے اختیار کرنا نہیں

ہوتا۔ اور اس بات کی تفصیل مغفلین کے قصوں سے واضح ہوگی۔ مثلاً یہ کہ ایک بادشاہ کا پرندہ اڑ گیا تو اس نے شہر کے دروازے بند کرا دیئے اور اس سے اس شخص کا مقصود پرندے کی حفاظت (یا اسے روکنا تھا)

دوسرا باب (۲)

حماقت طبعی ہوتی ہے۔

امام ابو اسحاق کہتے ہیں جب تجھے خبر پہنچے کہ مالدار شخص فقیر ہو گیا ہے تو اس بات کی تصدیق کرنا (یعنی سچ سمجھ لینا) یا یہ کہ فقیر مالدار ہو گیا تو سچ سمجھنا یا یہ کہ زندہ شخص مر گیا تو سچ سمجھ لینا۔ اور اگر یہ بات پہنچے کہ احمق نے کوئی عقل کی بات کہی ہے تو اس کی تصدیق مت کرنا۔

امام قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں کہ تین باتیں ایسی ہیں کہ ان میں سے دو کی تصدیق کرنا اور ایک کی نہ کرنا۔ اگر تجھے کہا جائے کہ تمہارے ساتھ جو شخص تھا وہ دیوار کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ مر گیا تو تصدیق کرنا اگر کہا جائے کہ ایک غریب شخص تھا وہ کسی شہر جا کر مالدار ہو گیا تو اس کی بھی تصدیق کرنا اور اگر یہ کہا جائے کہ ایک احمق کسی شہر میں جا کر عقل مند ہو گیا ہے تو تصدیق مت کرنا۔

امام اوزاعیؒ نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت عیسی علیہ السلام سے کہا گیا کہ اے روح اللہ آپ مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا جی ہاں اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں کہا گیا کہ کوڑھ کے مریض کو تندرست کر دیتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا جی ہاں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا کہ احمق کا کوئی علاج ہے۔ فرمایا کہ اس بیماری نے مجھے عاجز کر دیا۔ [1]

---

[1] اس بات کو کسی نے شعر میں بیان کیا ہے

لکل داء دواء لیتطب به
الا الحماقة اعیت من یداد تها

ہر بیماری کیلئے دوا ہے جس سے علاج کیا جائے مگر حماقت نے علاج کرنے والوں کو عاجز کر دیا۔

[2] حنظل ایک کڑوے پھل کا پودا ہے۔

امام جعفر بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ احمق کے نزدیک ادب کی تعلیم ایسی ہے جیسے حنظل کے پودے کی جڑ میں پانی ڈالا جائے۔ جتنا پانی ڈالو گے وہ اتنا ہی کڑوا ہوگا (یعنی احمق کو جتنا ادب سکھاؤ گے وہ حماقت میں اتنا ہی بڑھے گا۔

مامون نے کہا کہ تمھیں معلوم ہے۔ کہ میرے اور امیر المومنین ھارون رشید کے مابین کیا واقعہ پیش آیا تھا۔ مجھ سے ایک غلطی ہو گئی تھی میں ان کے پاس اعتذار کے لئے گیا تو انھوں نے فرمایا کہ میرے سامنے سے دور ہو جاؤ احمق! میں تھکے قدموں سے واپس لوٹ گیا اور کئی دن تک ان کے سامنے نہ آیا۔ تو انھوں نے میرے پاس ایک رقعہ لکھ کر بھیجا۔ جس میں لکھا تھا۔

لیت شعری وقد تمادی بك الهجر
تیری ناراضگی لمبی ہو گئی

امنك التفریط ام کان منی
کیا تجھ سے کوتاہی ہوئی یا مجھ سے

ان تکن خنتنا فعنك عفاالله

وان کنت خنتکم فاعف عنی

اگر تو نے خیانت کی تو اللہ تعالیٰ تجھے معاف کرے اور اگر میں نے خیانت کی تو مجھے معاف کردو۔ تو میں ان کے پاس گیا۔ انھوں نے کہا کہ اگر غلطی ہماری ہے تو ہم تمھی سے معافی چاہیں گے اور اگر غلطی تمہاری ہے تو ہم نے معاف کر دیا۔ میں نے عرض کیا کہ (امیر المومنین)

آپ نے مجھے احمق کہا تھا اگر آپ مجھے "ناسمجھ" کہہ دیتے تو وہ میرے لئے سھل ہوتا وہ کہنے لگے کہ دونوں میں کیا فرق ہے۔ میں نے کہا کہ "ناسمجھی" عورتوں سے پیدا ہوتی ہے اور مرد کو عورتوں کے ساتھ طویل عرصے مصاحبت کی وجہ سے لاحق ہو جاتی ہے۔ اور جب آدمی ان کے ساتھ بیٹھنا (رھنا) چھوڑ دے اور مردوں کے ساتھ مصاحبت اختیار کرلے تو وہ اس سے زائل ہو جاتی ہے۔ لیکن حماقت طبعی ہوتی ہے اور بعض حکماء نے یہ کہا ہے کہ

وعلاج الابدان الیسر خطبا

بدن کا علاج کرنا بہت آسان ہے
حین تعتل من علاج العقول
جبکہ عقل کا علاج کرنے سے خود بیمار ہوجاتا ہے

تیسرا باب (۳)

حماقت میں لوگوں کے اختلاف (فرق) کا بیان

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حماقت عقل یا ذھن میں فساد کا نام ہے اور یہ اصل مارے کے اعتبار سے ہے جو کہ طبعی ہوتا ہے اور اسے تعلیم فائدہ نہیں دیتی اور محنت اور تعلیم محفوظ جوھر (مادے) میں فائدہ کرتی ہے اور محنت کے ذریعے عوارض مفسدہ زائل ہو جاتے ہیں۔ اور پھر لوگوں میں عقل، جوھر اور حاصل کردہ مقدار کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے اس لیے حماقت بھی مختلف ہوتی ہے۔

ابراہیم نظام [۱] کو کہا گیا کہ حماقت کی حد کیا ہے۔ اس نے کہا کہ تم نے مجھ سے اس چیز کے بارے میں پوچھا ہے جس کی کوئی حد نہیں۔

حضرت عمرؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "اے [۲] انسان تجھے تیرے رب سے کس چیز نے دھوکے میں ڈالا۔" حضرت عمرؓ نے کہا حماقت نے یا رب!

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم میں کوئی ایسا نہیں جس میں حماقت

---

[۱] یہ ابراہیم بن سیار بن مانی بصری ہیں ابو اسحاق النظام کہلاتے تھے۔ معتزلہ کے آئمہ میں سے تھے اپنے ماموں العلاف سے مذہب معتزلہ حاصل کیا پھر علوم فلسفہ، ادب، وفقہ میں ماہر بنے حتی کہ بعض آراء میں منفرد ہو گئے اور ان کی متابعت میں معتزلہ کا ایک گروپ بھی ہو گیا جو نظامیہ سے معروف ہوا۔ جاحظ جو ان کے اولین شاگردوں میں سے ہیں کہتے ہیں لوائل کہتے ہیں کہ ہر ایک ہزار سال کے بعد ایسا شخص پیدا ہوتا ہے جو بے نظیر ہوتا ہے اگر یہ بات صحیح ہو تو ابو اسحاق ان میں سے ایک ہیں۔ لسان المیزان میں ہے کہ یہ زندقہ سے متہم تھے اور شاعر ادیب اور بلیغ تھے۔ ان کی ولادت ۱۶۰ھ میں اور انتقال ۲۳۱ھ میں ہوا۔

[۲] سورہ الانفطار (آیت نمبر ۶)

نہ ہو اور وہ اسی میں زندگی گزارتا ہو۔

حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا کہ ہم میں سے ہر ایک اللہ کی ذات کے بارے میں بمنزلہ احمق کے ہے۔

وھب [۱] بن منبہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ناسمجھی کی صفت پر پیدا کیا تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ زندگی کو اہمیت نہ دیتے۔

مطرف [۲] کہتے ہیں اگر میں قسم کھاؤں تو مجھے امید ہے کہ وہ پوری ہوگی کہ لوگوں میں کوئی شخص ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ اسکے مابین رازوں میں ناسمجھ ہو۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے درمیان باتوں سے دنیا کا ہر شخص ناواقف اور احمق ہے مگر یہ کہ بعض حماقتیں دوسری حماقتوں سے ہلکی ہوتی ہیں۔ مطرف سے ہی منقول ہے لوگوں کی عقلیں زمانے کے حساب سے ہوتی ہیں وہ یہ بھی کہتے تھے کہ یہ انسان بھی ہیں اور بن مانس بھی اور میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ لوگوں کے پانی میں ڈوب چکے ہیں۔

حضرت سفیان [۳] ثوری فرماتے ہیں کہ انسان کو احمق پیدا کیا گیا ہے تاکہ وہ زندگی سے فائدہ اٹھائے اور بعض لوگوں نے یہ شعر کہا ہے۔

لعمرك ماشئی يفوتك نيله

تیری عمر کی قسم کسی چیز کا پانا تجھ سے دور نہیں۔

بغبن و لكن فی العقول التغابن

عقل کے ذریعے لیکن عقلوں میں فرق (نقصان) ہوتا ہے

---

[۱] عبداللہ وھب بن منبہ الصنعانی ہیں مورخ ہیں۔ کتب اولین اور دیگر قوموں کے حالات سے بہت واقف تھے۔ ۳۴ھ میں صنعاء میں پیدا ہوئے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے وقت میں قاضی بنے۔ اس کی بہت سے تصانیف ہیں جن میں سے قصص الانبیاء اور قصص الاخبار ہیں ۱۱۴ھ میں وفات ہوئی۔

[۲] یہ ابو عبداللہ مطرف بن عبداللہ بن شغیر العامری البصری ہیں فقیہ تھے اور زاھد تھے بڑے تابعین میں شمار ہوتا ہے حضرت علی حضرت عمار رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کرتے ہیں ثقہ راوی ہیں ۸۷ھ میں انتقال ہوا۔ ایک قول کے مطابق ۹۵ھ میں انتقال ہوا۔

[۳] یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری ہیں ابو عبداللہ کنیت ہے علوم دین میں اپنے اہل زمانہ کے سردار اور رجال حدیث کے امام تھے۔ عمرو بن مرہ اور سماک بن حرب سے روایت کرتے ہیں ان کی تصانیف میں جامع کبیر، جامع صغیر، حدیث کی کتب ہیں۔ بصرہ میں ۱۶۱ھ میں وفات پائی۔

چوتھا باب (۴)

احمق کے دوسرے ناموں کا بیان

احمق، رقیع، ازبق، ھجاجتہ، ھلباجہ، خطل، خرف، ملغ، ماج، مسلوس، مافون، مانوک، اعفك، فقاقہ، ھجاۂ الق، خوعم، الفت، رطئ، باحر، ھجرع، مجع، انوک، ھبنك، اھوج، ھبنق، اخرق، راعك، ھداك، ھبنقع، مدلہ، ذھول، جعبس، اورہ، ھوف، معضل، قدم ھقور، عیایاء، طباقاء، جب بہت سے نام والے الفاظ دیکھنے کی ضرورت ہو تو ایسے میں مناسب الفاظ.........

"احمق" ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لفظ احمق کی کثرت اسماء کی فضیلت کے علاوہ کوئی اور فضیلت نہ ہوتی تب بھی کافی تھا۔

علامہ ابن الاعرابی نے فرمایا کہ رقیع وہ ہے جو اس بات کا محتاج ہو کہ اس کی حماقت پر پٹائی کی جائے۔

کسی اعرابی سے پوچھا گیا کہ احمق اور مائق میں کیا فرق ہے۔ تو اس نے کہا احمق کی مثال اس پیاسے جیسی ہے جو کنوئیں کے اوپر ہو اور مائق وہ ہے جو کنوئیں کی تہہ میں ہو۔ ان دونوں کے درمیان وہ عمدہ حماقت ہے جو کنوئیں کی دونوں حدوں کے درمیان ہوتی ہے۔

عرب کہتے ہیں کہ احمق وہ ہے جو اس طرف بھی متوجہ نہیں ہوتا ہے کہ

اسے اچھی طرح قضائے حاجت ہو جائے اور اخرق وہ ہے جو چیزیں توڑے اور قضائے
حاجت کے اچھے ہونے سے کوئی غرض نہیں رکھتا۔
احمق خواتین کے نام یہ ہیں ورھاء، فرقاء، دفنس، خذعل، ھوجاء، قرثع،
داعکہ، رطیہ

پانچواں باب (۵)

احمق کی صفات کا بیان

احمق کی صفات دو قسم کی ہیں۔ ا۔ صورت کے اعتبار سے۔ ۲ خصلت اور افعال کے اعتبار سے

پہلی قسم کا بیان

حکماء کہتے ہیں کہ جس کا سر چھوٹا ہو اور شکل بے کار سی ہو تو وہ دماغ کی ہیئت پر دلالت کرتی ہے۔

حکیم جالینوس [1] کہتے ہیں کہ سر کا چھوٹا ہونا دماغ کی بے کار حالت پر دلالت سے خالی نہیں ہوتا۔ اس کی گردن چھوٹی ہو تو وہ دماغ کے ضعف اور کم ہونے کی دلیل ہے، جس کے اعضاء غیر متناسب ہوں وہ بھی بے کار ہوتا ہے حتی کہ اپنی ہمت اور عقل میں بڑے بہادر شخص کی طرح ہو۔ چھوٹی انگلیاں، گول چہرہ، طویل قامت، چھوٹی کھوپڑی، پر گوشت پیشانی، پر گوشت چہرہ گردن اور ٹانگیں ہوں۔ اور

---

[1] جالینوس، ایک قدیم ماہر طبیعت تھے۔ عالم تشریح میں ان کے بڑے تحقیقی کام ہیں پندرہ صدیوں سے ان کی تعلیمات اہل رائے کا اعتماد ہیں آسیا صغری میں ۱۳۰ء میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے لڑکپن ہی میں طب پڑھنا شروع کی اور اسے حاصل کرنے کیلئے بے شمار جگہوں کا سفر کیا جن فلسطین صقلیہ وغیرہ شامل ہیں۔ تیس سال کی عمر میں روم میں مقیم ہوئے اور راجح یہ ہے کہ جزیرہ صقلیہ میں ۲۰۰ء میں ان کا انتقال ہوا۔

چہرہ نصف دائرے کی طرح ہو۔ اسی طرح گول سر اور گول داڑھی والا ہو مگر اس کے چہرے پر شدید سختی ہو اور آنکھوں میں خوف اور حرکت ہو وہ بھی لوگوں میں خیر سے ماوراء ہوتا ہے اور اگر وہ کسی کو گھورتا ہو تو وہ بے ھودا اور بے حیا ہے۔ اگر اس کی آنکھیں پورے بدن میں گھومیں تو ایسا شخص مکار اور چور ہوتا ہے۔ اگر کسی کی آنکھیں بڑی اور خوفزدہ سی ہوں تو ایسا شخص سست بے کار احمق اور عورتوں کا رسیا ہوتا ہے اور ایسی نیلی آنکھیں جن میں نیلاھٹ کے ساتھ پیلاپن ہو جیسے زعفران تو یہ بھی بہت برے اخلاق کی دلیل ہے، اسی طرح گائے کی آنکھ سے مشابہ آنکھیں حماقت پر دال ہوتی ہیں اگر آنکھیں ابھری ہوئی ہوں اور ساری پلکیں بوجھل ہو تو ایسا شخص بھی احمق ہوتا ہے اگر پلکیں آنکھوں سے ٹوٹ رہی ہوں یا بغیر بیماری کے متلون ہوں تو ایسا آدمی جھوٹا، مکار اور احمق ہوتا ہے۔ اسی طرح کندھے اور گردن پر بال حماقت اور جرأت پر دال ہیں سینے اور پیٹ پر بال چالاکی کے کم ہونے کی دلیل ہیں۔ جس کی گردن لمبی اور پتلی ہو تو ایسا شخص چیخ و پکار کرنے والا، احمق اور بزدل شخص ہوتا ہے جس کی ناک موٹی اور بھری ہوئی ہو تو یہ کم سمجھ شخص ہے جس کے ہونٹ موٹے ہوں تو یہ بھی احمق اور گندی طبیعت والا ہوتا ہے۔ جو چہرہ بہت زیادہ گھماتا ہو وہ جاہل ہے جس کے کان بڑے ہوں وہ جاہل اور لمبی عمر والا ہوتا ہے۔ خوبصورت آواز حماقت اور کم سمجھی کی علامت ہے۔ پیٹھ پر زیادہ گوشت اس کی حس اور فہم کے گندا ہونے کی دلیل ہے۔ لمبوں میں اکثر عبادت اور جہالت ہوتی ہے ایک ایسی علامات جو کبھی غلط ثابت نہیں ہو سکتی وہ داڑھی کا لمبا ہونا ہے لمبی داڑھی والا ضرور احمق ہوتا ہے۔

تورات میں لکھا ہے کہ داڑھی کا مخرج دماغ ہے جو اس میں لمبائی کی زیادتی کرے گا اس کا دماغ کم ہو جائے گا جس کا دماغ کم ہو گا اس کی عقل کم ہو جائے گی اور جس کی عقل کم ہو گی وہ احمق ہو گا۔

بعض حکماء کہتے ہیں کہ حماقت داڑھی کو بڑھاتی ہے جس کی داڑھی جتنی لمبی ہو گی اس[1] کی حماقت اتنی ہی زیادہ ہو گی۔ کسی آدمی نے ایک لمبی داڑھی والے کو کہا کہ اگر یہ داڑھی کسی نہر میں سے گزاری جائے تو نہر خشک ہو جائے گی۔

---

[1] یہاں لمبی داڑھی سے مراد بہت زیادہ لمبی داڑھی ہے جو شرعی حد سے بھی زیادہ ہو۔ (مترجم)

احنف[1] بن قیس کہتے ہیں کہ جب تم کسی شخص کو دیکھ کر اس کی کھوپڑی بڑی اور داڑھی لمبی ہے تو اس پر حماقت کا یقین کر لو چاہے وہ امیہ[2] بن عبد شمس کیوں نہ ہو۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر ناراض ہوتے ہوئے فرمایا، ہمیں تیری حماقت اور تیری عقل کے کند ہونے پر تیرے خلاف گواہی کے لئے اتنا کافی ہے جو ہم تیری لمبی داڑھی دیکھ رہے ہیں۔

عبدالملک بن مروان نے کہا کہ جس کی داڑھی لمبی ہو وہ اپنی عقل میں ایسا ہے جیسے کسی کے صرف تھوڑی پر بال ہوں رخساروں پر نہ ہوں (یعنی ناقص العقل ہے)

اور کسی نے کہا ہے کہ جس کا قد چھوٹا ہو کھوپڑی بھی چھوٹی ہو اور داڑھی لمبی ہو وہ اس لائق ہے کہ مسلمان اسے ناقص العقل کہیں۔

صاحبان فراست کہتے ہیں کہ جب آدمی لمبا ہو اور اس کی داڑھی بھی لمبی ہو تو اس پر احمق ہونے کا حکم لگادو۔ اور مزید یہ کہ جب ایسے آدمی کا سر بھی چھوٹا ہو تو اس کی حماقت میں کوئی شبہ نہیں۔

بعض حکماء کہتے ہیں، عقل کی جگہ دماغ ہے روح کا راستہ ناک ہے اور بے وقوفی کی جگہ لمبی داڑھی ہے۔ سعد بن منصور سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ

---

[1] احنف بن قیس بن معاویہ بن حصین التمیمی میں ابو بحر کنیت تھی تمیم کے سردار اور تابعین کے زعماء میں سے تھے، بردباری میں ضرب المثل تھے۔ ان کے کلمات و خطبات بڑی کتب تاریخ وغیرہ میں ملتے ہیں۔ ہجرت سے تین سال قبل پیدا ہوئے۔ نبی علیہ السلام کا زمانہ پایا مگر شرف لقاء حاصل نہ ہوا۔ ان کے اشارے پر ان کی قوم مسلمان ہوئی۔ ان کی حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت موجود ہے وفات ۷۲ھ میں کوفہ میں ہوئی۔

[2] یہ امیہ بن عبد شمس بن عبدالناف بن قصی ہے شام واندلس کے بنو امیہ کا دادا ہے آپ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے پیدا ہوا اور پیدائش رسول علیہ السلام کے بعد تک زندہ تھا۔ ذعفل بن حنظلہ نے اس کا تعارف یوں کرایا ہے۔ یہ حنظلہ "ذعفل الناسب" سے معروف ہیں نقل کرتے ہیں کہ میں ایک چھوٹے قد کے بوڑھے کو جو لاغر اور نحیف جسم والا تھا دیکھا جسے اس کا غلام ذکوان کھینچے لئے جارہا تھا۔

میں نے ابن ادریس کو کہا کہ کیا تم نے سلام بن ابی حفصہ کو دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا ،جی ہاں! میں نے اسے لمبی داڑھی والا دیکھا تھا اور وہ احمق تھا۔

ابن سیرینؒ [۱] سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں جب تم کسی لمبی داڑھی والے کو دیکھو تو اسے اس کی کم عقلی پر دلیل سمجھو۔ زیاد ابن ربیہ کہتے ہیں کہ جس آدمی کی بھی داڑھی ایک قبضہ سے زائد ہو جائے وہ اس کی عقل کو کم کر دیتی ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

اذاعرضت	للفتی	لحیته
وطالت فصارت	الی	سرته

جب	کسی	جوان	کی	داڑھی آجائے
اور	لمبی	ہوکر	ناف	تک جاپہنچے

فنقصان	عقل الفتی	عندنا
بمقدار	مازاد فی	لحیته

تو ہمارے نزدیک یہ اس جوان کی عقل میں بقدر اس کی داڑھی زائد ہونے کے نقصان ہے۔

احمق کی صفات میں سے کانوں کا چھوٹا ہونا بھی ہے اور احمق کو اس کی چال اور تردد سے بھی پہچانا جاسکتا ہے۔

احمق کی گفتگو اس کی حماقت پر قوی دلیل ہے

ہمیں ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن محمد نے خبر دی کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ مھدی [۲] جب عیساباذ سے فارغ ہوا تو وہ ایک چھوٹی سی جماعت میں گیا تاکہ غور کرے۔ تو وہ اچانک داخل ہوا اور وہاں جتنے بھی لوگ تھے سب کو نکال دیا گیا مگر وہاں دو

---

[۱] یہ ابو بکر محمد بن سیرین بصری ہیں بصرہ کے شیخ اور علوم دین میں اپنے وقت کے بڑے امام تھے بے شمار صحابہ اور تابعین سے روایت کرتے ہیں علم میں اور عبادت میں انتہا کو پہنچے ہوئے۔ حضرت انس نے انھیں فارس میں احادیث لکھوائیں۔ ۱۱۰ھ میں انتقال ہوا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

آدمی اس کے خدام کی نظروں سے بچ کر رہ گئے۔ مہدی نے ان میں سے ایک کو دیکھا وہ ناسمجھ حواس باختہ شخص تھا۔ اس سے پوچھا کہ تو کون ہے۔ تو اس نے کہا میں میں میں مہدی نے کہا تیرا ستیاناس! کون ہے تو۔ اس نے کہا پتہ نہیں۔ مہدی نے کہا تیری کوئی ضرورت ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ نہیں۔ مہدی نے کہا اس کو نکالو۔ اللہ نے خود اسے نکال دیا ہے۔ تو اس کی گردن پکڑ کر اسے بھی نکال دیا گیا جب وہ نکلا تو اس نے اپنے غلام کو کہا کہ اس کے پیچھے جاؤ اس طرح کہ اسے پتہ نہ چلے اور اس کے اور اس کے پیشہ کے بارے میں پوچھ گچھ کرو میرا خیال ہے کہ یہ بننے والا ہے، تو وہ غلام اس کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔

مہدی[1] نے دوسرے آدمی کو دیکھا تو اس سے بات کی اس نے اسے مضبوط دل اور لائق زبان کے ساتھ جواب دیا۔ مہدی نے کہا تو کون ہے۔ اس نے کہا تمہارے بلائے ہوئے لوگوں کی اولاد میں سے ایک شخص ہوں۔ مہدی نے کہا تم یہاں کیسے آ گئے۔ اس نے کہا کہ اس لئے آیا کہ اس خوبصورت عمارت کو دیکھوں اور دیکھنے کا مزہ لوں اور امیر المومنین کے لئے درازی عمر نعمت کے اتمام عزت اور سلامتی کے بڑھنے کی دعا کروں۔ تو مہدی نے کہا تمہاری کوئی ضرورت ہے۔ اس نے کہا جی ہاں! میں نے اپنے چچا کی لڑکی کے لئے رشتہ کا پیغام دیا تھا تو اس کے والد نے رد کر دیا اور کہا تیرے پاس کوئی مال دولت نہیں ہے۔ لوگ تو مال میں رغبت رکھتے ہیں اور میں اس سے محروم ہوں۔ مہدی نے کہا کہ میں تیرے لیے پچاس ہزار درہم دیئے جانے کا حکم دیتا ہوں تو اس[2] شخص نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ نے تو مجھے اپنا فدائی کر لیا آپ نے صلہ رحمی کی اور خوب کی اور خوب عظیم احسان کیا اللہ تعالیٰ آپ کی باقی ماندہ عمر کو گزشتہ عمر سے زائد کرے اور آنے والے دنوں کو گزشتہ دنوں سے بہتر فرمادے

---

[1] یہ محمد بن ابی جعفر عبداللہ المنصور بن محمد بن علی عبداللہ عباسی ہے جسے مہدی باللہ کا لقب ملا۔ عراق میں عباسی خلفاء میں سے تھا۔ ۱۲۷ھ میں پیدا ہوا اور ۱۵۸ھ میں خلافت پر متمکن ہوا اور دس سال اور ایک مہینے خلیفہ رہا اور ۱۶۹ھ میں ماسبذان نامی جگہ میں انتقال کر گیا۔

[2] یہ بغداد کے مشرق میں ایک محلہ ہے جو عیسیٰ بن مہدی کی طرف منسوب ہے۔ مہدی نے یہاں ایک محل بنوایا تھا جسے قصر سلام کا نام دیا اس پر پچاس ہزار درھم کا خرچہ آیا۔ معجم البلدان ۵۲۷۔ صفحہ ۳

اور اپنی نعمتوں سے آپ کو اور آپ سے آپ کی رعایا کو فائدہ پہنچائے۔

تو مہدی نے انعام کی رقم دیئے جانے کا حکم دیا اور اپنے خاص آدمی کو اس کے ساتھ کر دیا اور کہا اس شخص کے پیشے کے بارے میں معلومات کرو، میرا خیال ہے کہ یہ کاتب ہے۔ اتنے میں پہلا جاسوس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے اسے بنائی کرنے والا پایا اور دوسرا آیا تو اس نے کہا کہ میں نے اسے کاتب پایا۔ تو مہدی نے کہا کہ حائک (بننے والے) اور کاتب کی گفتگو مجھ سے چھپ نہیں سکتی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم احمق کو کس طرح پہچانتے ہو۔ تو بعض نے کہا کہ اس کی چال، نظر اور تردد سے اور بعض نے کہا کہ احمق اپنی کنیت اور انگوٹھی کے نقش سے پہچانا جاتا ہے۔ ابھی یہ لوگ احمقوں کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص نے دوسرے کو زور سے آواز دی۔ اے ابو یاقوت! تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے بلایا۔ اس شخص نے کتان کے کپڑے پہنے تھے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ دیر بات چیت کی اور فرمایا کہ تیری انگوٹھی کے نگینہ پر کیا نقش ہے۔ اس نے کہا۔ مجھے کیا ہوا کہ میں ھدھد کو نہیں پاتا یا وہ غائب ہے (سورہ النمل آیت نمبر ۲۰) تو لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین بات وہی ہے جو آپ فرما رہے تھے۔

[1] امام شافعیؒ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو

---

[1] امام شافعیؒ یہ عبداللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع الھاشمی المطلبی ہیں۔ اھلسنت کے آئمہ اربعہ میں سے ہیں۔ ۱۵۰ھ میں فلسطین کے علاقے غزہ ہاشم میں پیدا ہوئے دو سال کی عمر میں مکہ منتقل ہو گئے۔ امام مالک اور مسلم بن خالد اور ان کے طبقہ کے محدثین سے علم حاصل کیا۔ سات سال کی عمر میں حفظ قرآن کر لیا۔ دس سال کی عمر میں "الموطا" یاد کر لی۔ بیس سال کی عمر میں منصب افتاء پر فائز ہوئے ۱۹۵ھ میں بغداد تشریف لے گئے وہاں تصنیف کی اور دو سال مقیم رہے۔ ۱۹۸ھ میں دوبارہ بغداد گئے اور وہاں ایک ماہ مقیم رہے۔ پھر یہاں سے مصر کا قصد کیا اور یہاں اپنی جدید کتاب "الام" تصنیف کی۔ امام اسنوی کہتے ہیں کہ امام شافعی پہلے شخص ہیں جنھوں نے اصول فقہ میں تصنیف کی اور اسی طرح حدیث میں ناسخ منسوخ مقرر کرنے والے پہلے شخص ہیں اور اسی طرح فقہی ابواب پر مشتمل تصنیف کرنے میں بھی مقدم ہیں۔ امام شافعیؒ اپنی جلالت کے باوجود طبعی طور پر شاعر تھے امام مبرد کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ لوگوں میں سب سے بہترین شاعر، آداب الناس سے واقف اور سب سے زیادہ فقہ اور قراتیں جاننے والے شخص تھے۔ ۲۰۴ھ میں قاھرہ میں وفات پائی اور وہیں ان کا مشہور مقبرہ ہے

دیکھو کہ اس کی انگوٹھی بڑی ہے اور نگینہ چھوٹا ہے تو یہ شخص عقلمند ہے اور جب دیکھو کہ انگوٹھی چھوٹی اور نگینہ بڑا ہے تو یہ شخص عاجز (احمق) ہے جب تم کسی لکھنے والے کو دیکھ کہ دوات کی شیشی اس کے بائیں جانب ہے تو یہ کاتب نہیں۔ اور اگر دوات دائیں جانب ہو اور اس کے کان پر قلم ہو تو یہ کاتب ہے۔

دوسری قسم کا بیان...... یہ قسم افعال اور خصائل سے متعلق ہے ان میں سے ایک صفت "امور کے انجام پر نظر نہ رکھنا اور ہر جانے انجانے پر اعتماد کر لینا۔" اسی طرح وہ کوئی محبت رکھنے والا نہیں ہوتا۔ اسی طرح خود پسندی اور زیادہ بات کرنا بھی احمق کی صفات ہیں۔

حضرت ابو درداء کہتے ہیں کہ تمہیں کسی آدمی کا ظرف اور فصاحت دھوکے میں نہ ڈالے باوجود اس کے کہ وہ رات کو نمازیں پڑھتا اور دن کو روزے رکھتا ہو۔ جب تم اس میں تین صفات دیکھ لو۔ خود پسندی، فضول گوئی اور خود جیسا کرتا ہو لوگوں کے ویسا کرنے پر ناراض ہو تو سمجھ لو کہ یہ جاہل کی علامات ہیں۔

حضرت[1] عمر بن عبد العزیزؒ فرماتے ہیں کہ احمق کی دو صفات کبھی زائل نہیں ہوتیں۔ جواب دینے میں جلدی کرنا۔ بار بار ادھر ادھر دیکھنا۔

ایک شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گفتگو کی تو بہت زیادہ بولا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تنگ آکر اسے فرمایا کہ چپ ہو جاؤ تو وہ کہنے لگا میں نے کیا کہا ہے۔

احمق کی علامات میں سے ایک علامت علم سے بالکل خالی ہونا ہے۔ عقل کے لئے ضروری امر ہے کہ وہ علم حاصل کرنے کے لئے متحرک رہتی ہے چاہے

---

[1] یہ ابو حفص عمر بن عبد العزیز بن مروان بن الحکم اموی قریشی ہیں زاھد خلیفہ اور عادل حکمران تھے۔ اموی خلفاء میں سے تھے۔ تقوی اور تمسک بالسنۃ سے مشہور ہوئے اسی وجہ سے انھیں پانچواں خلیفہ راشد کہا گیا۔ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور مدینے کے والی بھی رہے۔ ۹۹ھ میں بیعت خلافت لی۔ دیر سمعان میں ۱۰۱ھ میں وفات پا گئے ان کے حالات کتب تاریخ و ادب میں بے شمار ہیں۔

تھوڑا سا علم ہو تو جب عمر زیادہ ہو جائے اور اس نے کوئی علم حاصل نہ کیا ہو تو یہ ان کی حماقت کی دلیل ہے۔

امام اعمشؒ [1] کہتے ہیں کہ جب میں کسی ایسے بوڑھے کو دیکھتا ہوں کہ اس کے پاس علم نام کی کوئی چیز نہ ہو تو میں چاہتا ہوں کہ اسے احمق قرار دے دوں۔

عبداللہ بن [2] معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب، ولید [3] کے دوست تھے یہ دونوں ملتے جلتے رہتے تھے ایک دن بیٹھے شطرنج کھیل رہے تھے کہ خادم آیا اور اس نے کہا اللہ تعالیٰ امیر محترم کا اقبال بلند کرے آپ کے ننھیال میں سے بنو ثقیف کا ایک معزز شخص غزوے سے واپس آیا ہے وہ آپ کو سلام کرنا چاہتا ہے تو ولید نے کہا اسے جانے دو۔ تو عبداللہ نے کہا۔ تمہیں کیا ہے اسے آنے کی اجازت دے دو ہم ایسے ہی کھیلتے رہیں گے ایک رومال منگوا کر شطرنج پر ڈال دو اس شخص سے سلام دعا کر کے ہم دوبارہ کھیلنے لگ جائیں گے۔ چنانچہ ایسا کیا گیا اور اس شخص کو اجازت دے دی گئی وہ ایک بارعب شخص نکلا اس کے ماتھے پر سجدوں کا نشان تھا عمامے باندھے ہوئے تھا اور داڑھی میں کنگھی کی ہوئی تھی اس نے آکر سلام کیا اور کہا اللہ تعالیٰ امیر محترم کو صلاح عطا فرمائے میں جہاد سے واپس آیا ہوں مجھے اچھا نہ لگا کہ

---

[1] یہ ابو محمد سلیمان بن مہران ہیں ولاءً اسدی ہیں لقب اعمش ہے کوفہ میں اپنے وقت کے بڑے عالم اور محدث تھے۔ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابو اوفی اور ابو وائل سے اور بڑے محدثین سے روایت لی ہے۔ امام ابن مدینی کہتے ہیں کہ اعمش سے ۱۳۰۰ احادیث مروی ہیں۔ امام یحیی قطان کہتے ہیں کہ یہ علامت اسلام تھے۔ ۱۴۸ھ میں انتقال ہوا۔

[2] یہ بنو طالب کے شاعر اور بہادر تھے۔ انھوں نے اموی دور کے آخر میں خلافت کا مطالبہ کیا تو وہاں کے عامل نے ان سے مقابلہ کیا یہ فرار ہو کر مدائن اور پھر وہاں سے شیراز اور پھر حرات چلے گئے یہ ۱۲۷ھ کی بات ہے۔ انھیں وہاں کسی نے گلا گھونٹ کر قتل کر دیا۔ یہ ۱۲۹ھ میں ہوا ایک قول کے مطابق ۱۳۱ھ میں قتل ہوئے۔

[3] یہ ابو العباس ولید بن عبدالملک ہے شام میں اموی خلیفہ تھے۔ ۴۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۶ھ میں خلافت ملی۔ جامع مسجد دمشق بنائی اور بیت المقدس میں مسجد اقصی کی تعمیر کرائی ان کے زمانے میں فتوحات کا دائرہ ھند اور ترکستان و چین کے اطراف تک پھیل گیا تھا۔ ۹۶ھ میں وفات ہوئی دیر مران میں انتقال ہوا دمشق میں مدفون ہوئے ان کی مدت خلافت ۹ سال آٹھ مہینے رہی۔

میں آپ کا حق ادا کئے بغیر یہاں سے گزر جاؤں تو ولید نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں زندگی اور برکت عطا فرمائے یہ کہہ کر چپ ہو گیا۔

کچھ دیر بعد ولید اس سے مخاطب ہو کر بولا، ماموں جان! کیا کچھ قرآن آپ نے پڑھا ہے۔ اس نے کہا نہیں ہمیں مصروفیات نے اس کا موقع ہی نہ دیا۔ ولید نے پھر پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کی احادیث۔ مغازی وغیرہ میں کچھ یاد ہے۔ اس نے کہا نہیں ہمیں مصروفیات نے اس کا موقع بھی نہیں دیا۔ ولید نے پھر پوچھا کوئی عرب کے واقعات، اشعار وغیرہ۔ اس نے کہا نہیں۔ ولید نے کہا، تو کوئی اھل حجاز کی باتیں لطیفے وغیرہ۔ اس نے کہا نہیں۔ تو ولید نے کہا کوئی عجم کی بات یا ان کے آداب وغیرہ اس نے کہا یہ چیز میں نے حاصل کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ تو یہ سن کر ولید نے رومال اٹھا لیا اور کہا تو برباد ہو۔ تو عبداللہ بن معاویہ نے کہا سبحان اللہ (یعنی اٹھانے پر تعجب کیا) تو ولید نے کہا خدا کی قسم ہمارے ساتھ گھر میں اور کوئی نہیں ہے (یعنی یہ شخص بے علم ہونے کی وجہ سے بے حیثیت اور لاشئی ہے) وہ آدمی یہ دیکھ کر باہر نکل گیا اور یہ دونوں پھر کھیل کی طرف متوجہ ہو گئے۔

احمق کی ایک صفت "جھوٹی تعریف پر خوش ہونا اور اس کو اپنی بڑائی سمجھنا۔" ہے اگرچہ وہ اس تعریف کا مستحق بھی نہ ہو۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ [1] سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ احمق کے پیچھے جوتیوں کی آواز بہت کم رکتی ہے۔

زید [2] بن خالد کہتے ہیں کہ کوئی احمق مالدار فقیر سے مامون نہیں ہو سکتا اور احمق فقیر مالداری سے مایوس رہتا ہے۔ اصمعی کہتے ہیں اگر آپ کسی شخص کی عقل

---

[1] یہ حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما ہیں۔ جنت کے نوجوانوں کے سردار، رسول اللہ ﷺ کے نواسے اور پھول۔ امامیہ کے نزدیک بارہ آئمہ میں سے دوسرے امام ہیں۔ مدینہ منورہ میں ۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اصل عراق نے ۴۰ھ میں خلافت کی بیعت کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کے لئے شام پر چڑھائی اور حضرت معاویہ بھی مقابلہ کیلئے آگئے۔ انبار کے قریب "مسکن" نامی جگہ میں دونوں لشکر آمنے سامنے ہوگئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ کو صلح کی پیشکش کی حضرت معاویہ راضی ہو گئے اس کے بعد ۴۱ھ میں حضرت حسن خلافت سے دستبردار ہو گئے پھر مدینے تشریف لا کر وہیں مقیم ہو گئے۔ وہاں زہر خورانی سے ۵۰ھ میں وفات پا گئے ان کی مدت خلافت چھ ماہ پانچ دن رہی۔

بقیہ آگے

کو ایک ہی مجلس میں پرکھنا چاہو تو کوئی بے اصل بات اس کے سامنے کرو اگر وہ اس بات کی طرف مائل ہو جائے اور قبول کرلے تو سمجھ جاؤ کہ یہ احمق ہے اور اگر وہ اسے قبول نہ کرے تو عقلمند ہے۔

بعض حکماء کہتے ہیں کہ احمق کے اخلاق میں، جلد بازی، خفت، سخت مزاجی، غرور، فسق وفجور، بے وقوفی، جہالت، سستی، خیانت، ظلم، ضیاع، تفریط، غفلت، تکبر، مکاری جیسی صفات ہوتی ہیں۔ وہ مال دار ہو جائے تو فضول خرچ کرتا ہے تنگ دست ہو جائے تو مایوس ہو جاتا ہے خوشی ملے تو بداخلاقی کرے۔ اگر بات کرے تو فحش گوئی کرے، کوئی مانگے تو کنجوسی دکھائے، اگر خود مانگے تو پیچھے ہی پڑ جائے، اچھی بات نہ کرسکے۔ کوئی بات کہی جائے تو نہ سمجھے اگر ہنسے تو گلا پھاڑ کر ہنسے اگر روئے تو بھیں بھیں کرے۔

بعض حکماء کہتے ہیں کہ احمق آٹھ صفات کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے بلاوجہ غصہ ہونا، بغیر حق عطا کرنا، بے فائدہ گفتگو کرنا، ہر ایک پر اعتماد کرنا، راز کا افشاء کرنا اور دوست دشمن میں تمیز نہ کرپانا۔ جو جی میں آئے کہہ دینا، خود کو سب سے زیادہ عقلمند سمجھنا۔

ابوحاتم بن حیان کہتے ہیں کہ احمق کی علامات، جواب میں جلدی کرنا ایک بات پر قائم نہ رہنا۔ بہت زیادہ ہنسنا، بہت زیادہ ادھر ادھر دیکھنا، معززین میں بیٹھ کر غیبت کرنا، برے لوگوں سے اختلاط رکھنا، احمق وہ ہے اگر اس سے اعراض کرو تو پیچھے پڑ جائے۔ اس کی طرف توجہ کرو تو غرور کرنے لگے۔ اگر حلم کا معاملہ کرو تو وہ جہالت دکھائے اور اگر اس کے ساتھ ایسا کیا جائے تو وہ برداشت کرے۔ اس سے اچھائی کرو تو وہ برائی کرے اور اگر اس سے برائی کرو تو وہ اچھائی کرے۔ اس سے زیادتی کرو تو انصاف کرے گا انصاف کروگے تو زیادتی کرے گا۔ اگر کوئی شخص احمق کی مصاحبت میں مبتلا ہو جائے تو اسے خوب اللہ کی حمد کرنی چاہئے کہ اس نے اس شخص کو احمق کو ملنے والی (حماقت) سے محروم رکھا ہے۔

---

[۴] زید بن خالد الجہنی مدنی بڑے صحابہ میں سے ہیں۔ بخاری و مسلم میں ان کی اکیاسی روایات منقول ہیں۔ اٹھاون سال کی عمر میں ۷۸ھ میں وفات ہوئی۔

محمد شامی نے کہا ہے

لنا جلیس تارك للادب

جلیسه من قوله فی تعب

ہمارا ایک ہم نشین ادب کا تارک ہے اس کے ساتھ بیٹھنے والا اس کی بات سے تنگ ہی ہوتا ہے۔

یعضب جهلا عند حال الرضی

ومنه یرضی عند حال العصب

رضامندی کے حال میں خوانخواہ غصہ کرتا ہے اور غصہ کے وقت اس سے راضی رہتا ہے۔

چھٹا باب (۶)

احمق کی مصاحبت سے ممانعت کا بیان

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔
احمق کو بھائی نہ بناؤ۔وہ تم پر اشارہ کرے گا اور اپنی کوشش کر کے غلطی کرے گا۔وہ کبھی چاہے گا کہ آپ کو فائدہ پہنچائے تو نقصان پہنچائے گا۔اس کا چپ رہنا اس کے بولنے سے بہتر ہے اس سے دوری قربت سے بہتر ہے اس کی موت اس کے زندہ رہنے سے بہتر ہے۔

ابن ابی زیادؒ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے نصیحت کی کہ
میرے بچے !اھل عقل کے ساتھ رہنا اور ان کے پاس بیٹھنا احمق سے اجتناب کرنا اس لئے کہ میں جب بھی احمق کے پاس بیٹھ کر اٹھا میں نے اپنی عقل میں نقص پایا۔

عبداللہ بن حبیق کہتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ احمق پر کبھی غصہ نہ ہونا یہ تمہیں غم زیادہ کردے گا۔

حضرت حسن سے مروی ہے فرمایا کہ
احمق سے تعلق توڑنا اللہ تعالیٰ سے قربت کا باعث ہے

سلمان بن موسیٰ سے مروی ہے فرمایا کہ

تین آدمی ایسے ہیں جو آپس میں انصاف نہیں کر سکتے۔ بردبار شخص احمق سے، شریف (معزز) شخص، رذیل سے اور نیک شخص برے آدمی سے۔ اسی طرح ہمیں احنف بن قیس سے روایت پہنچی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ

خلیل بن احمد کا ارشاد ہے لوگوں کی چار قسمیں ہیں ایک وہ شخص جو جانتا ہے (علم رکھتا ہے) اور اسے معلوم ہے کہ وہ جانتا ہے یہ شخص عالم ہے اس سے علم حاصل کرو دوسرا وہ شخص جو جانتا ہے اور اسے نہیں معلوم کہ وہ جانتا ہے تو یہ بھولا ہوا ہے اسے یاد دلاؤ۔ ایک وہ شخص جو نہیں جانتا اور اسے معلوم ہے کہ وہ نہیں جانتا۔ تو یہ طالب ہے اس کو سکھاؤ اور ایک وہ شخص ہے جو نہیں جانتا اور اسے نہیں معلوم کہ وہ نہیں جانتا۔ یہ شخص احمق ہے اسے چھوڑ دو۔

یہ بھی ارشاد ہے کہ لوگ چار قسم کے ہیں تین سے بات کرو ایک سے نہ کرو۔ ایک شخص جانتا ہے اور اسے معلوم ہے کہ وہ جانتا ہے اس سے بات کرو اور ایک وہ شخص جو جانتا ہے اور سمجھتا یہ ہے کہ وہ نہیں جانتا اس سے بھی بات کرو اور ایک وہ شخص جو نہیں جانتا اور سمجھتا ہے کہ وہ نہیں جانتا۔ اس سے بھی بات کرو اور ایک وہ شخص جو نہیں جانتا۔ اور سمجھتا یہ ہے کہ وہ جانتا ہے اس سے بات مت کرو۔

جعفر بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ لوگ چار قسم کے ہیں ایک شخص علم رکھتا ہے اور اسے معلوم بھی ہے کہ اسے علم حاصل ہے تو یہ عالم ہے اس سے علم حاصل کرو اور ایک وہ شخص جو علم رکھتا ہے اور اسے معلوم نہیں کہ اسے علم حاصل ہے تو یہ شخص سویا ہوا ہے اسے جگا دو۔ اور ایک وہ شخص جو علم نہیں رکھتا اور اسے معلوم بھی ہے کہ اسے علم حاصل نہیں یہ جاہل ہے اسے تعلیم دو اور ایک وہ شخص جو علم نہیں رکھتا اور اسے معلوم بھی نہیں کہ اسے علم حاصل نہیں یہ احمق ہے اس سے دور رہو۔

ہمیں امام قاضی ابو یوسفؒ سے یہ روایت پہنچی کہ انہوں نے فرمایا

لوگوں کی تین اقسام ہیں پاگل، نیم پاگل، عقلمند، پاگل اور آدھے پاگل کے ساتھ تم سکون میں ہو اور عقلمند کے بوجھ سے تمہیں کفایت کی گئی ہے (بچایا گیا ہے)

امام اعمش سے مروی ہے کہ احمق کی سرزنش کرنا اس کے خصیوں میں پھونک مارنے کے مترادف ہے۔ (یعنی کوئی فائدہ نہیں)

عبداللہ بن داؤد الحربی ۱؎ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ
ہر وہ دوست جسے عقل نہ ہو تمہیں دشمن سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

بشر بن الحارث ۲؎ کہتے ہیں کہ احمق کو دیکھنا اپنی آنکھ کو جلانا ہے اور میں (ابن جوزیؒ) نے انہیں کہتے سنا کہ لوگوں پر ایسا وقت آئے گا جس میں حکمرانی احمقوں کی ہوگی۔ اور انہی سے مروی ہے کہ احمق حاضر ہو یا غائب آنکھ کو جھلسانے والا ہے۔

حضرت شعبہؒ سے مروی ہے کہ ہماری عقلیں ویسے ہی تھوڑی ہیں اور جب ہم کسی ہم سے بھی کم عقل کے پاس بیٹھیں گے تو یہ تھوڑی بھی ضائع ہو جائے گی۔ میں اس آدمی کو دیکھتا ہوں جو خود سے کم عقل شخص کے پاس بیٹھتا ہے اور وہ ساری عقل نکال لیتا ہے۔

بعض حکماء کہتے ہیں عاقل کا بوجھ صرف اپنے اوپر ہوتا ہے اور احمق کا بوجھ سب لوگوں پر ہوتا ہے اور جسے عقل نہ اس کی نہ دنیا ہے اور نہ ہی آخرت۔

ایک دوسرے حکیم نے کہا ہر شخص احمق سے حسن معاملہ نہیں کر سکتا مگر میں احمق سے حسن معاملہ کر سکتا ہوں انہیں کہا گیا کہ وہ کیسے۔ تو انھوں نے جواب دیا میں اس کا حق ادا نہیں کرتا حتی کہ وہ حق کو کھلی آنکھوں سے طلب کرنے لگتا ہے اس وقت جب میں اس کا حق دینے لگوں اور وہ اپنے حق سے زیادہ مانگے۔

کسی نے یہ شعر کہا ہے

اتق الاحمق ان تصحبه
انما الاحق کالثوب الخلق

احمق کی مصاحبت سے بچو
حمق تو پرانے کپڑے کی طرح ہے

کلما رقعت منه جانبا

۱؎ صحیح لفظ "خربی" ہے، یہ حافظ تھے گوشہ نشین تھے اپنے زمانے کے عقلمند ترین لوگوں میں سے تھے۔ امام اعمش اور دوسرے بڑے آئمہ سے سماعت کی ہے۔ شوال ۲۱۳ھ میں وفات ہوئی۔

۲؎ یہ ابو نصر بشر بن الحارث بن علی المروزی ہیں جو حافی سے مشہور ہیں بڑے صالحین میں سے مشہور زاھد ہیں دین کے بااعتماد لوگوں میں سے ہیں ان کے بہت واقعات ہیں ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ۲۲۷ھ میں وفات ہوئی۔

خرقته الریح وھنا فانخرق

جب بھی تو اس کے ایک طرف پیوند لگائیگا

ھوا اسے کمزوری کی وجہ سے پھاڑ دے گی وہ پھٹ جائے گا

اوکصدع فی زجاج فاحش

ھل تری صدع زجاج یرشتق

یا وہ شیشے میں کھلے سوراخ کی طرح ہے

کیا تو نے شیشے کے سوراخ کو بند ہوتے دیکھا ہے

کحمار السوق ان اقضمته

رمح الناس وان جاع نھق

بازار کے گدھے کی طرح جسے تو لاٹھی مارے

تو لوگوں پر چڑھ دوڑے اور اگر بھوکا ہو تو ڈھینچوں کرے

اوغلام السوء ان استغبته

سرق الناس وان یشبع فسق

یا برے غلام کی مانند کہ اگر تو اسے بھوکا رکھے

تو لوگوں کی چوری کرے اور پیٹ بھر دے تو فسق کرے

واذا عاتبته کی برعوی

افسد المجلس منه بالخرق

اور جب اس کی رعایت کے لئے سرزنش کرے تو مجلس کو اپنی بے وقوفی سے خراب کردے۔

ساتواں باب (۷)

حماقت میں معروف لوگوں کی ضرب الامثال کا بیان

عرب احمق کو ضرب الامثال میں استعمال کرتے ہیں کبھی تو لوگوں میں معروف احمقوں کی، کبھی جانوروں اور پرندوں میں سوٴ تدبیر میں معروف اصناف کی اور کبھی ان کی جن سے فعل سرزد نہیں ہوتا لیکن اگر ان کے لئے فعل کا ہونا متصور ہوتا تو حماقت پر مبنی ہوتا۔

حماقت میں معروف لوگوں کی ضرب الامثال

ابو ھلال عسکری کہتے ہیں کہ عرب کہتے ہیں "ھبنقہ کا احمق" (اس کے بارے میں آگے بیان ہوگا) اور حذنہ کا احمق کہا جاتا ہے کہ حذنہ خود ایک شخص کا نام ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ چھوٹے کان والے کو کہتے ہیں جس کا سر بھی ہلکا ہو جس میں دماغ کم ہوتا ہے اور احمق ایسا ہی ہوتا ہے ایک قول یہ ہے کہ حذنہ ایک عورت تھی جو اپنی کلائی سے رینٹ (ناک) صاف کرتی رہتی تھی۔

اسی طرح عرب کہتے ہیں ابو غبشان کا احمق اور حجا کا احمق، عجل بن لجیم کا احمق، حجینہ کا احمق (یہ بنو صداء کا ایک آدمی تھا) اور ہبیں کا احمق اور مالک بن زید

---

[1] یہ ابوالھلال حسن بن عبداللہ عسکری ہیں "عسکر مکرم" کی طرف نسبت ہے جو اھواز سے متعلق ہے ادب کے عالم تھے شاعر تھے صاحب کشف الظنون کہتے ہیں کہ یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اوائل کے موضوع پر کتاب لکھی اور علامہ سیوطی نے ان کی اوائل کی شرح لکھی ہے جس کا نام الوسائل الی معرفۃ الاوائل ہے ان کا انتقال ۳۹۵ء کے بعد ہوا ہے۔

مناۃ کا احمق عدی بن حباب کا احمق مہورہ کے دو خادموں میں سے ایک احمق وغیرہ۔

جانوروں کی حماقت کے تذکرے میں عرب کہتے ہیں "احمق بجو" اور احمق ام عامر (لومڑی) حوض پر کھڑی احمق بھیڑ (یہ اس لئے کہ بھیڑ جب پانی پر آتی ہے تو جم جاتی ہے واپس نہیں جاتی) اور "احمق مادہ بھیڑیا" (یہ اس لئے کہ یہ اپنا بچہ چھوڑ کر بجو کے بچے کو دودھ پلادیتی ہے)

پرندوں کی حماقت کے تذکرے میں عرب کہتے ہیں "احمق کبوتر" اس لئے کہ یہ اپنے گھونسلے کو درست نہیں کرتا حتی کہ اس کا انڈا بھی اس میں سے گر کر ٹوٹنے لگ جاتا ہے کبھی تو یہ کیلوں پر بھی انڈے دے دیتا ہے اور انڈہ گر جاتا ہے۔" اور کہتے ہیں "احمق شتر مرغ" اس لئے کہ اگر یہ کسی اور شتر مرغ کے انڈوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سیتا ہے مگر اپنے انڈے چھوڑ دیتا ہے۔[1]

اسی طرح عرب کہتے ہیں احمق گدھ "اور احمق پہاڑی کوا" اس لئے کہ یہ اپنا انڈا اور چوزہ ضائع کر دیتا ہے۔ اور کہتے ہیں احمق کرلوان[2] اس لئے کہ جب یہ انسان کو دیکھ لے تو اپنے آپ کو ان کے سامنے گرا دیتا ہے اور لوگ اسے پکڑ لیتے ہیں۔

اسی طرح جانوروں میں حماقت سے موصوف، سرخاب، بھیڑ، اونٹ، مور اور زرافہ بھی ہیں۔

اور جن کا فعل موجود نہیں ان کی حماقت کی ضرب الامثال میں سے "رجلہ کا احمق" ہے یہ احمق بوٹی ہے جو سیلاب یا پانی کی روانی کی جگہ میں اگ آتی ہے۔

---

[1] اسی طرح اس کی ایک حماقت یہ بھی ہے کہ یہ اپنا سر ریت میں دبا کر یہ سمجھتا ہے کہ یہ شکار کی نظروں سے چھپ گیا ہے۔

[2] یہ بھورے رنگ اور لمبی چونچ کا ایک پرندہ ہے بیان کیا جاتا ہے کہ یہ رات کو نہیں سوتا۔ اس کا نام اس کی عادت کے خلاف ہے کیونکہ کرلی کے معنی نیند کے ہیں۔ (المنجد ص ۸۷۴) (اور شاید اسی وجہ سے اسے احمق کہا جاتا ہے۔ ۱۲ مترجم)۔

آٹھواں باب (۸)

حماقت اور غفلت میں ضرب الامثال بننے والوں کے واقعات

یہ لوگ عورتوں اور مردوں میں الگ الگ منقسم ہیں۔

ان میں سے ایک "ھبنقہ" ہے جس کا نام یزید بن ثرلوان ہے اس کو ابن مروان بھی کہا جاتا ہے قیس ابن ثعلبہ سے تعلق ہے۔

اس کی ایک حماقت یہ تھی کہ اس نے کوڑی، ہڈی اور ٹھیکرے کا بنا ہوا ایک ہار اپنے گلے میں ڈال رکھا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میں ڈرتا ہوں کہ خود کو گم نہ کردوں اور یہ ہار اس لئے پہنا ہے تاکہ میں خود کو پہچان لوں۔ ایک رات اس کا یہ ہار اس کے بھائی کے گلے میں کسی طرح پہنچ گیا تو جب صبح ہوئی تو یہ اپنے بھائی کو کہنے لگا کہ بھائی! اگر تو میں ہوں تو پھر میں کون ہوں۔

اس کا اونٹ گم ہو گیا تو اس نے اعلان کیا کہ وہ جسے ملے اس کا ہو جائے گا تو اسے کہا گیا کہ پھر اعلان کیوں کر رہے ہو۔ تو کہنے لگا کہ تو اس کے ملنے کا مزہ کہاں ملے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا جسے وہ اونٹ ملے گا اسے دس دوں گا تو اس کو کہا گیا یہ اعلان کیوں کیا۔ تو اس نے کہا کہ پانے کا ایک مزہ دل میں ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ طفاوۃ[1] اور بنوراسب[2] میں ایک آدمی کے بارے میں لڑائی

---

[1] یہ طفاوہ بنت جرم ریان کی طرف نسبت ہے یا جاہلیت کی ماں ہے اور طفاوی اسی طرف منسوب ہیں وہ اس کے شوہر اعصر بن سعد بن قیس غیلاں تھے اس کی اولاد ہیں۔

[2] یہ راسب بن خزرج بن جدہ بن جرم ریان کی طرف نسبت ہے جو جاھلی جد ہے۔

ہو گئی ہر ایک کا دعوی تھا کہ یہ ان کے زیر انتظام قوم میں سے ہے تو ھبنقہ کہنے لگا کہ اس کا فیصلہ یوں کیا جائے کہ اس شخص کو پانی میں ڈالا جائے اگر یہ تیرنے لگے تو یہ طفاوہ قبیلے کا ہے (عربی میں طفا تیرنے کو کہتے ہیں) اور اگر ڈوب جائے تو یہ بنو راسب کا ہے۔ (عربی میں راسب ڈوبنے والے یا تہہ میں جانے والے کو کہتے ہیں) تو وہ آدمی کہنے لگا اگر فیصلہ یہی ہے تو میں اس جرگے سے معافی چاہتا ہوں (یعنی اس کو چھوڑتا ہوں)

یہ ھبنقہ جب بکریاں چراتا تھا تو موٹی تازی بکریوں کو چرنے کی جگہ تلاش کر کے دیتا اور لاغر اور کمزور بکریوں کو وہاں سے ہٹا دیتا اور کہتا جس کو اللہ نے خراب کیا ہو میں اس کی اصلاح نہیں کروں گا۔

مشہور احمقوں میں سے ایک "ابوغبشان" ہے اس کا تعلق خزاعہ سے تھا یہ کعبہ کا متولی تھا ایک مرتبہ قصی بن کلاب کے ساتھ طائف میں شراب پینے بیٹھا اور نشہ میں آگیا جب اسے نشہ چڑھا تو قصی بن کلاب نے ایک مشک شراب کے بدلے بیت اللہ کی ولایت خرید لی اور اس سے چابیاں لے کر مکہ آگیا اور وہاں لوگوں سے کہا کہ اے قریش کے لوگو! یہ تمہارے باپ اسماعیل کے گھر کی چابیاں ہیں اللہ نے اسے تمہیں بغیر کسی لڑائی اور ظلم کے واپس لوٹا دیا ہے۔ اور جب ابوغبشان کو ہوش آیا تو بڑا نادم ہوا پھر کہا گیا۔ "ابوغبشان کا نادم ابوغبشان کا خامہ اور ابوغبشان کا احمق۔"

کسی شاعر نے کہا ہے۔

باعت خزاعته بيت الله اذسكرت
بزق خمر فبئست صفقته البادی

خزاعہ نے نشے کی حالت میں ایک مشک شراب کے بدلے دیہاتی کی طرح بیت اللہ بیچ دیا۔

باعت سدانتها بالخمر وانقرضت
عن المقام وضلالبيت والنادی

کعبہ کی خدمت شراب کے بدلے بیچ دی اور خزاعہ مقام ابراہیم سے کٹ گئی اور بیت اللہ اور جماعت گم ہو گئی۔

پھر بنو خزاعہ [۱] نے قصی [۲] پر قابو پانے کیلئے حملہ کیا مگر "قصی" ان پر غالب رہے۔

ان احمقوں میں سے ایک "شیخ مھو" یہ عبدالقیس [۳] کا ایک قبیلہ ہے، اس کا نام عبداللہ بن بیدرہ تھا اور بنو [۴] ایاد کو گوز مارنے کی عار دی جاتی تھی تو ان میں سے ایک آدمی نے بازار عکاظ میں کھڑے ہو کر کہا (اس کے پاس خوبصورت چادریں بھی تھیں) کہ لوگو! سنو میرا تعلق "ایاد" سے ہے۔ ہے کوئی۔ جو مجھ سے گوز کی عار ان دو چادروں کے بدلے خرید لے تو عبداللہ بن بیدرہ نے کھڑے ہو کر کہا میں خریدتا ہوں۔ اور پھر یہ عار ایک سے اتر کر دوسرے کے گلے لگ گئی اور مختلف قبیلوں کے لوگوں کے سامنے ہوا اور وہ اس پر گواہ بھی ہو گئے۔ عبداللہ اپنی قوم میں لوٹا اور وہاں جا کر کہا کہ میں تمہارے لئے ہمیشہ کی عار لے کر آیا ہوں۔ تو پھر یہ عار عبدالقیس کے ساتھ لگ گئی۔

ضرب المثل بننے والے احمقوں میں سے ایک عجل بن لجیم، بن صعب بن علی بن بکر بن [۵] وائل بھی ہے اسکی حماقت یہ تھی کہ اس سے کہا گیا کہ تو نے اپنے

---

[۱] خزاعہ ایک مشہور قبیلہ ہے اس کی کئی شاخیں ہیں۔ اللیث کہتے ہیں کہ ان کا نام خزاعہ اس لئے پڑا کہ یہ اپنی قوم کے ساتھ جا رہے تھے واپس مکہ آئے تو یہ لوگ پیچھے رہ گئے اور وہیں رک گئے اور دوسرے لوگ شام چلے گئے (خزاعہ کے معنی الگ ہونا، کٹنا، پیچھے رہ جانا ہیں) مسعودی نے کہا کہ بیت اللہ کی ولایت بنو خزاعہ کے پاس تین سو سال رہی۔

[۲] یہ نسب نبوی شریف کے سلسلے کے پانچویں جد ہیں اپنے وقت میں قریش کے سردار تھے سمجھداری سے موصوف تھے بیت اللہ کے متولی ہوئے قصی ان کا نام اپنی قوم سے دور رہنے کی وجہ سے پڑا یہ اپنے چچا "جو ان کے سوتیلے والد بھی تھے کے پاس شام کے قریب جوان ہوئے مکہ میں انتقال ہوا۔ [۳] عبدالقیس بن اقصی بن دعمی کی طرف نسبت ہے جو جاہلی جد ہے ان کا وطن تہامہ ہے پھر یہ وہاں سے۔ بحرین منتقل ہوئے ان کی کئی شاخیں ہیں۔

[۴] یاد بن نزار بن محد کی طرف نسبت ہے جو جاھلی جد ہے۔ انکا ٹھکانہ دور جاھلیت میں حرم اور تہامہ کے درمیان اور حدود نجران میں واقع تھا۔ یہ عراق اور بلاد شام سے نکلے جب مضری زیادہ ہو گئے تو یہ نکل آئے۔ سلم بن قتیبہ سے مروی ہے کہ "ایاد" پانی کو بھی لوٹا دیتے تھے ان کے دو سو نوجوان دو سو گھوڑوں پر نظر آتے ایک چال میں۔ یہ عرب کے بڑے زور آور تھے۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

گھوڑے کا کیا نام رکھا ہے۔ وہ اٹھا اور گھوڑے کی ایک آنکھ پھوڑ دی اور بولا کہ میں اسکا نام "کانا" رکھا ہے۔

" رمتنی بنو عجل بداء ابیهم وای امرئی فی الناس احمق من عجل " بنو عجل نے مجھے اپنے باپ کی بیماری کی تہمت دی ہے۔ کون ہے جو لوگوں میں عجل سے زیادہ احمق ہو

" البس ابو هم عارعین جواده فصارت به الا مثال تضرب بالجهل " انکے باپ نے اپنے گھوڑے کی آنکھ کی عار پہنی اور پھر اسکی جھالت پر مثال دی جانے لگی۔

ان احمقوں میں ایک "حمزہ بن بیض" بھی ہے

ابوطالب عمر بن ابراہیم سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ

حمزہ بن بیض [۱] نے ایک حجام کو بلایا یہ حجام بڑا بھاری اور باتونی تھا جب اس نے اپنا استرا تیز کیا تو اس نے کہا کہ اس وقت مجھے تکلیف ہو گی۔ اس نے کہا نہیں! اس نے کہا آج چلا جا اور کل میرے پاس دوبارہ آنا تو حجام نے کہا کہ تو نہیں جانتا کہ کل کیا ہوا استرا تیز ہے اور ایک لمحہ کا کام ہے اس نے کہا کہ اگر جیسا تو کہ رہا ہے ویسا ہی ہے تو مجھے اپنے فوطوں میں سے ایک انڈا پکڑا دے وہ میرے ہاتھ میں بدلے کے طور پر ہو گا جیسے تو مجھے تکلیف دے گا میں (اسے دبا کر) تجھے تکلیف دونگا۔ یہ سن کر حجام اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا میرا خیال ہے کہ تو نے اس سال حجامت کا (ارادہ) چھوڑ دیا ہے۔ وہ واپس چلا گیا۔

محمد بن [۲] علاء کاتب سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حمزہ بن بیض نے اپنے

حاشیہ ۵ یہ جد جاھلی ہے یمامہ سے بصرہ تک ان کے علاقے تھے انہی کی طرف ابودلف الد جلی اور قاسم بن عیسی منسوب ہیں۔ امیر شعراء میں سے تھا اور مامون کے لشکر کے قائدین میں ایک تھا۔

[۱] یہ حمزہ بن بیض بن نمر بن عبداللہ الحنفی ہے۔ شوخ مزاج شاعر ہے اھل کوفہ میں سے ہے ۱۱۶ھ میں فوت ہوا۔ ایک قول کے مطابق ۱۲۰ھ میں فوت ہوا۔

[۲] مسکویہ نے ۲۳۳ھ کے واقعات میں لکھا ہے کہ واثق اپنے بھائی جعفر پر کسی بات پر ناراض ہو گیا تو اس نے محمد بن علاء اور عمر بن فرج کو وکیل بنایا۔ وہ اسکی نگرانی کرتے اور اسکے حالات اسے لکھ کر بھیجتے۔

غلام کو کہا کہ ہم نے رصافہ میں کس دن جمعہ پڑھا تھا۔ غلام نے کچھ دیر سوچ کر جواب دیا منگل کے دن۔ حمزہ بن بیض کو ایک مرتبہ کہا گیا تو روز آنہ کتنی نبیذ پیتا ہے۔ کہا دو رطل سے کچھ زیادہ۔

ان لوگوں میں ایک ابواسید بھی ہے

محمد بن رجاء سے مروی ہے کہ ابو سید نے ایک روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ۔ "یہ واقعہ مہدی کی خلافت کے دور میں منصور کی موت سے پہلے ہوا" (حالانکہ مہدی تو منصور کے بہت بعد کا ہے) اور یہ بھی کہتا تھا کہ ابواسید کے پاس سے دو اونٹ گذرے انکے ارد گرد جو لوگ تھے انھوں نے کہا کہ ان دونوں میں کونسا تیز رفتار ہے۔ ابواسید نے جواب دیا کہ ان دونوں میں ایک تیز رفتار ہے۔ لوگوں نے کہا کونسا والا۔ اس نے کہا جو مجھ سے آگے ہے وہ پہلے والے سے زیادہ تیز ہے۔

ایک شخص نے ابواسید سے اسکی کسی مصیبت پر تعزیت کی تو ابوسید نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرا بدلہ چکانا مجھے عطا کرے (یعنی مجھے بھی تجھ سے تعزیت کرنے کا موقع ملے۔

محمد بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ ابواسید نے ایک سوئے ہوئے شخص کی طرف دیکھا اور کہا "اٹھ جا کتنا سوئے گا۔ ایسا لگتا ہے جیسے تو نیند کے جھونکے میں لیٹا ہوا اونٹ ہے۔

ابوسعید کو کہا گیا کہ ہمیں ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کوئی روایت سناؤ تو اس نے کہا کہ وہ اپنی مونچھیں اتنی چھوٹی کر لیتے تھے کہ بغل کی سفیدی ظاہر ہو جاتی (یہاں اس نے دو روایتوں کو مکس کر دیا)

ان میں سے ایک "جحا[1]" بھی ہے۔ اس کی کنیت ابوالغصن تھی اس کی بعض باتیں اس کی ذہانت اور عقلمندی پر دال ہیں مگر ان پر زیادہ تر دوسروں کو بے وقوف بنانے والی باتیں شامل ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سے عداوت رکھنے والوں نے اس کے بارے میں جھوٹی حکایات گھڑ لی ہیں۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

---

[1] اسطوری شخص ہے کہا جاتا ہے کہ یہ کوفہ عراق میں رہتے تھے۔ حماقت میں ضرب المثل ہے اور مزاحیہ باتیں اور نوادرات اس کی طرف منسوب ہیں۔

مکی بن ابراہیمؒ[1] سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے "جحا" کو ایک سمجھ دار ظریف الطبع شخص دیکھا۔ یہ وہ شخص جس کے بارے میں جھوٹی باتیں مشہور ہیں ان کے کچھ پڑوسی مخنث تھے یہ ان سے مذاق کرتے وہ ان سے تو لوگوں نے ان کے بارے میں جھوٹی باتیں گھڑ لیں۔

ابو بکر الکلبی سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں بصرہ سے نکلا جب کوفہ پہنچا تو میں نے ایک بوڑھے کو دھوپ میں بیٹھا دیکھا تو اس سے پوچھا کہ بڑے میاں! حکم کی منزل کہاں ہے اس نے کہا "وارءک" (تیرے پیچھے) تو میں پیچھے جانے لگا تو اس نے کہا سبحان اللہ! میں ورائک کہہ رہا ہوں اور تو پیچھے جارہا ہے مجھے عکرمہ نے ابن عباس سے روایت بیان کی کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد وکان وراء ھم ملك یاخذ کل سفینته غصبا میں وراءھم کا معنی

"سامنے" کا ہے۔ تو میں نے کہا آپ کون؟ ابو۔ اس نے کہا ابو الغصن، میں نے پوچھا۔ نام۔ اس نے کہا۔ جحا"

ہمیں (ابن جوزیؒ کو) یہ روایت دوسرے طریقے سے بھی پہنچی ہے۔

عباد[2] بن صہیب کہتے ہیں کہ میں اسماعیل[3] بن خالد سے سماعت حدیث کرنے کے لئے کوفہ پہنچا تو میں نے ایک بوڑھے کو بیٹھے دیکھا تو پوچھا کہ میں اسماعیل بن خالد کے گھر کیسے پہنچ سکتا ہوں۔ اس نے کہا (الی ورائک) میں نے کہا میں واپس جاؤں۔ اس نے کہا میں تجھے "ورائک" کہہ رہا ہوں اور تو واپس جارہا ہے تو میں نے کہا کہ کیا "وراء" میرے پیچھے نہیں۔ تو اس نے کہا نہیں۔ پھر کہا کہ مجھے[4] عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت بیان کی کہ وکان ورائھم میں وراء کا معنی بین ایدیھم یعنی سامنے کا ہے۔ عباد کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا شیخ آپ کون ہیں۔

---

[1] یہ مکی بن ابراہیم البلخی ہیں یزید بن ابی عبید سے روایت کرنے والے آخری ثقہ ہیں نوے سال سے کچھ اوپر عمر پائی ۲۱۵ھ میں انتقال ہوا۔ [3] سورہ کہف (آیت نمبر ۷۹)۔

[2] عباد کو ابو بکر سجستانی نے اپنی کتاب المصاحف صفحہ ۴۹ میں ذکر کیا ہے۔

[3] صحیح نام اسماعیل بن ابی خالد ہے جیسا کہ کتاب "المصاحف" اور شذرات میں، ہے حافظ ثقہ تھے اور صالح ثبت اور حجت تھے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

اس نے کہا میں "جحا" ہوں۔

مصنف کہتے ہیں جمہور نے جو کچھ "جحا" سے روایت کیا ہے وہ تغفیل یعنی بے وقوف بنانے والی باتیں ہیں ہم انہیں ذکر کرتے ہیں جیسا سنا ہے۔

ابوالحسن سے مروی ہے کہ ایک شخص نے جحا کو کہا میں نے تمہارے گھر سے کچھ آواز سنی ہے۔ اس نے کہا ہاں میری قمیص اوپر سے گر گئی تھی۔ اس نے کہا کہ اوپر سے گرنے سے اتنی آواز۔ اس نے کہا احمق جب میں اس میں تھا تو کیا اس کے ساتھ نہیں گرتا۔

ابو منصور ثعالبی[1] نے اپنی کتاب "غرر النوادر" میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ جحا کو ہوا سے تکلیف محسوس ہوئی تو ھوا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ کہ تجھے تو تیرے ماجنے کے مطابق صرف سلیمان بن داؤدؑ نے پہچانا تھا۔ یہاں تک کہ تو نے اپنا پاخانہ کھایا۔

ایک مرتبہ حمام سے نکلا ٹھنڈا دن تھا ٹھنڈی ہوا کے تھپڑے لگے اور اس کے فوطے پر اثر انداز ہوئے ایک فوطہ سکڑ کر اوپر چڑھ گیا تو یہ دوبارہ حمام میں پہنچا اور لوگوں سے پوچھ گچھ کرنے لگا کسی نے کہا تجھے کیا ہو گیا۔ اس نے میرا ایک فوطہ چوری ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد حمام کی گرمی نے اثر دکھایا فوطہ واپس (نیچے) آگیا جب اس نے اسے دیکھا تو سجدہ شکر ادا کیا اور کہنے لگا کہ "ہر وہ چیز جسے ہاتھ نہیں پہنچ سکے گم نہیں ہوتی۔

ایک مرتبہ اس کا پڑوسی مر گیا۔ انھوں نے گورکن کو کہلوا بھیجا کہ قبر بنائے بعد میں ان کے درمیان اجرت پر تلخ کلامی ہو گئی۔ جحا بازار گیا اور ایک شہتیر دو درھم

[ ] یہ عکرمہ بن عبداللہ ہیں جو حضرت ابن عباس ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے فقہاء مکہ اور تابعین میں سے تھے۔ مصر خراسان اصبہان اور مغرب کا سفر کیا۔ ان سے تقریباً تین سو افراد روایت کرتے ہیں۔ ابن ناصر الدین نے لکھا ہے کہ امام احمد، یحیی اور بخاری رحمہم اللہ نے ان کی روایت سے دلیل لی ہے۔ طاؤس کہتے ہیں کہ اگر یہ اپنی حدیث ترک کر دیتا اور اللہ سے ڈرتا تو سواریاں ان کی طرف رخ کرتیں۔ ان کا انتقال ۱۰۵ھ میں ہوا۔

[1] یہ عبدالملک بن محمد بن اسماعیل ابو منصور العثالبی ہیں۔ علم ادب لغت اور تاریخ کے امام تھے۔ ۳۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۲۹ھ میں وفات ہوئی ان کی کئی تصنیفات ہیں ان میں سے "فقہ اللغۃ" "یتیمۃ الدھر اور "خاص الخاص" معروف ہیں۔

میں لے آیا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ کہنے لگا گورکن پانچ درھم سے کم میں مان نہیں میں یہ شہتیر دو درھم میں لے آیا ہوں۔ ہم اپنا مرذہ اس پر لٹکادیں گے۔ (عیسائیوں کی طرح صلیب کریں گے) تین درھم کا فائدہ بھی ہوگا اور قبر کے بھینچنے سے آرام بھی پائے گا اور منکر نکیر کے سوالوں سے بھی جان چھوٹے گی۔

حکایت ہے کہ ایک مرتبہ جحا نے دھونی یا بھاپ لی تو اس کے کپڑے جل گئے اس کو بڑا غصہ آیا اور کہنے لگا "خدا کی قسم آئندہ میں برہنہ ہو کر دھونی لوں گا۔"

ایک مرتبہ سخت تیز ہوا چلی لوگوں نے دعا کرنی اور توبہ کرنی شروع کر دی یہ دیکھ کر جحا چیخا۔ کہنے لگا لوگو! توبہ کرنے میں جلدی نہ کرو یہ تو آندھی ہے ابھی تھم جائے گی۔ (یعنی توبہ کر کے نیک اعمال سر پڑ جائیں گے)

ایک مرتبہ جحا کے والد کے گھر کے سامنے کسی کا گھر گرنے کی وجہ سے بہت سی مٹی جمع ہو گئی۔ تو اس کے والد نے کہا کہ میرے پڑوسیوں نے اب مٹی پھینکنا لازم کر لیا ہے اور اب اس بوجھ کے ہٹانے کی ضرورت ہے اور جس سے اینٹیں بنتی ہیں وہ چیز بھی نہیں میری سمجھ میں نہیں آرہا کیا کروں۔ جحا نے کہا کہ جب یہ مقدار ختم ہو جائے گی تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ اچھا ہوگا تو والدہ نے کہا کہ پھر بتلاؤ کیا کیا جائے۔ اس نے کہا اس مٹی میں ایک کنواں کھود لیتے ہیں اور پھر خوب کمائیں گے۔

ایک مرتبہ جحا نے آٹا خریدا اور ایک مزدور سے اٹھو لیا مزدور وہ آٹا لے کر بھاگ گیا۔ جحا نے کافی دن کے بعد اسے دیکھا تو چھپ گیا لوگوں نے پوچھا تو کیوں چھپ رہا ہے۔ جحا نے کہا مجھے ڈر ہے کہ کہیں مزدور کرائے (اجرت) کا مطالبہ نہ کر دے۔

ایک دن اس کے والد نے اسے بھنی ہوئی سری لینے بھیجا۔ اس نے خریدی اور راستے میں ہی بیٹھ کر اس کی آنکھیں کان، زبان اور مغز کھا گیا اور باقی ماندہ سری لے کر اپنے والد کے پاس پہنچا اس نے کہا۔ تیرا ستیاناس یہ کیا ہے۔ اس نے کہا سری! جو آپ نے منگائی تھی! اس کے والد نے کہا اس کی آنکھیں کہاں ہیں۔ کہا بکرا اندھا تھا۔ پوچھا کان کہاں ہیں۔ کہا بکرا بہرا تھا۔ پوچھا اس کی زبان کہاں ہے۔ کہا بکرا گونگا تھا اس نے پوچھا اس کا دماغ کہاں ہے۔ اس نے کہا یہ خالی الدماغ تھا۔ اس نے

کہا یہ واپس کر آؤ۔ جحا نے کہا کہ بیچنے والے نے ہر عیب سے برائت کی شرط پر بیچا ہے۔

حکایت ہے کہ ایک مرتبہ جحا نے صحرا میں کچھ دراھم دفن کئے اور اس کی نشانی ایک سایہ دار بادل کو بنایا۔ اس کے والد کا انتقال ہوا تو اسے کہا گیا کہ جا کر کفن خرید لاؤ۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے ڈر ہے اگر میں کفن خریدنے جاؤں گا تو پیچھے نماز جنازہ بھی فوت ہو جائے گی (یعنی درہم ڈھونڈنے میں دیر لگے گی اور لوگ خود ہی کفن دفن کرلیں گے)

حکایت ہے کہ مھدی نے اسے مزاحیہ باتیں کرنے کے لئے بلایا اور پھر تلوار اور (مجرم کو قتل کرنے کے لئے بچھایا جانے والا) چمڑے فرش منگوایا اور اسے اس فرش پر بٹھایا اس نے بیٹھ کر تلوار والے کو کہا دیکھ بھال کر مارنا میرے پچھنے کی جگہ نہ لگے میں نے پچھنا لگوایا ہوا ہے۔

ایک دن اسے بازار میں دوڑتا ہوا دیکھا گیا لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے۔ تو اس نے کہا کہ کیا تمہارے پاس سے کوئی رنگین داڑھی والی لڑکی گزری ہے۔

ایک دن جامع مسجد کے دروازے پر آیا اور پوچھا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا مسجد جامع! اس نے کہا اللہ جامع پر رحم کرے اس نے کتنی اچھی مسجد بنائی ہے (عربی میں "مسجد الجامع" کا ترجمہ جامع کی مسجد بھی ہو سکتا ہے)

ایک دن جحا لوگوں کے پاس سے گزرا اس کی آستین میں آڑو تھے اس نے کہا جو بتائے گا کہ میری آستین میں کیا ہے تو اس کو سب سے بڑا آڑو دوں گا۔ لوگوں نے کہا کہ آڑو ہیں اس نے کہا تمھیں یہ راز جس نے بھی بتایا ہے وہ زانیہ کا بیٹا ہے (یعنی جواب پر حیران ہوا)

اس نے کسی کو کہتے سنا کہ کتنا خوبصورت چاند ہے۔ اس نے کہا ہاں خدا کی قسم خاص طور پر رات میں۔

جحا کو کسی آدمی نے کہا کہ کیا انگلیوں پر حساب لگا سکتا ہے۔ اس نے کہا ہاں اس نے کہا لگاؤ۔ دو جریب گندم ،اس نے چھنگلیا اور اس کے برابر والی انگلی بند کرلی پھر اس آدمی نے کہا دو جریب جو اس نے انگوٹھا اور شھادت کی انگلی بند کرلی اور بیچ والی کھڑی رکھی ،اس آدمی (شخص) نے پوچھا کہ بیچ کی انگلی کیوں کھڑی کی ہوئی ہے اس

نے کہا تاکہ جو اور گندم آپس میں نہ مل جائیں۔

ایک دن بچوں کے پاس سے گزرا جو ایک مرے ہوئے باز سے کھیل رہے تھے اس نے وہ ایک درھم میں خرید لیا اور اسے گھر لے آیا۔ اس کی ماں نے کہا تیرا ستیا ناس اس کا کیا کرے گا۔ یہ تو مرا ہوا ہے اس نے کہا اماں چپ کر! اگر یہ زندہ ہوتا تو میں اس کو سو درھم میں بھی نہ خریدتا۔

ایک مرتبہ اس کا والد مکہ جانے لگا (حج کے لئے) تو حجا نے رخصت ہوتے وقت اسے کہا کہ زیادہ دن نہ لگانا اور کوشش کرنا کہ تم قربانی کے لئے عید پر ہمارے ہاں پہنچ جاؤ۔ (عید قربان پر توجہ ہوتا ہے)

ضرب المثل بننے والے احمقوں میں سے ایک "مزبد" [1] بھی ہے۔

ابو زید کہتے ہیں کہ مزبد کو کہا گیا کہ فلاں گورکن مر گیا تو اس نے کہا اللہ اسے دور کرے جو کسی کے لئے گڑھا کھودتا ہے خود اسی میں گرتا ہے۔

مزبد نے کسی شخص کو کہا کہ کیا تمہارے لئے آسان ہے کہ تمہیں ایک ہزار درھم دیئے جائیں اور تم گھر کی چھت سے چھلانگ مار دو۔ اس نے کہا نہیں۔ مزبد نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے ایک ہزار درھم دیئے جائیں اور میں نے تو ثریا (ستارے) پر سے چھلانگ مار دوں۔ اس شخص نے کہا تجھے ہلاکت ہو تو گرے گا تو مر جائے گا۔ اس نے کہا تجھے کیا پتہ ہو سکتا ہے میں بھوسے پر جا گروں یا زبیدہ کے بستر پر گر جاؤں۔

اسے کہا گیا کیا تمہیں پسند ہے کہ یہ جبہ تمہارا ہو جائے اس نے کہا ہاں اور مجھے بیس کوڑے بھی مارے جائیں۔ لوگوں نے کہا یہ کیوں کہہ رہے ہو۔ اس نے کہا اس لئے کہ ہر چیز کسی نہ کسی چیز کے بدلے میں ہوتی ہے۔

انہی احمقوں میں سے ایک "ازھر الحمار" بھی ہے ایک دن یہ امیر عمرو بن

---

[1] مزبد ابو اسحاق المدنی ہے ایک والی اس پر غضب ناک ہو گیا تو نائی کو حکم دیا کہ اس کی داڑھی کاٹ دو۔ نائی نے اسے کہا کہ اپنے جبڑے پھیلاؤ تاکہ میں آرام سے کاٹوں اس نے کہا کہ وال نے تجھے میری داڑھی مونڈنے کا کہا ہے یہ نہیں کہ تو مجھے بانسری سکھائے۔ (فوات الوفیات لابن شاکر الکتبی)۔

لیث کے پاس بیٹھا خربوزہ کھارہا تھا۔ تو عمرو نے اس سے پوچھا کہ اس کا ذائقہ کیا ہے ازھر میٹھا ہے کیا۔ اس نے کہا کیا تو نے کبھی پاخانہ نہیں کھایا۔(یعنی اس کا ذائقہ پاخانہ جیسا ہے اس کا ذائقہ تجھے معلوم نہیں۔)

سلطان کے ہاں سے امیر عمرو کے ہاں ایک قاصد آیا تو اس نے دستر خوان لگوایا اور ازھر کو کہا کہ آج چپ رہ کر ماحول کو حسین بنادے تو وہ بہت دیر چپ رہا مگر پھر اس سے صبر نہ ہو سکا اور کہنے لگا کہ میں نے گاؤں میں ایک مینار بنایا ہے جس کی بلندی ایک ہزار انگشت ہے۔ اس کے یہ کہتے ہیں نگران نے اسے آنکھیں دکھائیں کہ چپ رہ۔ اس قاصد نے کہا کہ عرض کتنا رکھا ہے۔ کہا کہ ایک انگشت! اس نے کہا ایک ہزار کی لمبائی میں ایک انگشت کا عرض کم ہے تو ازھر نے کہا کہ میں نے تو زیادہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا مگر تمہارے اس نگران نے مجھے روک دیا۔

ایک دوسرا قاصد آیا تو ازھر کو کہا گیا کہ آج بات مت کر اور اس قاصد کے لئے ذرا اچھا کر دے۔ وہ تھوڑی دیر چپ رہا۔ پھر قاصد کو چھینک آگئی ازھر نے جواب دینا چاہا کہ اسے یرحمک اللہ کہہ دے مگر اس نے کہا صبحك الله (اللہ تیرا چہرہ روشن کرے) تو امیر نے کہا کہ کیا میں تجھے نہیں کہا تھا کہ آج بات نہ کرنا۔ تو ازھر نے کہا میں نے یہ سوچ کر کہا کہ کہیں یہ قاصد بغداد جا کر نہ کہہ دے کہ یہ لوگ عربی نہیں جانتے۔

اسے حکیم نے کہا کہ دو انار لو اور انھیں ان کی چربی (جو انار کے دانوں کا بستر ہوتی ہے) سمیت انھیں نچوڑ لو اور وہ جوس پیو ، تو اس نے دو انار لئے اور ایک چربی (جانور کی) کا ٹکڑا لے کر دونوں کو ایک ہی جگہ کوٹ کر ان کا رس نکال کر پی لیا۔

ضرب المثل بننے والے احمقوں میں سے ایک ابو محمد جامع الصید لانی بھی ہے علی بن معاذ کہتے ہیں کہ میں نے جامع صید لانی کو خط لکھا تو اس نے اس کا جواب لکھا اور اس کا عنوان یہ تحریر کیا۔ یہ خط اس کی طرف ہے جس نے میری طرف خط لکھا۔"

ایک مرتبہ کچھ لوگ ایک دیوار کے معاملے میں اس کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابو محمد تم اس دیوار کو کب سے جانتے ہو۔ اس نے کہا"میں اس وقت سے جانتا

ہوں جب یہ چھوٹی سی تھی اور فلاں کے پاس تھی۔

اسے ایک دن کہا گیا کہ تمہاری عمر کتنے سال ہے۔ اس نے کہا اکہتر سال تو کہا گیا حضرت عباس کی اولاد میں سے کوئی یاد ہے۔ اس نے کہا "ایتاخ" یاد ہے۔ (حالانکہ وہ اولاد عباس سے نہیں بلکہ عباسی خلافت کے دور میں ترکی امیر تھا اور کسی لشکر کا سالار تھا متوکل نے اس سے خائف ہو کر اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تو وہ پیاس کی حالت میں ۲۳۵ھ میں مر گیا تھا)

ایک مرتبہ چھوٹی کشتی میں سوار ہوا اور ملاح کو کرایہ دیا اس نے زائد مانگا تو اس نے کہا۔ اگر میں تجھے اس سے زائد دے دوں تو اللہ مجھے مسخ کر کے تیری طرح چوپایہ بنادے۔

ایک مرتبہ اپنے بیٹے کیلئے جوتی لینے بازار گیا اس سے پوچھا گیا کہ بچہ کتنے سال کا ہے! اس نے کہا کہ یہ تو پتہ نہیں البتہ وہ اس دن پیدا ہوا تھا جب پہلی مرتبہ عنب دارانی آیا تھا اور میرا بیٹا محمد اللہ اسے قبر میں اتارے مجھ سے دو ماہ اور آدھا سال بڑا ہے۔

اس کی ایک بیٹی تھی اس سے اس کی عمر پوچھی گئی تو کہا کہ مجھے نہیں معلوم مگر یہ کہ وہ پسوؤں کے دنوں میں پیدا ہوئی تھی۔

ایک مرتبہ اس کے باڑے میں سے پانی نکلنا شروع ہو گیا تو اس نے اپنے غلام کو کہا کہ جلدی کر اور اس کو صحیح کرنے والے کو لے آ۔ اس سے پہلے کہ ہم دوپہر کا کھانا کھالیں یا یہ ہمیں کھا جائے۔ ایک سال اس کا بیٹا حج پر گیا اس نے اپنے بیٹے کو کہا تجھے تو پتہ ہے کہ میں تیرے بغیر رہ نہیں سکتا کوشش کرنا کہ جلدی آجاؤ اور قربانی ہمارے پاس ہی آکر کرو۔ تجھے معلوم ہے کہ تیری والدہ اس وقت تک کچھ نہیں کھاتی جب تک تو عید کی نماز پڑھ کر نہیں آجاتا ہے۔

انہی احمقوں میں سے ایک ابو عبد ابن الجصاص ہے اس کی ایک حکایت ہے کہ وہ ایک دن وزیر کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھی۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں کہ جس سے عظیم ذات کی قسم نہیں کھائی جاتی۔

ایک مرتبہ قرآن کریم دیکھا اور کہنے لگا کہ بہت سستا ہے خدا کی قسم! اور یہ

سب میرے رب کا فضل ہے کہ میں کھاؤں اور فائدہ اٹھاؤں ایک درھم میں" اس وقت یہ آیت کھلی ہوئی تھی۔" ذرھم یا کلوا و یتمتعوا "انھیں چھوڑدو کہ یہ کھائیں اور فائدہ اٹھائیں۔ یہاں اس سے یہ غلطی ہوئی کہ ذرھم کو درھم سمجھا۔

ایک دن ابن الجصاص، خاقانی وزیر ابن الفرات [۱] کے ہاں گیا اس کے ہاتھ میں کافوری خربوزہ تھا اس نے اسے وزیر کو دے کر منہ والا دجلہ میں تھوکنے کا سوچا۔ تو وزیر کے منہ پر تو تھوک دیا اور خربوزہ دجلہ میں پھینک دیا۔ وزیر کو بہت غصہ آیا۔ اور ابن الجصاص خود بھی ڈرا اور حیرانگی کے عالم میں بولا۔ خدا کی قسم مجھ سے غلطی ہوگئی حالانکہ میرا ارادہ یہ تھا کہ تمہارے منہ پر تھوکوں اور خربوزہ دریا میں پھینک دوں تو وزیر نے کہا۔ ارے جاہل! تو نے یہی تو کیا ہے۔ یعنی ابن الجصاص سے فعل اور معذرت دونوں میں غلطی ہوگئی۔

ایک دن اس نے آئینہ دیکھ کر یہ دعا پڑھی۔ اے اللہ ہمارے چہروں کو اس دن روشن فرما جس دن چہرے روشن ہوں گے اور ان کے کالا فرما جس دن چہرے کالے ہوں گے (یعنی دعا میں گڑبڑ کردی)

ایک دن کہنے لگا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس آنحضرت ﷺ کے خچر جیسا خچر ہو اور میں اس کا نام "دلدل" رکھوں۔

ایک دن کہنے لگا کہ میرا ہاتھ خراب ہوگیا تھا اگر میں اسے ہزار بار بھی دھوتا تب بھی صاف نہ ہوتا جب تک کہ میں اسے دوبارہ نہ دھولیتا۔

ایک دن آئینہ دیکھ کر اپنے برابر کھڑے ایک شخص سے کہنے لگا۔ دیکھو کیا میری داڑھی لمبی ہوگئی ہے۔ اس نے کہا آئینہ تو تیرے پاس ہے۔ اس نے کہا لیکن حاضر شخص وہ چیز دیکھ سکتا ہے جو غائب نہیں دیکھ سکتا۔

ایک دن اس نے بادام توڑا تو بادام تیزی سے نکل کر دور چلا گیا یہ کہنے لگا کہ لا الہ الا اللہ موت سے ہر چیز بھاگتی ہے حتی کہ جانور بھی (بادام کو جانور بنادیا)

---

[۱] یہ علی بن محمد بن موسی، ابوالحسن بن الفرات ہے ادیب ہے اور بڑے ذہین لوگوں میں سے تھا یہ القادر باللہ عباسی کے دور میں وزارت کے عہدے پر پہنچا۔ ۳۱۲ھ کتاب "الوزراء" جس کا مصنف "الصابی" ہے میں تفصیل سے اس کے حالات مذکور ہیں۔

ایک مرتبہ اس نے عباس بن احنف وزیر کو کھجور کا گوداھدیہ میں بھیجااور ساتھ لکھ دیا "تفیلت" (لکھنا چاہتا تھانقاء لت جس کا معنی نیک شگون کا ہے اور تفیلت کے معنی عربی کے لحاظ سے ہاتھی بن جانے کے ہیں۔) یہ نیک شگون ہے کہ تو زندہ رہے اور میں تجھے یہی تحفہ بھیجا کروں۔ تو عباس نے جواب میں لکھا کہ ہاتھی تو نہیں بنا مگر گائے بن گیا۔

ابن الجصاص روزانہ تسبیح پڑھتااور کہتا ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ کی نعمتوں سے اور اس کے احسانوں سے توبہ کرتے ہیں اور اس کی عافیت کو لوٹانا چاہتے ہیں اور امور کا ہر انجام مانگتے ہیں ہمیں اللہ اس کے انبیاء اور معزز فرشتے کافی ہیں۔ اس کی ایک دعا یہ بھی تھی کہ اے اللہ! ہمیں ان کی قبروں اور چرچ پر محلات کی برکتوں میں اور کنیوں کی سرحدوں کی برکت میں داخل فرما۔ سبحان اللہ قبل اللہ۔ اللہ کی تسبیح ہے اللہ سے پہلے اور اس کی تسبیح ہے اللہ کے بعد۔

ایک دن اس کا غلام اس کے پاس ایک چوزہ لایا تو کہنے لگا اس چوزے کی طرف دیکھو یہ اپنی ماں سے کتنا مشابہ ہے پھر کہنے لگا کہ اس کی ماں مذکر ہے یا مونث ہے۔

ایک مرتبہ اسے بخار ہو گیا اس سے پوچھا گیا کیسا محسوس کر رہے ہو۔ تو جواب دیا کہ ساری دنیا گرم ہے (یعنی اسے بخار چڑھا ہوا ہے)

محمد بن احمد[1] ترمذی نے لکھا ہے کہ میں زجاج کے ہاں اس کی والدہ کے انتقال پر تعزیت کے لئے گیا وہاں بہت سے رئیس اور ماہر کاتبین آئے ہوئے تھے اتنے میں ابن جصاص وہاں آیا اور ہنستا ہوا داخل ہوا اور کہنے لگا خدا کی قسم ابواسحاق بہت خوش ہو رہی ہے۔ یہ سنکر زجاج اور تمام حاضرین سناٹے میں آگئے۔ اسے کہا گیا کہ ارے تمہیں کیسے خوشی ہو رہی ہے اس (انتقال) سے تو اسے اور ہمیں غم پہنچا ہے کہنے لگا تیرا ستیاناس مجھے تو یہ پتہ چلا تھا کہ یہ (زجاج) مر گیا اور بعد میں مجھے صحیح بات

---

[1] یہ محمد بن احمد بن جعفر ترمذی میں ابو جعفر کنیت ہے فقہ شافعی کے ماہر تھے۔ اور اکابر میں سے تھے بغداد کے رہنے والے تھے۔ متقی پرہیزگار اور فقر پر صبر کرنے والے شخص تھے۔ ۲۹۵ھ میں وفات ہوئی۔

معلوم ہوئی کہ یہ نہیں بلکہ اس کی ماں کا انتقال ہوا ہے۔ اس لئے مجھے (زجاج[1] کے زندہ ہونے سے خوشی ہوئی ہے۔ یہ سن کر سب لوگ ہنسنے لگے۔

ابن حصاص نے اپنے وکیل (ذمہ دار) کو لکھا کہ وہ اس کے پاس سو من روئی لے آئے۔ وہ آگئی اور اس نے اسے دھنا، تو اس میں سے چوتھائی وزن نکل گیا تو اس نے اس کو لکھا کہ اس روئی میں سے پچیس من روئی کم نکلی ہے لہٰذا آئندہ صرف دھنی ہوئی روئی اگاؤ اور تھوڑی سے اون بھی اگا لینا۔

ایک مرتبہ باغ میں گیا تو اس کے منہ میں کہیں سے کڑواہٹ پہنچ گئی تو اس نے پیاز سرکے کے ساتھ منگائی تاکہ کڑواہٹ دور کرلے تو اس نے مالی کو کہا مالی کے پاس پیاز اور سرکہ نہ تھا تو اس نے کہا کہ تو نے پیاز کو سرکہ کے ساتھ کیوں نہیں اگایا۔

ایک مرتبہ امام کے پیچھے نماز ادا کر رہا تھا کہ امام نے ولا الضالین پڑھا تو اس نے کہا یعنی میری عمر کی قسم!

اور کبھی یہ تسبیح پڑھتا کہ اللہ مجھ اکیلے کے لئے کافی ہے۔"

ایک مرتبہ کہنے لگا کہ چوہے ہماری چھت میں بہت تنگ کرتے ہیں ایک شخص نے مجھے اس کی دوا بتائی تھی مگر مجھے اس کا (حسوہ) ہے ایک گھونٹ نہیں ملا (کہنا یہ چاہتا تھا کہ مجھے (حسا) وہ دوائی نہ ملی)

ایک دن کپڑے کی تین اقسام بتلا کر کہنے لگا کہ اگر میں ان میں سے ایک بھی پہن لوں تو پھر مجھے اس کے بغیر بھی کوئی پرواہ نہیں۔ (کہنا یہ چاہئے تھا کہ دوسرے کپڑوں کی پرواہ نہیں)

ایک دن کہتا ہے کہ ہوا کل بہت ٹھنڈی تھی مگر میں اسے دیکھ نہیں سکا۔

ایک مرتبہ اسے ھریسہ (گوشت اور گندم سے بنا ہوا سالن) دیا گیا۔ کہنے لگا کاش میں اسے گاؤں میں کھاتا یا پانی کے حوض کے ساتھ کھاتا۔ (مراد تھی کہ گوشت اور سرکہ ساتھ کھاتا)

ایک دن بیمار ہو گیا اس سے پوچھا گیا کہ کوئی تکلیف دہ چیز تو نہیں کھائی اس

---

[1] یہ ابراہیم بن السری بن سھل ابو اسحاق الزجاج ہیں علم نحو اور لغت کے بڑے امام ہیں کی بہت سی تصنیفات ہیں جن میں سے (الامالی) مشہور ہے ۳۱۱ھ میں انتقال ہوا۔

نے کہا نہیں صرف تھوڑا سا چوزہ کھایا تھا۔ اس کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا یہ کہنے لگا کہ مجھے اس کی ماں نے بتلایا تھا کہ یہ اپنے باپ سے پیدا ہوا تھا اور اس کی عمر اسی سال تھی۔

ایک مرتبہ اس کے سامنے سفید سیسہ لایا گیا تو پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا کہ کھاؤ یہ ام القری ہے (ام القری پیش کے ساتھ مکہ کا نام اور القری زیر کے ساتھ مہمانداری

ایک دن کہا کہ میں رات کو بیت الخلاء گیا تو اچانک چراغ بجھ گیا تو میں نے بیٹھنے کی جگہ منہ سے چکھ کر ڈھونڈ تا رہا حتی کہ میں نے اسے ڈھونڈ لیا۔

ایک دن ایک مریض کے پاس گیا اور بیٹھ کر اپنے کندھے کے درد کی شکایت کرنے لگا کہ مجھے اپنے ان دونوں کندھوں کے درد سے چھٹکارا نہیں ملتا یہ کہتے ہوئے اپنے دونوں گھٹنوں پر ہاتھ مارے (بجائے کندھے کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر کہا)

اور ابن حصاص سے ایسی باتیں بھی مروی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ صرف فرحت طبع کے لئے ایسا کرتا تھا فطرتاً خود ایسا نہ تھا۔

علی بن ابی علی التنوخی [1] اپنے والد [2] سے راوی ہیں کہ میں ۳۵۶ھ میں بغداد میں ابن الحصاص کے بیٹے ابو علی بن ابو عبداللہ بن الحصاص سے ملا میں نے اس کو ایک خوبصورت اور حسن اخلاق والا شیخ پایا۔ تو میں نے اس سے اس کے والد کی طرف منسوب حکایات کے بارے میں پوچھا مثلاً ولا الضالین کے جواب میں بجائے آمین کے عمری کہنا یا وزیر کے سر پر بوسہ دینے کے ارادے پر استفسار کہ کیا اس میں سونا ہے۔ کے جواب میں کہنا کہ اگر اس میں پاخانہ ہوتا تو میں اسے بوسہ دیتا۔ وغیرہ تو اس نے کہا کہ اس قسم کی باتیں جھوٹ ہیں اور نہ اس میں سلامتی ہے جو اس طرف اسے نکالدے اور وہ تو ایک ذہین ترین شخص تھے لیکن وزراء کے ہاں وہ قریب قریب

---

[1] یہ علی بن حسن بن علی التنوخی ہیں معتزلی علماء میں سے ہیں مدائن کی قضا کے والی تھے اور بہترین اور نادر قسم کے ظریف تھے۔ ۴۴۸ھ میں انتقال ہوا۔

[2] یہ محسن بن علی بن محمد ابو علی التنوخی ہیں۔ شاعر ادیب اور قاضیوں میں سے ہیں بغداد میں ۳۸۴ھ میں وفات ہوئی ان کی تصنیفات بہت ہیں جن میں سے ایک نشوار الحاضر بھی ہے۔

ایسی ہی باتیں جو سلامتی طبع کی حکایت کرتی ہیں کرتے تھے اس لئے کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ وہ ان سامنے ایک کمزور عقل والے شخص کی صورت میں آئیں تاکہ وزراء ان سے مامون رہیں کیونکہ یہ خلفاء کے راز و نیاز والے شخص تھے اور تاکہ وزراء سے بھی محفوظ رہیں۔

میں تمہیں نکا ایک واقعہ سناتا ہوں جس سے تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ وہ انتہائی ذہین شخص تھے۔ یہ انہوں نے خود مجھے سنایا تھا۔ کہا کہ

حسن بن فرات جب وزارت پر متمکن ہوا تو اس نے میرے بارے میں ایک برا ارادہ کیا اور اپنے والیوں کو میری جائداد اور میرے معاملات پر گرفت کرنے میری زبان بندی پر لگادیا اور اپنی مجلس میں میری برائی کرنے لگا۔ ایک دن میں اسکے ہاں گیا تو اس کے دربان کے قریب پہنچا تو اسے یہ کہتے سنا کہ۔ کہ "وہ کون خزانہ ہے جو زمین پر چلتا پھرتا ہے اور اسے اٹھانے والا کوئی نہیں۔" یہ سن کر میں سمجھ گیا کہ یہ کلام اس کے ساتھی (ابن فرات) کا ہے اور یہ مال مجھ سے چھین لیا جائیگا۔ اور یہ اس وقت میرے پاس سات لاکھ دینار اور ہیرے جواہرات رکھے ہوئے تھے اور یہ میری جائیداد کے علاوہ تھے۔ تو میں پوری رات اس معاملے پر سوچ و بچار کرتا رہا، اور رات کے آخری حصے میں میں نے ایک بات سوچ لی تو میں اسی وقت سوار ہو کر اس کے گھر کی طرف چل دیا اس کے گھر کے دروازے بند تھے میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ دربان نے کہا، کون ہے؟ میں نے کہا ابن الجصاص انہوں نے کہا یہ آئے کا وقت نہیں اور وزیر صاحب سو رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ محافظوں کو بتلادو کہ میں ایک اہم خبر لایا ہوں۔ دربانوں نے محافظوں کو بتایا تو ایک محافظ میرے پاس آکر بولا تھوڑا انتظار کرلو وہ اٹھنے والا ہے۔ میں نے کہا بات بہت ہی زیادہ ضروری ہے۔ تو اس نے ابن الفرات کو جاکر جگادیا اور میرے بارے میں آگاہ کیا پھر وہ آیا اور تھوڑی دیر بعد مجھے لے گیا میں اس کے سونے کے کمرے تک جا پہنچا وہ اپنی چارپائی پر بیٹھا تھا اس کے قریب کوئی پچاس کے قریب پر بستر اور لڑکے موجود تھے گویا کہ وہ اس کے محافظین ہوں، وہ کافی خوفزدہ تھا اور یہ سمجھ رہا تھا کہ کوئی بڑا واقعہ رونما ہوا ہے اور میں اس کے پاس خلیفہ کا کوئی خط لایا ہوں اور جو کچھ اس نے کیا تھا اس کے جواب

میں اسے یہ توقع تھی وہ کھڑا ہوا اور مجھے اٹھایا اور کہنے لگا تم کس وجہ سے اس وقت آئے ہو؟ کوئی واقعہ رونما ہوا ہے اور نہ ہی میرے اور نہ ہی میرے پاس خلیفہ کا کوئی خط ہے اور میں تیرے پاس صرف اس معاملے پر بات کرنے آیا ہوں جو میرے اور وزیر کے درمیان خاص ہے اور اس پر سوائے خلوت کے کہیں گفتگو نہیں ہو سکتی۔ یہ سن کر اسے کچھ سکون ہوا اور اس نے اپنے اردگرد موجود لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ سب (باہر) چلے جاؤ۔ وہ چلے گئے تو وہ بولا، ہاں اب بولو: تو میں نے کہا کہ دیکھو وزیر جی: تم نے میرے بارے میں ایک برا ارادہ کیا ہے اور مجھے ہلاک کرنے اور میری آسائشوں کو زائل کرنے کے چکر میں لگ گئے ہو اور میری ان چیزوں کے ازالہ میں میری جان نکل جائیگی اور جان کا کوئی عوض نہیں۔ اور میری عمر کی قسم میں نے تمہارے بارے میں بھی کچھ غلط سوچا ہے اور اس سوچنے میں مجھے پورا حق حاصل ہے اور میں نے تمہاری اصلاح کی حتی المقدور کوشش کی مگر تم سب کچھ چھوڑ کر میری ایذاء پر لگے رہے۔ اور (دیکھو) کہ بلی سے زیادہ کمزور جانور نہیں اور اگر تم بلی کو دیکھو کہ وہ سبزی فروش کی دکان میں ہو اور دکان والا اسے گھیر لے تو وہ ایسے زوایہ سے چھلانگ لگاتی ہے جیسے ابھی اس کا گلا گھونٹ دیگی اور اس پر چڑھ کر کر اس کا چہرہ نوچ دیتی ہے بدن بھنبوڑ دیتی ہے اور کپڑے پھاڑ دیتی ہے اور جہاں تک ممکن ہو وہ زندگی ڈھونڈتی رہتی ہے۔

اور میں نے بھی اپنے آپ کو تمہارے ساتھ اسی صورت پر پایا اور اسی صورت پر پایا اور میں حملے میں بلی سے کمزور نہیں ہوں۔ اور یہ بات میں صاف صاف عذر کے طور پر بیان کر رہا ہوں اگر تم میرے بارے میں اپنے موقف سے نیچے اترتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میں جو چاہوں کرونگا۔

اور میں نے اس کے سامنے سخت قسمیں کھائیں کہ میں ابھی خلیفہ کے پاس جاؤں گا اور اپنے خزانے سے دو لاکھ دینار اور ہیرے جواہرات اس کی خدمت میں صبح تک پیش کر سکتا ہوں اور تمہیں معلوم بھی ہے کہ میں اس سب کچھ پر قادر بھی ہوں اور میں خلیفہ کو کہوں گا کہ یہ مال لیلو اور ابن الفرات کو فلاں کے حوالے کر دو۔ اور میں وزارت طلب کروں گا اور اس کے لئے جو میرے دل میں قریب ہوگا (اس کا نام دوں

گا)اور وہ اس بات کو مان بھی لے گا اس شخص کے لئے جس کی کوئی وجاہت مقبول ہو اور میٹھی زبان ہو اور اچھا خط ہو۔ اور اس بارے میں ترے کسی کاتب کا نام دوں گا اور خلیفہ جب مال دیکھے گا تو تجھ میں اور تیرے کاتبین میں کوئی فرق نہیں سمجھے گا۔ اور معاملہ میرے حوالے کر دے گا اور میں کسی چھوٹے کاتب کو وہاں لگا کر یہ مال سب اس پر قرض ٹھہرا کر اس کو وزیر بنا دوں گا اور وہ میری خدمت کرے گا اور میرے مشوروں سے کام کرے گا اور تجھ پر عتاب نازل کر کے یہ دو لاکھ درھم تجھ سے وصول کر کے میرے حوالے کر دے گا۔ اور تجھے معلوم ہے کہ تجھ سے یہ مال نکل بھی آئے گا لیکن تو بعد میں محتاج ہو جائے گا اور میرا مال مجھے مل جائے گا اور میرا کچھ بھی نہیں جائے گا۔ اور میں ایسا شخص بن جاؤں گا جس نے اپنے دشمن کو ہلاک کر دیا اور اپنے غصہ کو ٹھنڈا کیا ہو اور اپنا مال بھی واپس لے کر اپنی آسائشوں کو دوبالا کر لیا ہو۔ اور میرا مقام وزیر کے بدلنے اور میرے ذریعے وزیر مقرر کئے جانے سے واپس آ جائے گا۔

جب اس نے میری پوری بات سن لی تو وہ اپنے ہاتھ میں ڈھے گیا اور بولا اے اللہ کے دشمن کیا تو یہ سب کچھ حلال سمجھتا ہے۔ میں نے کہا میں اللہ کا دشمن نہیں بلکہ اللہ کا دشمن وہ ہے جس نے میرے بارے میں اس بات کو حلال سمجھا جس بات کی فکر نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا اور میں اس کے لئے ایسا حلال کیوں نہ سمجھوں جس نے مجھے ہلاک کرنا اور میری نعمتوں کا زائل کرنا صحیح سمجھا۔ تو اس نے کہا اس کے علاوہ کوئی اور راستہ ہے۔ میں نے کہا یا تو حلف اٹھالے میں تجھے حلف اٹھواتا ہوں کہ تو ہر چھوٹے بڑے معاملے میں میرا حامی ہو گا مخالف نہیں ہو گا۔ میری برائی نہیں کرے گا میرا معاملہ نہیں بگاڑے گا اور کوئی غلط بات نہیں کرے گا اور کسی برائی میں ظاہری باطنی طور پر میرا نام نہیں لے گا۔ اس نے کہا تم بھی یہی قسم کھاؤ گے کہ تم نیت اچھی رکھو گے اطاعت کرو گے اور حسن سلوک روا رکھو گے۔ میں نے کہا میں کروں گا۔ تو اس نے کہا اللہ تجھ پر لعنت کرے تو ابلیس ہے تو نے مجھ پر جادو کر دیا ہے اس نے دوات منگائی اور ایک حلف نامہ تیار کیا میں نے پہلے اس سے قسم کھلوائی اور بعد میں خود قسم کھائی۔ جب میں وہاں سے اٹھنے لگا تو اس نے کہا کہ اے ابو عبداللہ! خدا کی قسم میرے دل میں تمہاری عظمت بیٹھ گئی ہے اور تو نے میرا بوجھ بھی ہلکا کر دیا اور

خدا کی قسم خلیفہ "مقتدر" جب مال دیکھتا تو میرے اور میرے چھوٹے سے چھوٹے کاتب کے درمیان فرق نہیں رکھتا۔ اب جو کچھ ہوا ہے وہ راز میں رہنا چاہئے میں نے کہا سبحان اللہ (یعنی کیوں نہیں) پھر اس نے آواز لگائی اے لڑکو! ابو عبداللہ کے ساتھ جاؤ (یعنی اعزاز کے لئے) تو میرے سامنے دو سو غلام نکل آئے اور میں اپنے گھر لوٹ آیا۔

جب فجر طلوع ہوئی اور میں آرام کر چکا تو میں اس کی مجلس میں پہنچا۔ حاضرین سے میرا اور ان کا مجھ سے تعارف کرایا گیا یہ اس لئے کہ جو کچھ ہو چکا تھا اس کی وجہ سے۔ اور اس نے حاضرین کی موجودگی میں اچھا معاملہ کیا اور ارد گرد کے والیوں کو میرے اعزاز میرے وکلاء کے اعزاز میرے عاملین کے اعزاز کے بارے میں لکھا اور میرے ساز و سامان اور جائیداد کی حفاظت کا حکم صادر کیا۔

جب میں وہاں سے اٹھنے لگا تو اس آواز نے اے لڑکو! ابو عبداللہ کو چھوڑ کر آؤ۔ سارے محافظین تلواریں سونتے آگئے لوگوں کو سخت حیرت ہوئی اور کسی کو اس اعزاز کا سبب معلوم نہ تھا اور میں نے یہ بات اس کے مرنے تک کسی کو نہیں بتائی۔"

"اس کے بعد مجھے ابو علی نے کہا کہ کیا ایسا وہ شخص کر سکتا ہے جس سے اس قسم کی حکایت مروی ہوں۔ میں نے کہا نہیں۔

تنوخی نے یہ بھی حکایت کی ہے کہ ابن الحصاص کو مقتدر[1] باللہ کے دور میں وزیر بنایا گیا تھا تو اس کی دولت اور بڑھ گئی وہ اس کی ظاہری دولت کے علاوہ تھی اور یہ چھ لاکھ دینار تھے۔ مجھے ابو محمد عبداللہ بن احمد بن مکرم نے یہ بات بتائی کہ مجھے میرے شیخ نے بتایا کہ ہم ابو عمر و القاضی کے پاس بیٹھے تھے کہ وہاں ابن الحصاص کا ذکر چھڑ گیا تو ابو عمرو نے کہا۔

اللہ کی پناہ! وہ ایسا نہیں تھا جیسا اس کے بارے میں کہا جاتا ہے میں اس کے پاس کچھ دن رہا ہوں اس کے گھر کے صحن میں ایک پردہ بندھا ہوا تھا ہم اس کے قریب بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اچانک اس نے خیمہ (پردے) کے پیچھے کسی کے پاؤں

---

[1] یہ جعفر بن احمد بن طلحہ ابو الفضل مقتدر باللہ ہے۔ عباسی خلیفہ ہے کافی عرصے خلیفہ رہا اور اس میں بڑے فتنے برپا ہوئے ۲۹۵ھ میں خلافت کی بیعت لی اور ۳۲۰ھ میں اسے قتل کر دیا۔

کی چاپ سنی اس نے کہا اے غلام پاؤں کی چاپ والے کو میرے پاس لاؤ تو اس کے پاس ایک سیاہ فام لونڈی لائی گئی اس نے کہا تو یہاں کیا کررہی تھی۔ اس نے کہا کہ میں خادم کے پاس بنانے آئی تھی کہ کھانا پک گیا ہے اور مجھے کھانا لانے کی اجازت چاہئے اس نے کہا اچھا جا اپنا کام کر۔ میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے یہ بتلانا چاہ رہا ہے کہ اس کے پاس ایک سیاہ فام لونڈی بھی ہے اور اس کے حرم میں سے نہیں۔ تو کیا یہ بات بے وقوفی میں سے ہوسکتی ہے۔

تنوخی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد ابوالقاسم الجھنی نے بیان کیا کہ میں ابن الفرات اور ابن الجصاص کے ساتھ بیٹھا تھا کہ وہاں لوگوں کے اپنی اولاد کے لئے مال جمع کرنے کا ذکر چھڑ گیا۔ ابن الفرات کہنے لگا کہ لوگ جو کچھ اپنی اولاد کے لئے جمع کرتے ہیں ان میں سب سے بہتر چیز کیا ہے۔ بعض نے کہا جائیداد بعض نے کہا زمین ، بعض نے کہا کھیت وغیرہ بعض نے کہا جواہرات ہلکے اور قیمت ، کیونکہ بنوامیہ سے پوچھا گیا تھا کہ تم مصیبت کے وقت کون سے اموال کو بہتر پاتے ہو۔ تو انھوں نے جواب دیا تھا کہ کم قیمت جواہرات کیونکہ ہم جب اسے بیچتے ہیں تو ہمیں اس کی پہچان کی ضرورت نہیں ہوتی اور حالانکہ انہیں ایک آدھ بہت ہی کم قیمت بھی ہوتا ہے۔

مگر ایسے میں ابن الجصاص خاموش بیٹھا تھا اس سے ابن الفرات نے کہا کہ ابوعبداللہ تمہارا کیا خیال ہے۔ اس نے کہا لوگ جو اپنی اولاد کے لئے مال جمع کرتے ہیں ان میں سب سے بہتر جائیداد اور بھائی ہیں اس لئے کہ اگر زمین جائیداد کھیت وغیرہ بغیر بھائیوں کے ہو تو یہ سب ضائع ہو جاتا ہے اور بیکار ہو جاتا ہے اور میں ایک واقعہ وزیر صاحب کو سناؤں گا اس سے میری بات کی سچائی معلوم ہو جائے گی۔ ابن الفرات نے کہا وہ واقعہ کیا ہے۔

ابن الجصاص نے (سنانا شروع کیا) کہا کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ ابوالحسن نامی شخص جواہرات کے بارے میں مشہور تھا۔ اور اس نے اپنے لئے اپنی اولاد اور لونڈیوں کے لئے جمع کر رکھا تھا۔ ایک دن میں اپنے گھر میں بیٹھا تھا کہ میرے دربان نے آکر اطلاع دی کہ ایک عورت اندر آنا چاہتی ہے۔ میں نے اجازت دے دی وہ

اندر داخل ہو کر بولی میں اکیلے میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے تخلیہ کر لیا تو اس نے کہا کہ میں ابوالحسن کی فلاں باندی ہوں میں نے اسے پہچان لیا وہ رونے لگی تو میں نے اپنے غلاموں کو بلایا کہ کچھ لا کر دیں تا کہ اس عورت کی حالت درست کر سکوں تو اس نے کہا کہ میں اس لئے نہیں آئی کہ تو انہیں بلا کر میری حالت درست کرنے کے لئے کچھ مال دے میں مالدار ہوں اور اس لئے نہیں آئی بلکہ میری حاجت اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔ میں نے کہا وہ کیا تو اس نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ابوالحسن ہمارے لئے جواہرات کے علاوہ کچھ چھوڑ کر نہیں مرا۔ اس کے بعد ہماری حالت بدل گئی (یعنی خستہ حالی آگئی) تو میرے پاس ایک ہار تھا جو اس نے مجھے ہبہ دیا تھا اور میری فلاں بیٹی کو تو میں نے یہ سوچا کہ اگر میں اسے (بیچنے کے لئے) اس شہر میں سامنے لاؤں گی تو مجھ سے چھین لیا جائے گا تو میں نے اور میری بیٹی نے خاموشی سے یہاں آنے کی تیاری کی اور ہم اس شہر میں بمع صحت وسلامتی جان و مال کے پہنچ گئے۔ تو میں نے اس ہار میں سے ایک ہیرا نکالا جس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار دینار تھی تو میں بازار گئی وہاں دو ہزار میں سودا ہوا تو میں نے کہا لاؤ جب وہ پیسے لائے تو کہا کہ سامان کا مالک کہاں ہے۔ میں نے کہا میں ہی ہوں تو انھوں نے کہا کہ یہ تمھارا نہیں ہو سکتا تم چور ہو۔ انھوں نے مجھے پکڑ لیا اور کوتوال کے پاس لے جانے لگے میں ڈری کہ میں وہاں پہنچ کر پہنچانی جاؤں گی لھذا میں نے ان لوگوں کو رشوت میں کچھ دینار دیئے اور ہار بھی انھوں نے لیا تھا وہ ان کے پاس ہی چھوڑ کر آگئی اور میں فقر کے ڈر سے پوری رات غم میں نہیں سوئی اس لئے کہ میرے پاس صرف یہی مال ہے اب میں مالدار فقیر ہوں میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں کیا کروں پھر مجھے ہمارے اور آپ کے مابین خاندانی تعلقات یاد آئے تو میں آپ کے پاس آگئی ہوں میں یہ چاہتی ہوں کہ آپ اپنے اثر ورسوخ کی وجہ سے میرا ہار واپس دلا دیں اور خرچہ کر کے میرا حق دلائیں جو باقی بچے اس سے ایک زمین خرید کر دیں تا کہ اس کی پیداوار سے ہم فائدہ اٹھایا کریں۔

تو میں نے پوچھا کہ تم سے ہار کس نے لیا تھا۔ اس نے بتایا کہ فلاں نے تو میں اس کے پاس گیا اور اس سے تخلیہ میں بات کی کہ یہ عورت میرے گھر کی ہے اور میں نے اسے صرف قیمت معلوم کرنے بھیجا تھا تا کہ لوگ ہمیں بغیر قیمت چیز فروخت

کرتے نہ دیکھ لیں۔ تم نے اس کے ساتھ ایسا کیوں کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہ تھا اور دوسری بات یہ ہے کہ ہم کسی چیز کو بغیر معلومات کئے خرید و فروخت نہیں کرتے۔ جب ہم نے اس سے ہار کا مطالبہ کیا تو وہ پریشان ہو کر خوفزدہ ہو گئی تو ہم اسے چور سمجھے۔ تو میں نے کہا کہ مجھے ابھی ابھی وہ ہار چاہئے۔ تو اس نے وہ لا کر دے دیا میں نے وہ لے کر بیچ دیا اور اس میں اچھی قیمت حاصل کرنے کی کوشش کی اور اس کے بعد اس عورت نے پانچ ہزار دینار مجھے دیئے میں نے ان سے ایک زمین اور گھر خرید کر اسے دیدیئے جس میں وہ اور اس کے بچے آج تک مقیم ہیں۔

آپ نے دیکھا کہ ہیرے جواہرات بغیر کسی دوست وغیرہ کے ہوں تو وہ رک جاتے ہیں اور بلکہ ناپسندیدہ بات کا سبب بن جاتے ہیں۔ اور جب اس عورت کو ایک دوست و مددگار مل گیا تو اس نے اس کے ذریعے بہترین مال حاصل کرلیا لهذا دوست ہار سے زیادہ بہتر ہے۔ تو ابن الفرات نے کہا ابو عبداللہ تو نے بہترین بات کہی۔

فصل...... بے وقوفی کی طرف منسوب عورتوں میں ایک تو وہ عورت ہے جو اپنا سوت کاٹ کر اسے دوبارہ توڑ دیتی تھی۔

مقاتل بن سلیمان [1] کہتے ہیں کہ یہ قریش کی ایک عورت تھی اس کا نام ریطہ بنت عمرو تھا جب یہ سوت کاتتی تو اسے بعد میں توڑ دیتی تھی۔

ابن السائب...... کہتے ہیں کہ اس کا نام رایطہ ہے۔ ابو بکر بن الانباری کہتے ہیں اس کا نام ریطہ بنت عمرو المریہ ہے اور لقب جعرا ہے یہ اہل مکہ میں سے تھی لوگوں میں معروف تھی لوگ اس کو اس کی کاریگری کی وجہ سے جانتے تھے۔ اس کے کام میں اس کی کوئی نظیر بھی نہیں تھی یہ حماقت میں لاثانی تھی یہ روئی یا اون سے

---

[1] یہ ابو الحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر البلخی ہیں بڑے مفسر تھے۔ متروک الحدیث ہیں امام شافعی فرماتے ہیں کہ لوگ تفسیر میں مقاتل بن سلیمان کے بچے ہیں۔ اور زہیر بن اسلمی کے شعر میں اور ابو حنیفہؒ کے فقہ میں۔ کسائی کے نحو میں اور علی بن اسحاق کے معازی میں۔ مقاتل کی کئی تصنیفات ہیں ان میں سے متشابہ القرآن وغیرہ معروف ہیں۔ بصرہ میں ۱۵۰ھ میں انتقال ہوا۔

سوت بناتی اسے مضبوط کرتی پھر یہ لونڈیوں کو کہہ کر ان سے سوت تڑوا دیتی تھی۔

ان عورتوں میں سے ایک **"دغہ"** بنت مغنج، یہ مغنج ربیعہ بن عجل ہے اور **"دغہ"** کا نام ہے کا نام مادیہ ہے اور **دغہ** لقب ہے، یہ چھوٹی سی ہی تھی کہ اس کی شادی بنو العنبر میں ہو گئی اور یہ حاملہ ہو گئی جب اسے دردِ زہ ہونے لگا تو یہ سمجھی کہ شاید قضائے حاجت ہونے والی ہے تو اس نے سوکن کو کہا کہ سنو! کیا پاخانہ اس کا منہ کھول دے گا؟ تو اس نے کہا ہاں کھولے گا اور ابا کو بھی بلائے گا، اس کی سوکن یہ کہہ کر چلی گئی اور اس کے ہاں بچے کی ولادت ہو گئی، بنو عنبر اس کی طرف منسوب ہیں اور بنو جعر (پاخانے کی اولاد) بھی انہیں اسی لئے کہا جاتا ہے۔

اس نے بچے کے تالو کو ہلتے دیکھا تو اسے چھری سے کاٹ دیا اور اس کا دماغ بھی نکال دیا اور کہنے لگی کہ میں نے یہ مادہ اس لئے نکالا ہے تاکہ اس کا درد رک جائے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے اگلے دانت بڑے خوبصورت تھے اس لئے اس کے ہاں لڑکے کی ولادت ہوئی۔ اس کا باپ اس کو چومتا اور کہتے واہ تیرے مسوڑھے تو اس نے ہانک لگائی شیخ ہم میں سے ہر ایک مسوڑھے والا ہے۔ تو وہ بولا کہ تم نے مجھے ویسے ہی اپنے دانتوں کی تیزی سے عاجز کر رکھا ہے پھر مسوڑھوں سے کیسے؟ بس اسی پر دغہ کی حماقت ضرب المثل بن گئی۔

ان میں سے ایک ریطہ بنت عامر بن نمبر بھی ہے یہ اس بات سے معروف ہوئی کہ یہ اپنی اولاد کے سر آدھے آدھے مونڈ دیتی تھی تاکہ وہ دوسروں سے ممتاز رہیں اور پہچانے جائیں۔

ان میں سے "ایک پازیب والی بکواسی" عورت ہے محمد بن عبد الملک کہتے ہیں کہ ہمیں ابن خلف نے بیان کیا، کہتے ہیں کہ عرب میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایک پازیب والی بکواسی عورت میں سے احمق ہے۔ یہ فزارہ کی ایک عورت تھی۔

ان میں سے ایک حذنہ بھی ہے اس کے نام میں اختلاف گزر چکا اور اس کے بارے میں مشہور اقوال میں سے ایک ہم نے یہ ذکر کیا تھا کہ یہ اس عورت کا نام ہے جو اپنی کلائی سے ناک صاف کرتی تھی۔

نواں باب (۹)

عقلمند لوگوں میں جن سے حماقت سرزد ہوئی

عقلاء کی اس جماعت کا ذکر جن سے حماقت والے افعال سرزد ہوئے اور وہ اس پر مصر رہے اور اسی اصرار کے باعث وہ احمق اور بے وقوف کہلائے۔

ان میں سب سے آگے "ابلیس" ہے یہ بڑا عبادت گزار اور فرشتوں کا موذن تھا اور اس سے ایسی حماقت اور بے وقوفی ظاہر ہوئی جو ہر بے وقوف پر بھاری ہے اس لئے کہ جب اس نے حضرت آدمؑ کو مٹی سے بنتا دیکھا تو اس نے دل میں سوچا کہ اگر مجھے اس سے افضل بنادیا جائے گا تو میں اسکو ہلاک کردوں گا اور اگر اسے مجھ پر فضیلت دی گئی تو اس کی نافرمانی کروں گا اگر وہ معاملہ پر غور کرتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ شعیت حضرت آدمؑ کیلئے مقدم ہو چکی ہے اور انھیں مغلوب کرنا کسی حیلہ سے ممکن نہیں مگر وہ تقدیر سے جاھل ہو گیا اور مقدر کو بھول گیا۔ پھر اگر وہ اس حالت پر رہتا تو معاملہ سے حسد کی طرف لے جاتا لیکن اس نے مالک (و بادشاہ) پر حکمت کی غلطی کا اعتراض کردیا اور کہا "کیا تو نے اسے مجھ پر عزت عطا کی ہے۔ (سورہ الاسراء آیت نمبر ۶۲) اور اس کا معنی ہے کہ "تو نے کیوں اسے عزت بخشی" پھر اس کو یہ گمان ہوا کہ وہ حضرت آدم سے افضل ہے اس لئے کہا "تو نے مجھے آگ سے اور اسے مٹی سے بنایا ہے" (سورہ الاعراف آیت نمبر ۱۲) اور یہ ساری باتیں اس کے کلام میں درج ہیں کہ "میں ہر حکیم سے زیادہ حکیم ہوں اور جاننے والے سے زیادہ علیم ہوں اور جو کچھ اللہ نے کہا ہے یعنی آدم کی تقدیم وہ (نعوذ باللہ) درست اقدام نہیں ہے اور حالانکہ وہ یہ جانتا تھا کہ اس کا علم "عالم اکبر" سے مستفاد ہے گویا کہ وہ یہ کہتا تھا کہ "اے مجھے سکھانے والے! میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں اور "اے یہ فضیلت مقرر

کرنے والے تو نے صحیح نہیں کیا۔ جب وہ ہر تدبیر میں ناکام ہوا تو اپنی ہلاکت سے راضی ہو گیا اور اس نے اپنے اصرار کی گرہ مضبوط کر لی پھر دوسروں کی ہلاکت پر محنت کرنے کی ٹھانی اور کہا "میں انہیں بہکاؤں گا۔" اور "لاغوینھم" (سورہ ص آیت نمبر ۸۲)..................

میں اس کی جہالت دو وجہ سے ظاہر ہے پہلی تو یہ کہ اس نے یہ بات اللہ تعالیٰ کے قصد وارادے کے انجام پر اثر انداز ہونے کیلئے کہی اور وہ یہ بات بھول گیا کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز اثر انداز نہیں ہو سکتی اور نہ تکلیف دے سکتی ہے اور نہ اسے فائدہ دے سکتی ہے کیونکہ وہ خود بے نیاز ہے۔

دوسری یہ کہ جس کی حفاظت کا ارادہ (منجانب اللہ) کر لیا گیا ہے وہ اسے اغوا نہیں کر سکتا۔ پھر اس بات پر متنبہ ہو کر بولا مگر تیرے مخلص بندوں کو نہیں بہکا سکوں گا۔" پس جب اس کا فعل موثر نہیں اور اس کی گمراہی اس کے لئے نہیں جس کے لئے ھدایت مقرر کر دی گئی ہے تو اس کا علم تو باطل ہو گیا۔ پھر اپنی ہمت کی پستی کیلئے تھوڑی سی مدت مانگی جس کے گزرنے کی سرعت کو بھی جانتا تھا کہنے لگا۔ "مجھے ان کے اٹھانے جانے کے دن تک مہلت دے دے۔" (سورہ اعراف آیت نمبر ۱۲) اب اس کی لذت گناہ گار کو گناہوں میں دھکیلنے میں بن گئی گویا کہ وہ غیظ میں ہے اور یہ بھول گیا کہ وہ اثر انداز ہو رہا ہے پھر یہ بھی بھول گیا کہ اس کا ہمیشہ کا عقاب قریب ہے۔ لہذا اس کی بے وقوفی کی طرح کوئی بے وقوفی نہیں اور نہ ہی اس کی جہالت کی طرح کوئی جہالت۔ اور ابلیس کے بارے میں کسی نے بڑا عجیب شعر کہا ہے۔

صحبت من ابلیس فی نخوته
وخبث ماظهر من نیته

میں ابلیس کی نخوت سے تعجب میں پڑا
اور اس کی نیت سے ظاہر خبث سے

تاه علی آدم فی سجده
وصار قود الذریته

آدم کو سجدہ کرنے میں تکبر کیا

اور اپنی اولاد کا لیڈر بن گیا

اور میں نے ابلیس کے علاوہ پاگل پن اور بے وقوفی میں آگے۔ ابو[۱] الحسین ابن الراوندی جیسا نہیں دیکھا۔ اس کی کچھ کتابیں تھیں جس میں یہ انبیاء علیہم السلام کو عیب لگاتا تھا اور انہیں گالیاں دیتا تھا پھر ایک کتاب لکھی جس میں اس نے قرآن پر رد کیا اور ظاہر کیا کہ اس میں غلطیاں ہیں اسے یہ بھی معلوم تھا کہ بہت سی خلقت (لوگوں) نے اس کتاب عزیز میں جھگڑا کیا ہے مگر وہ اس میں اعتراض نہ ڈھونڈ سکے اور نہ اس پر قادر ہوسکے تو اس نے تمام فصحاء پر استدراک اپنے تئیں کیا اور ایک کتاب " الدامغ " کے نام سے لکھی ہم اس کتاب کے مغور جات جو اس نے اللہ تعالیٰ پر رد کرنے کے لئے اعتراض کئے ہیں ان کے ذکر سے بچتے ہیں وہاں اس نے انسان کے بارے میں کہے جانے والے الفاظ سے زیادہ قبیح الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ان میں سے ظلم اور شر بھی ہیں اور عبارات میں اس سے بھی زیادہ گندے الفاظ ہیں جن میں سے میں نے بعض التاریخ میں درج کئے ہیں۔ حیرت ہے اس شخص پر جو اللہ تعالیٰ پر اثبات کے بعد اعتراض کرتا ہے انکار کرنے والا آرام پا گیا۔ کیا تم نے یہ سمجھا کہ اللہ نے ان کی عقلیں کامل بنائی ہیں اور اپنی صفات میں نقص رکھا ہو؟ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی بے وقوفانہ باتوں سے برتر ہے۔

فصل...... پھر بے وقوفی اور حماقت میں ابلیس کی اتباع " قابیل " نے کی اور اس کی بڑی بے وقوفی یہ تھی کہ جس کی قربانی قبول ہوئی اسے کہا کہ " میں تجھے قتل کردوں گا۔ " حالانکہ یہ واضح بات تھی اس لئے کہ اگر وہ غور کرتا تو اپنے بھائی کی قربانی قبول ہونے اور اپنی قربانی رد کئے جانے کا سبب نظر آجاتا۔ دوسری بے وقوفی یہ تھی کہ اس نے اپنے بھائی کو اپنی پیٹھ پر اٹھالیا اور دفن کرنے کا خیال تک نہ آیا۔

اسی طرح ایک بے وقوفی کا قول (حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں ان کی قوم

---

[۱] یہ احمد بن یحیی بن اسحاق ہے۔ ابوالحسین راوندی، ملحد اور فلسفی دھریہ ہے علامہ ابن محمد العسقلانی کہتے ہیں کہ راوندی مشہور زندیق ہے یہ پہلے معتزلی متکلمین میں سے تھا پھر زندیق ہوگیا اور ملحد مشہور ہوگیا۔ ابن کثیر کہتے ہیں مشہور زندیق اسے سلطان نے طلب کیا تو یہ بھاگ گیا اور ابن لاوی یہودی کے پاس پہنچ گیا۔ اور وہاں ایسی کتاب لکھی الدافع للقرآن۔ ۲۹۸ھ میں انتقال ہوا۔

کا ہے کہ)اس کو جلادواور اپنے خداؤں کی مدد کرو۔(سورہ الانبیاء آیت نمبر ۶۸)اسی طرح یہ قول کہ " چلو اور اپنے خداؤں پر صبر کرو "(سورہ ص آیت نمبر ۶)اور اسی طرح نمرود کا یہ قول کہ "میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔"(سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۵۸)(یہ جب حضرت ابراہیم سے مناظرہ کررہا تھا)

اسی طرح فرعون کا یہ کہنا کہ کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں ہے اور نہریں میرے ماتحت چلتی ہیں۔"(سورہ زخرف آیت نمبر ۵۱)اس نے ایسی چیز کے ذریعے ڈینگ ماری جسے نہ تو اس نے جاری کیا اور نہ ہی اس کی ابتداء اور انتہاء کو جانتا تھا ،اور ایسی چیزوں کی مثال بھول گیا جو اس کے حکم کے تحت نہیں،اور فرعون کے اس دعوی "میں خدا ہوں" سے بڑی کوئی حماقت نہیں۔

حکماء ایک ضرب المثل بیان کرتے ہیں کہ فرعون کے پاس شیطان آیا فرعون نے کہا کون ہے تو۔اس نے کہا ابلیس۔کہا کیوں آیا ہے۔اس نے کہا کہ میں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تیرا پاگل پن دیکھوں اس نے کہا وہ کیسے ؟شیطان بولا کہ میں نے اپنی جیسی ایک مخلوق کے بارے میں جھگڑا کیا اور سجدے سے انکار کر دیا جس پر مجھے راندہ درگاہ کر دیا گیا اور لعنت کی گئی اور تو دعوی کرتا ہے کہ تو خدا ہے یہ تو ٹھنڈا پاگل پن ہے۔

حیرت انگیز بے وقوفی بتوں کو خدا بنانا ہے اس لئے کہ خدا کے لئے ضروری ہے کہ وہ بنائے نہ کہ بنایا جائے۔اسی طرح ایک بے وقوفی نمرود کا مینار بنانا اور اس پر سے تیر پھینکنا تاکہ اپنے گمان کے مطابق آسمان کے خدا کو مار دے۔آپ کا کیا خیال ہے کہ کوئی دشمن ایک جگہ ہو تو کیا وہ اپنی طرف کمان مڑی ہوئی دیکھ سکتا ہے اس کے لئے تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اسے اس جگہ سے گرادے۔

اور سب سے بڑی بے وقوفی حضرت یوسفؑ کے بھائیوں سے ہوئی اور انھوں نے اپنے والد کو کہا کہ "یوسف کو بھیڑیا کھا گیا" مگر انھوں نے اس کی قمیض کو نہ پھاڑا اور ان کا حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ عجیب قصہ ہے اور ایک بے وقوفی ھاروت وماروت کا دعوی تھا کہ وہ گناہوں میں پڑنے سے بچیں گے اور اپنی قدر برقرار رکھیں گے جب آسمان سے اتارے گئے تو اپنے دعوی میں پورا نہ اتر سکے۔

ایک عجیب بے وقوفی بنی اسرائیل کا حضرت موسی علیہ السلام سے دریا پار

اترنے کے بعد مشرکین کے بتوں کی طرح ایک خدا بنانے کا مطالبہ تھا اسی طرح عیسائیوں کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا یا خدا کے بیٹے ہیں۔ پھر یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ یہودیوں نے انہیں صلیب (پھانسی) دے دی تھی اول تو انسان کے لئے خدائی کا دعوی نہیں ہو سکتا اور انسان کھائے پئے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور خدا کے ذریعے اشیاء قائم ہیں کہ خدا کسی اور کے سہارے ہو اور ان کا یہ خیال یہ وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ تو بیٹا ہونے کے لئے بعضیت یا مثلیت (اس جیسا ہونا) ضروری اور یہ دونوں محال ہیں۔ اور ان کا یہ کہنا کہ یہود نے انھیں قتل کر دیا۔ یہ اقرار ہے حضرت عیسیٰؑ کے عجز کا اور یہ تمام باتیں قبیح بے وقوفی کی ہیں۔

اور حیرت انگیز بے وقوفی "مشبیہ" کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب جسم و جوارح ہے اور یہ کہ وہ اپنی مخلوق کے مشابہ ہے یہ اعتقاد اس علم کے بعد بھی تھا کہ کسی ضاعت کے لئے صانع کا ہونا ضروری ہے۔

ایک اور حیرت انگیز بے وقوفی یہ ہے کہ روافض کو معلوم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی اور یہ کہ حنفیہؒ سے ان کی اولاد ہوئی جو کہ حضرت ابو بکر کی قیدی تھیں اور ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ یہ سب ان دونوں حضرات سے بیعت پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رضا مندی کی دلیل ہیں مگر اس کے باوجود ان میں سے بعض (روافض) ان حضرات کی تکفیر کرتے ہیں اور بعض انہیں گالیاں دیتے ہیں اور ان اعمال کے ذریعے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت اور موافقت (اپنے گمان کے مطابق) تلاش کرتے ہیں حالانکہ یہ تو پس پشت ڈال چکے ہیں اور اس طرح کی بے شمار بے وقوفیاں ہیں جو ڈھونڈنے سے مل سکتی ہیں ہم قصوں کو پھیلانا نہیں چاہتے کیونکہ ہمارا بڑا مقصد اس کتاب میں کچھ اور ہے۔

امام احمد بن حنبل [۱] سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ اگر میرے

---

[۱] یہ ابو عبد اللہ امام احمد بن محمد بن حنبل ہیں مذہب حنبلیہ کے امام آئمہ اربعہ میں سے ہیں۔ بغداد میں پیدا ہوئے اور تحصیل علم کے لئے فارس اور خراسان اور مغرب کا سفر کیا۔ خلیفہ معتصم کے زمانے میں جیل میں بھی رہے کیونکہ انھوں نے قرآن کو مخلوق کہنے سے انکار کر دیا تھا۔ پھر متوکل آیا اس نے ان کا اکرام کیا۔ ۲۴۱ھ میں وفات ہوئی۔ "المسند" تصنیف فرمائی جس میں تیس ہزار حدیثیں ہیں۔ [۲] دینوری کے نام کے دو افراد ہیں امام احمد کے معاصر ہیں احمد بن داؤد ابو حنیفہ الدینوری متوفی ۲۸۲ھ۔ (۲) احمد بن جعفر ابو علی الدینوری متوفی ۲۸۹ھ یہاں کون سے دینوری مراد ہیں ہمیں نہیں معلوم۔

پاس کوئی شخص آکر اگر حلف بالطلاق کرے کہ آج وہ کسی احمق سے بات نہیں کرے گا اور پھر وہ کسی رافضی یا نصرانی سے بات کرلے تو میں کہوں گا کہ وہ حانث ہو گیا۔" تو انھیں دینوری[1] نے کہا کہ اللہ آپ کو عزت عطا فرمائے یہ دونوں احمق کیسے ہو گئے۔ انھوں نے فرمایا اس لئے کہ ان دونوں نے دو صادقوں (سچوں) کی مخالفت کی۔ پہلے صادق حضرت مسیح ہیں انھوں نے نصاری کو کہا کہ "اللہ کی عبادت کرو" (سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۱۷) اور فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔" (سورہ مریم آیت نمبر ۳۰) مگر نصاری نے کہا یہ بندہ نہیں بلکہ خود خدا ہے۔ اور دوسرے صادق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں اور پھر ان روافض نے انہیں گالیاں دیں اور حضرت علی کو ان سے الگ بتایا۔

اور ایک حیرت انگیز بات وہ ہے جو پرانے لوگوں کے بے وقوف پن کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص عبادت خانے میں عبادت کر رہا تھا آسمان سے بارش ہوئی اور زمین سیراب ہو گئی اور اس نے اپنے گدھے کو چرتے دیکھا تو کہنے لگا اے میرے رب اگر تیرا بھی کوئی گدھا ہوتا تو میں اسے اپنے گدھے کے ساتھ چراتا۔" یہ بات بنی اسرائیل کے ایک نبی علیہ السلام کو پہنچی تو انھوں نے اس شخص کے لئے بددعا کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالی نے انھیں وحی بھیجی کہ میں اپنے بندوں کو ان کی عقل کے اعتبار سے جزا دیتا ہوں۔"

فصل...... عقلمندوں میں سے بھی بہت سے لوگوں سے ایسی باتیں صادر ہوئی ہیں جو بے وقوفی کے مشابہ ہیں مگر انھوں نے بے وقوفی کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ اس لئے میں نے اسے مشابہ ہونے کی وجہ سے لطیف کے طور پر ذکر کیا ہے۔

ایک مغنی نے بیان کیا ہے کہ میں امیر کے ہاں حاضر ہوا کچھ گانے کے لئے بعض وزراء کا ذکر چل پڑا تو میں نے ان کے محاسن اور کرم بیان کرنا شروع کر دیئے تاکہ اسے حرکت دوں اور وہ اسی وزیر کی طرح مال وغیرہ دے پھر میں نے یہ شعر گنگنانا شروع کیا۔

---

[1] اسکا حاشیہ پچھلے صفحہ پر آچکا ہے

قواصد کافور توارک ضیرہ
کافور کا مقصد کرنے والے اس کے علاوہ کو چھوڑنے والے ہیں۔

ومن قصد البحر استقل السواقیا
اور جو سمندر کا قصد کرے گا چھوٹی نہروں کو کم سمجھے گا

تو اس نے مجھے کہا اللہ تجھے برا کرے یہ کیا بات ہے۔ تو میں جیسے ہوش میں آ گیا اور میں نے قسم کھائی کہ میں نے اس کا قصد نہیں کیا۔ اور اس کی مثال وہ جو عبداللہ بن حسن[1] کے ساتھ پیش آیا وہ سفاح[2] کے ساتھ چل رہا تھا اور اس کے بنائے ہوئے شہر انبار کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے شعر پڑھا۔

ع الم تر مالکا اصخی یبنی بیوتا نفعها لبنی بقیله
کیا تو نے مالک کو نہیں دیکھا جو مکانات بنا رہا ہے جن کا نفع بنی بقیلہ کیلئے ہے

ع یرجی ان یعمر عمر نوح و امر الله یاتی کل لیلته
وہ امید رکھتا ہے کہ وہ حضرت نوح کی عمر پائے گا اور ہر رات اسے اللہ کا حکم آتا ہے تو سفاح غصہ ہوا تو اس نے معذرت کی اور عیسی بن موسی[3] ابو مسلم[4] کے ساتھ چل رہا تھا یہ اس دن کی بات یہ جب یہ منصور کے پاس آیا تھا تو عیسی نے تمثیلا یہ شعر پڑھا۔

سیاتیك ماافنی القرون اتی مضلت
عنقریب تیرے پاس آئیں گے جنہیں گزشتہ زمانوں نے فنا کر دیا۔

وما حل فی اکدعا دوجرهم
اور جو عاد اور جرہم کے وقت میں گزرے

---

[1] یہ عبداللہ بن محسن بن حسن بن علی بن ابی طالب ہیں ابو محمد کنیت ہے اصل مدینہ میں سے تابعی ہیں سفاح کے پاس ایک جماعت کے ساتھ آئے اس نے انھیں ایک ہزار درھم عطا کئے۔ منصور نے انھیں قید کر لیا تھا پھر انھیں کوفہ منتقل کر دیا۔ ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

[2] یہ ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ہے عباسی۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

توابو مسلم نے کہا اس امان کے ساتھ جو میں دوں گا؟ تو عیسیٰ نے کہا میں نے اپنے تمام مملوک آزاد کر دیئے اور اگر یہ کوئی چیز ہے تو اسے غائب کر دوں گا۔

جب امین (ھارون رشید کا بیٹا) محاصرے میں پھنسا تو اپنی باندی سے کہنے لگا کہ گاؤ! وہ گانے لگی۔

کلیب	لعمری	کان	اکثر	ناصرا
وایسر	جرما	منك	خرج	بالدم

اے کلیب میری عمر کی قسم بہت زیادہ مدد کرنے والے اور تھوڑے جرم والے خون آلود کیئے گئے تو یہ اسے بہت شاق گزرا اس نے کہا کہ اس کے علاوہ کچھ اور گا۔ تو اس نے گایا

شك	فراقهم	عيني	فارقها
ان	الترق	لاحباب	لكاء

میری آنکھ نے ان کی جدائی کی شکایت کی مجھ پر رقت طاری ہو گئی اور احباب کیلئے رقت رونا ہے۔

اس نے کہا اللہ تجھ پر لعنت کرے تجھے اس کے علاوہ کچھ گانا نہیں آتا۔ وہ

(گزشتہ سے پیوستہ) خلفاء میں سے پہلا خلیفہ امویوں کا بہت خون بہایا اس لئے سفاح کا لقب پایا ۱۳۲ھ میں خلافت کی بیعت لی اور جوانی ہی میں ۱۳۶ھ میں انتقال ہو گیا۔ "المحبر" میں ہے کہ اس کی خلافت چار سال آٹھ ماہ اور چار دن رہی۔ ان میں سے آٹھ ماہ صرف مروان بن محمد سے لڑتا رہا۔

۳ یہ ابو موسیٰ عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد العباسی ہے سفاح کا بھتیجا ہے اس کو اس کے چچا نے ولی عہد بنایا تھا اسے منصور نے معزول کر دیا اور اپنے بیٹے مہدی کو ولی عہد بنا دیا جب مہدی خلیفہ ہوا تو اس کو خلعت فاخرہ عطا کی۔ ۱۶۰ھ میں اور اس کا انتقال کوفہ میں ۱۶۷ھ ہوا۔

۴ یہ عبدالرحمٰن بن مسلم ابو مسلم خراسانی ہے بڑے سپہ سالاروں میں سے اور عباسی خلافت کے بانیوں میں تھا۔ اس کے بارے میں مامون کہتا تھا کہ زمین کی بادشاہت تین آدمیوں کی وجہ سے ہے اور انہی نے حکومت کو منتقل اور بدلنے میں محنت کی، اسکندر، ازدشیر، اور ابو مسلم خراسانی یہ چھوٹے قد کا گندمی رنگ اور عربی فارسی زبانوں کا ماہر، بہادر اور ذہین سمجھدار اور کم خوردن والا شخص تھا اس کا نہ کوئی گھر تھا نہ زمین نہ غلام نہ باندی اور نہ دولت اس کا منصور نے مدائن میں ۱۳۷ھ میں قتل کر دیا تھا۔

گانے لگی۔

ما اختلف الليل والنهار وما
دارت نجوم السماء في الفلك

رات اور دن آتے جاتے نہیں اور نہ ہی آسمان میں تارے گھومتے ہیں۔

الا لنقل السلطان من ملك
قد غاب تحت الشرى الى ملك

سوائے سلطان (بادشاہ) کو حکومت سے منتقل کرنے کو جو تحت الثری بادشاہ کے پاس غائب ہو گیا تو امین نے اسے کہا "اٹھ وہ کھڑی ہوئی تو ایک بلوری پیالے سے ٹکرا گئی وہ ٹوٹ گیا اتنے میں کسی نے کہا "قضی الامر الذی فیہ تستفتیان جس بارے میں تم دونوں پوچھتے تھے وہ فیصلہ ہو چکا۔

اس کے بعد مامون [1] زبیدہ [2] کے پاس آیا تا کہ امین کی وفات پر تعزیت کرے تو زبیدہ نے اسے کہا کہ آج تم میرے ہاں کھانا کھاؤ تا کہ مجھے تسلی ہو تو اس نے وہاں کھانا کھایا اور زبیدہ نے امین کی ایک باندی کو وہاں بھیجا اس نے اس کے سامنے یہ شعر گایا۔

هم قتلوه كي يكونو مكانه
كما فعلت يوما بكسرى مزازبه

انھوں نے اس کو قتل کیا تا کہ اس کی جگہ ہو جائیں جیسا کہ تو نے آج اس کا

---

[1] یہ ابو العباس عبداللہ بن ہارون رشید بن محمد المھدی بن ابی جعفر منصور ہے۔ عباسی خلیفہ تھا ۱۷۰ھ میں پیدا ہوا، ۱۹۸ھ میں خلافت اپنے بھائی امین کو ہٹا کر متمکن ہوا۔ بڑا فصیح خطیب اور علم سے محبت کرنے والا شخص تھا علماء محدثین اور فقہاء اھل لغت و معرفت کے قریب رہا اور اس کے عہد میں حکمت والی حکومت قائم ہوئی۔ ابن وحید نے اسے عالم محدث، نحوی اور لغوی لکھا ہے متوفی ۲۱۸ھ

[2] یہ ام جعفر زبیدہ بنت جعفر بن منصور، ھاشمیہ عباسیہ ہے ھارون رشید کی بیوی تھی۔ ابن تغری بردی نے اس کی تعریف میں کہا ہے کہ یہ اپنے دور کی خواتین میں دین، اصل خوبصورتی، پارسائی اور نیکی میں سب سے بڑی تھی۔ یہ عباسی خلیفہ امین کی ماں تھی ان کا انتقال ۲۱۶ھ ہوا۔

حلقہ توڑ کر کیا تو مامون غصہ میں کھڑا ہو گیا تو باندی نے کہا اے امیر المومنین اللہ مجھے اس کے اجر سے محروم کرے اگر مجھے معلوم ہوا میں نے سازش کی ہو۔ تو اس نے اس کی تصدیق کی۔

جب معتصم باللہ [1] اپنے محل کی تعمیر سے فارغ ہوا تو لوگ اس کے پاس آئے اتنے میں اسحاق بن ابراہیم نے آنے کی اجازت مانگی تا کہ اس کی اور اس کی مجلس کی تعریف میں کچھ شعر کہے۔

پہلا شعر یہ پڑھا

یادار غیرك البلی وعماك
یالیت شعری مالذی ابلاك

اے گھر! تجھے بوسید گی بدل دے اور مٹادے اے میرے شعر تجھے کسی نے بوسیدہ کر دیا۔

معتصم نے اسے برا جانا اور لوگ حیران ہو گئے کہ اسحاق نے سمجھداری کے باوجود یہ کیسے کہہ دیا پھر سب وہاں سے اٹھ گئے اور محل خراب ہو گیا اور اس کے بعد اس میں کبھی دو آدمی جمع نہ ہو سکے۔

صاحب بن عباد نے عضد الدولہ کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا اس میں یہ شعر بھی تھا۔

ضممت لعی انباء تغلب تائها
میں نے بنو تقلب پر اس کی تاء کو ملا دیا

(گذشتہ سے پیوستہ) [1] یہ ابو اسحاق محمد بن ھارون رشید بن مھدی بن منصور معتصم باللہ عباسی ہے ۱۷۹ھ میں پیدا ہوا۔ ۲۱۸ھ میں خلافت کی بیعت لی جب اس کے بھائی مامون کا انتقال ہوا۔ یہ سامراء شہر کا بانی عموریہ کا فاتح جو شرقی روم کا شہر ہے بڑی نرم طبیعت اچھے اخلاق، مضبوط اعصاب کا مالک تھا اس کی حکومت بڑے خلفاء بنی عباس کے ادوار کے برابر تھی۔ سامراء میں ۲۲۷ھ میں انتقال ہوا۔ [2] یہ ابو محمد اسحاق بن ابراہیم بن میمون المعروف بابن الندیم ہیں موصلی نسلاً فارسی ہیں بغداد میں ۱۵۵ھ میں پیدا ہوئے گانے کی مناعت میں منفرد اور خلفاء کے ہم نشین تھے شعری راوی، واقعات وحدیث کے حافظ، لغت، تاریخ اور موسیقی کے عالم تھے ۲۳۵ھ میں وفات ہوئی۔

فتغلب ماکدرا الجدید ان تغلب

وہ تغلب جو دو جدیدوں نے ناراض کیا مغلوب ہو گیا۔

عضد[1] الدولہ نے لفظ تغلب سے برا شگون لیا اور کہا اللہ کی پناہ صاحب بن[2] عباد کو اپنی بات سمجھ آگئی اور اس کا رنگ بھی بدل گیا۔

اسحاق مہلبی کہتے ہیں کہ میں واثق کے ہاں آیا تو اس نے کہا مجھے عربی آواز میں کچھ گا کر سناؤ تو میں نے کہا

یادار ان کان البلی محاك فانه یعجبنی اراك

اے گھر اگر تجھے بوسیدگی مٹادے تو مجھے تجھ کو دیکھنا بھلا لگے گا۔

اسحاق کہتے ہیں کہ ناپسندیدگی کے آثار اس کے چہرے سے ظاہر ہوئے اور میں نادم ہو گیا۔

ابوالنجم العجلی نے ھشام بن عبدالملک کے سامنے اشعار پڑھے اور اس میں سورج کا ذکر آیا تو اس نے کہا وہ آسمان پر کانے کی آنکھ کی طرح ہے تو ھشام نے حکم دیا کہ اسے گردن سے پکڑ کر باہر نکال دیا جائے۔

ارطاۃ عبدالملک بن مروان جو کہ بہت بوڑھا ہو گیا تھا) نے طول عمر کے بارے میں اس کے کہے گئے اشعار سننے کی فرمائش کی تو اس نے اشعار سنائے

---

[1] یہ ابوالقاسم اسماعیل بن عباد بن عباس ہیں موید الدولہ کی جوانی سے اس کے ساتھ رہنے کی وجہ سے صاحب بن عباد مشہور ہوئے۔ ۳۲۶ھ میں طالقان میں پیدا ہوئے۔ علم و فضل میں اپنے زمانے کی نادر الوجود شخصیت تھے موید نے اور اس کے بھائی فخر الدولۃ نے انھیں وزیر بنایا ان کی کئی تصنیفات ہیں ان میں سے الکشف عن مساوی شعرا لمتنبی ۱۵ بھی ہے ۳۸۵ھ میں انتقال ہوا جہاں مدفون ہوئے ہیں۔

[2] یہ فنا خسرو بن الحسن (رکن الدولہ) بن بویہ الدیلمی ہے عضد الدولہ لقب تھا اور اسلام میں شہنشاہ کا لقب پانے والا پہلا شخص ہے عباسی دور میں خلافت پر قابض ہوا اور ملک فارس، موصل، اور بلا جزیرہ کا والی رہا۔ شیعہ، ادیب اور عربیت کا عالم تھا بڑا بہادر اور ظالم تھا۔ ذھبیؒ نے لکھا ہے اس نے نجف میں ایک قبر کی نشاندہی کی اور گمان کیا کہ یہ حضرت علی کی قبر ہے اور اس پر مزار بنایا اور عاشوراء پر ماتم بھی ایجاد کیا۔ ۳۷۲ھ میں بغداد میں مرا اور نجف میں دفن ہوا۔

رایت المرء تاکله اللبالی
کاکل الارض ساقطته الحدید

میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جسے ایام نے زمین کے گرے ہوئے لوہے کو کھاجانے کی طرح کھالیا تھا۔

وماتبغی المنیته حین تاتی
علی نفس ابن آدم من مزید
جب موت ابن آدم پر آتی ہے
تو مزید کو نہیں چاہتی

فاعلم انہا ستنکر حتی
توفی نذر ھا بابی الولید
و جان لے کہ وہ واپس آئے گی
حتیٰ کہ اپنی نذر کو ولید کے باپ سے پورا کرلے

عبدالملک بہت غصہ ہوا اور اس نے یہ سمجھا کہ وہ اسے مراد لے رہا ہے اور ارطا بھی سمجھ گیا کہ گڑبڑ ہو گئی ہے تو اس نے کہا اے امیر المومنین ابوالولید میری کنیت ہے اور حاضرین نے اس بات کی تصدیق کی۔

ذوالرمتہ ایک مرتبہ عبدالملک کے پاس آیا اور یہ اشعار کہے۔

مابال عینیك الدمع ینسکب
کانه من کلی مقریه سرب

تیری آنکھوں کو کیا ہوا کہ ان سے اس طرح آنسو بہتے ہیں گویا کہ وہ لوٹے کے سوراخ سے بہتے ہیں اور اتفاق سے اس وقت عبدالملک کی آنکھیں بہہ رہی تھیں تو اس نے یہ سمجھا کہ اس نے مجھ پر چوٹ کی ہے لہذا اس کے اشعار منقطع کر کے اسے باہر نکال دیا۔

طاہر[۱] بن عبداللہ کے پاس ایک شاعر آیا اور اس نے یہ شعر پڑھا

---

[۱] یہ طاہر بن عبداللہ بن طاہر بن حسین خزاعی ہے والیوں کے امراء میں سے تھا ہے اپنے باپ کے بعد خراسان کا اٹھارہ سال والی رہا اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بیس سال والی رہا۔ اس کا انتقال ۲۴۸ھ میں ہوا۔

شب بالا بل من عزیزہ نار اوقدتھا

اونٹ عزیزہ کی بھڑکائی ہوئی آگ سے جوان ہو گیا۔

اور طاہر کی والدہ کا نام عزیزہ تھا لوگوں نے اسے آنکھ سے اشارہ کیا تاکہ یہ اپنی بکواس کا مطلب سمجھ جائے تو یہ رک گیا۔

ایک آدمی عقبہ بن مسلم الازدی کے پاس آیا اور یہ اشعار پڑھے۔

یا ابنته الازدی قلبی کئیب

مستھام عندکم مایووب

اے ازدی کی بیٹی! میرا دل تمہارے پاس اور پریشان ہے واپس نہیں آتا۔

ولقد لاموا فقلت دعونی

ان من تلحون فیه حبیب

اور انھوں نے مجھے ملامت کی تو میں نے کہا مجھے چھوڑو جس سے تم روکتے ہیں وہاں میرا محبوب ہے" یہ سن کر عقبہ کا رنگ متغیر ہو گیا شاعر نے دیکھا تو شعر پڑھنا بند کر دیئے۔

رئیس ابو علی العلوی ایک مرتبہ کسی رئیس کے پاس گیا وہ باتیں کرنے لگے اتنے میں اس دوسرے رئیس کا غلام آیا اور کہا آقا آج کسی گھوڑے پر زین ڈالیں اس نے کہا العلوی۔ علوی گھوڑے پر تو ابو علی نے کہا محترم ذرا اچھے الفاظ استعمال کرو تو رئیس شرمندہ ہو گیا اس نے کہا منہ سے نکل گیا۔

ایک دن علویین کا نقیب مرتضیٰ ابو القاسم جمعہ کے دن جامع مسجد منصور کے دروازے پر اس جگہ جا پہنچا جہاں بکریاں بکتی تھیں اس نے کسی کو سنا وہ کہہ رہا تھا کہ ہم یہ علوی بکرا ایک دینار میں بیچتے ہیں وہ یہ سمجھا کہ وُہ اسے مراد لے رہا ہے وہ منادی سے یہ تکلیف لئے واپس لوٹ گیا مگر وہاں جا کر اسے پتہ چلا کہ جس بکرے کی گردن میں دو نوکیں ہوں اسے علوی کہا جاتا ہے اس کی گردن کے ان بالوں کی بلندی کی وجہ سے۔

اسی طرح ابو الفرج علوی کے ساتھ بھی ہوا وہ ایک ٹانگ سے معذور اور بھینگا

بھی تھا۔ اس نے ایک آواز سنی جو کہہ رہا تھا کہ یہ لنگڑا اور بھینگا علوی بکرا کتنے کا ہے۔ اسے شک ہوا کہ وہ اسے مراد لے رہا ہے اس نے اسے ایک دھپ لگائی پھر اسے معلوم ہو گیا کہ بکرا بھینگا اور لنگڑا ہے۔ تو تمام حاضرین ہنس پڑے۔

ابو الحسن الصابی کہتے ہیں کہ ہمارا ایک دوست ایک شخص کے پاس گیا میں نے اس کے پڑوس میں گھر خریدا تھا اس نے سلام اور اس کے قریب آنے سے موانست ظاہر کی اور کہا کہ پہلے یہ گھر ہمارے ایک دوست اور بھائی کا تھا مگر آپ اس سے زیادہ کریم ، وسیع النفس والقلب ہیں اور اللہ کا شکر ہے جس میں ہمیں اچھا نعم البدل عطا فرمایا اور اس نے یہ شعر پڑھا۔ بَدّلَ بِالْبَازِی غُرابُ اَبْقَعْ یعنی باز کے بدلے کالا کوّا دیا۔ وہ آدمی ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گیا اور یہ بات عجیب بن گئی اور اس شخص کو اس نام سے چھیڑا جانے لگا۔

دسواں باب (۱۰)

قراء اور مصحفین کی تغفیل کا بیان

عبداللہ بن عمر بن اماں سے مروی ہے کہ مشکدانہ نے تفسیر کے بیان میں ان کے سامنے "ویعوق وبشرا" پڑھا۔ (سورہ نوح آیت نمبر ۲۳) اسے کہا گیا کہ ونسرا پڑھو تو اس نے کہا اس کے اوپر تین نقطے لگے ہیں۔ کہا گیا کہ نقطے غلط لگے ہیں تو کہا کہ اصل کتاب کی طرف مراجعت کرو۔

محمد بن ابی الفضل کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر بن ابان نے ہمارے سامنے ویعوق وبشرا پڑھا تو اسے ایک آدمی نے کہا لفظ نشرا ہے تو اس نے کہا کہ اس پر تیرے سر کی طرح نقطے ہیں۔

ابوالعباس بن عمار کاتب کہتے ہیں کہ میں مشکدانہ کی مجلس سے واپس آتے ہوئے محمد بن عباد بن موسی کے پاس سے گزرا تو انھوں نے کہا کہ کہاں سے آرہے ہو۔ میں نے کہا مشکدانہ یک مجلس سے تو وہ بولے کہ وہ مشکدانہ جو جبریل کی غلطی نکالتا ہے۔ ان کی مراد ویقوق بشرا پڑھنا تھا۔ یہ اس کی حکایت بن گئی تھی۔

ہمیں اسماعیل بن محمد نے بیان کیا کہ میں نے عثمان بن ابی شیبہ سے سنا "فان لم یصبہا وابل فظل" (صحیح لفظ فطل ہے سورہ بقرہ الا آیت ۲۶۵) اور پڑھا من الخوارج مکلبین (صحیح لفظ الخوارج ہے سورہ مائدہ آیت نمبر ۴)

محمد بن جریر طبری سے مروی ہے کہ ہمارے سامنے محمد بن جمیل الرازی

نے پڑھا۔ اذیمکر بك الذین کفروا یشبوك اویقتلوك اویجرموك جبکہ صحیح لفظ اویخرجوك ہے (سورہ الانفال آیت نمبر ۳۰)

امام دار قطنی نے مجھے بیان کیا کہ انھوں نے ابو بکر الباغندی نے انھیں ایک حدیث لکھواتے ہوئے یہ آیت اس طرح لکھوائی۔ وعباد الرحمن الذین لمشون علی الارض هویا جبکہ صحیح لفظ هونا ہے (اور اس نے ھاء پر ضمہ لگایا اور یاء بھی پڑھی۔)

ابن کامل کہتے ہیں اور ہمیں ابو شیخ اصبہانی محمد بن حسین نے بیان کیا کہتے ہیں کہ ہمیں عثمان بن ابی شیبہ نے تفسیر کے بیان میں پڑھایا۔ ''واذا بطشتم بطشتم خبازین'' معنی روٹی پکانے والے جبکہ صحیح لفظ جبارین ظلم کرنے والے ہیں۔

محمد بن عبد اللہ المنادی کہتے ہیں کہ ہم عثمان بن ابی شیبہ [1] کے گھر کی دھلیز پر تھے کہ وہ ہمارے پاس آئے اور کہا کہ ن والقلم کونسی سورت میں ہے؟

ابراہیم بن دومہ [2] اصبہانی کہتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے تفسیر میں لکھوایا کہ سورہ مدبر لکھو (مراد سورہ مدثر تھی) انھوں نے باء کے ساتھ پڑھا۔

ام دار قطنی نے فرمایا کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہمارے سامنے تفسیر میں بیان کیا فلما جهزهم بجهازهم جعل السیقایه فی رجل اخیه (جیم کے ساتھ پڑھا) انہیں کہا گیا کہ صحیح لفظ جعل التقایته فی رحل اخیه ہے تو انھوں نے کہا کہ میں میرا بھائی اور ابو بکر امام [3] عاصم کی قرات نہیں پڑھتے۔

قاضی مقدمی کہتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہمارے سامنے پڑھا جعل

---

[1] یہ عثمان بن محمد بن ابی شیبہ الکوفی العبسی ابو الحسن ہیں حافظ الحدیث ثقہ مامون تھے ان سے بعض آیات میں غلطیاں منقول ہیں گویا کہ وہ خوش طبعی کے طور پر تھیں ان کی کئی تصانیف ہیں جن میں سے التفسیر اور المسند مشہور ہیں۔ ۱۵۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۳۹ھ میں وفات ہوئی۔ [2] صحیح نام ابن اورمہ ہے۔ یہ ابراہیم بن اورمہ ابو اسحاق الاصبہانی ہیں جو حافظ اور ذہین محدثین میں سے ہیں روایت کے فن سے پہلے فوت ہوگئے تھے۔ ابن ناصر الدین کہتے ہیں کہ ذہانت اور حفظ میں اپنے اھل زمانہ میں سے فائق تھے ماہ ذی الحج ۲۶۶ھ میں انتقال ہوا۔

[3] یہ امام عاصم بن ابی النجود الکوفی ہیں جو قراء سبعہ میں سے ہیں اھل کوفہ میں سے تابعی ہیں قرات میں ثقہ تھے اور حدیث سے بھی شغل رکھتے تھے ۱۲۷ھ میں وفات ہوئی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

التقایته فی رجل اخیہ انھیں کہا گیا کہ رحل اخیہ صحیح لفظ ہے انھوں نے کہا کہ جیم کے نیچے ایک ہی نقطہ ہوتا ہے۔

محمد بن عبداللہ حضرمی کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے عثمان بن ابی شیبہ نے پڑھا فضرب بینھم سنورلہ باب (سنور بلی کو کہتے ہیں) انھیں کہا گیا کہ صحیح بسورلہ ہے (سور کا معنی دیوار ہے) تو انھوں نے کہا کہ میں حمزہ[1] کی قرات نہیں پڑھتا حمزہ کی قرات ہمارے نزدیک بدعت ہے۔

کہتے ہیں کہ ابوالحسین احمد بن یحیی نے مجھے بیان کیا کہ میں ایک بوڑھے کے پاس سے گزرا وہ پڑھ رہا تھا وللہ میر اب السموت والارض تو میں نے کہا کہ شیخ میزاب السموت کا معنی کیا ہے۔ کہنے لگا یہ بارش دیکھ رہے ہو تو میں نے کہا غلطی تو صرف تفسیر میں ہو جایا کرتی ہے ارے یہ لفظ میراث السموت ہے۔ تو اس نے کہا اے اللہ میری مغفرت فرمائیں چالیس سال سے یہی پڑھ رہا ہوں اور میرے مصحف میں یہی لکھا ہے۔

کہتے ہیں کہ مجھے ابو فزارہ الاسدی نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن ھشیم کو کہا کہ اگر تو اپنے والد سے احادیث سن کر یاد کرتا تو لوگ ترے پاس کھنچے چلے آتے اور کہا جاتا کہ یہ ھشیم کا بیٹا ہے اور لوگ تمہارے پاس آکر حدیثیں سنتے۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے احادیث سے قرآن کریم میں مشغولیت نے دور رکھا۔ دوسرے دن مجھے کہنے لگا کہ جبیر نبی تھے یا صدیق۔ میں نے کہا کون جبیر۔ کہا اللہ کے اس ارشاد میں واسال بہ جبیرا (حالانکہ صحیح لفظ خبیرا ہے (سورہ فرقان آیت نمبر ۵۹) تو میں نے کہا ارے غافل تو سمجھتا ہے کہ تو قرآن میں مصروف ہے؟

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن علاء کی مجلس میں تھے اور مختلف فنون و علوم پر بات چیت کر رہے تھے اور ایک شخص آخر تک کچھ نہ بولا تو ہم نے کہا کہ یا تو یہ شخص

---

[1] یہ امام حمزہ بن حبیب بن عمارہ بن اسماعیل ابو عمارہ الکوفی ہیں قراء سبعہ میں سے تھے ان کی قرات کو قبول کرنے پر اجماع ہے۔ امام ثوری کہتے ہیں کہ حضرت حمزہ نے بغیر اثر (روایت) کے کوئی حرف قرآنی نہیں پڑھا۔ ۱۵۶ھ میں وفات ہوئی۔ تفصیل کیلئے غایۃ النھایۃ صفحہ ۲۶۱ ملاحظہ فرمائیں۔

پاگل ہے یا بہت بڑا عالم۔ تو یونس نے کہا یا "خائف" ہے ابھی پتہ چل جائے گا۔ پھر اس کو کہا کہ قرآن کریم جانتے ہو۔ اس نے کہا جانتا ہوں (پڑھا ہوا ہوں) یونس نے کہا تو بتاؤ یہ آیت کس سورت میں ہے۔ الحمد للہ لاشریک لہ۔ من لم یقلها فنفسه ظلما (یہ شعر ہے کہ جو الحمدلله لاشريك له نہ کہے اس اپنے اوپر ظلم کیا) اس نے تھوڑی دیر توقف کیا اور بولا سورہ دخان میں ہے۔

ابو عبید اللہ بن عرفہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگ بیٹھے آپس میں اوب واقعات اور دیگر علوم پر بات چیت کر رہے تھے ان کے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا جو کسی معاملے نہیں بولا مگر وہ یہ کہتا تھا کہ اللہ میرے والد پر رحم کرے وقرآن سے ناانصافی نہیں کرتے تھے تو لوگ سمجھے کہ یہ قرآن کا بڑا عالم ہو گا تو ان میں سے بعض لوگوں نے اس سے پوچھا کہ یہ آیت کس سورت میں ہے۔

وفينا رسول الله يتلو كتابه كمالاح مبيض من الصبح ساطع

تو اس نے کہا سبحان اللہ یہ کون نہیں جانتا۔ یہ حم عسق میں ہے۔ تو لوگوں نے کہا کہ تیرے والد نے تیری تربیت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی تو وہ بولا کیا وہ تمہارے ماں باپ کی طرح غافل رہتا اسی طرح کا ایک واقعہ ہمیں بھی بتلایا کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو قاضی کے پاس لایا تو قاضی نے کہا جو تیرا باپ کہہ رہا ہے اس بارے میں تو کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا کہ وہ صحیح نہیں کہتا۔ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور شراب نہیں پیتا تو اس کے والد نے کہا اللہ قاضی صاحب کو صلاح عطا کرے کیا نماز بغیر قرات ہوتی ہے۔ قاضی نے کہا لڑکے کیا تجھے کچھ قرآن یاد ہے۔ اس نے کہا ہاں اور قرات بھی اچھی کرتا ہوں تو اس نے کہا پڑھ اس نے پڑھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور یہ شعر پڑھے

علق القلب ربابا. بعد ماشابت وشابا
ان دين الله حق لا ارى فبه ارتيابا

ترجمہ: دل رباب سے معلق ہو گیا جو اس کے کہ وہ جوان ہو گئی اور وہ بھی جوان ہو گیا بے شک اللہ کا دین حق ہے میں اس میں کوئی شک نہیں پاتا۔

تو اس کا باپ کہنے لگا خدا کی قسم قاضی صاحب اس نے یہ دو آیتیں صبح ہی سیکھی ہیں کل اس نے پڑوسی کا مصحف چرا لیا تھا تو قاضی نے کہا اللہ تمہارا برا کرے تم میں سے ایک شخص اللہ کی کتاب پڑھتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا۔

علامہ المزنی سے روایت ہے کہ میں امام شافعی کو یہ کہتے سنا کہ ایک شخص نے یوں پڑھا۔ فما لکم فی المنافقین قیس (صحیح فئتن ہے) کہا گیا کہ قیس کیا ہے۔ اس نے کہا جس سے وہ اندازہ لگاتے ہیں۔

مزنی کہتے ہیں کہ مجھے ابو بکر محمد بن جعفر السواق نے بیان کیا کہتے ہیں کہ میں نے ابن عبدان الصیرفی سے ایک وعدہ کیا تھا اور اسے ضرورت کے تحت موخر کر دیا تھا۔ وہ مجھ سے تقاضا کرنے آیا اور کہا میں بات شروع کرنے سے پہلے وہی کہتا ہوں جو اللہ تعالی نے فرمایا کہ وشدید عادہ منتز عته یعنی سخت الفاظ کہے) تو میں نے کہا انا لله و انا الیه راجعون اللہ کی قسم اللہ کا یہ ارشاد ہے ہی نہیں۔ تو وہ شرمندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور کئی دن تک نہیں آیا۔ جب میرے پاس رقم آگئی تو میں نے اس کے پاس بھیج دی۔

یحیی بن اکثم سے مروی ہے کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو قاضی کے پاس لایا تاکہ وہ اسے حجر کر دے (کاروبار سے روک دے) قاضی نے کہا کیوں۔ اس نے کہا اللہ آپ کو نیکی دے اگر یہ دو آیتیں بھی اچھی طرح یاد ہوں تو اسے حجر نہ کرنا۔ تو قاضی نے کہا نوجوان پڑھو وہ پڑھنے لگا۔ شعر

اضا	عونی	ایفتی	اضاعوا
لیوم	کریهته	وسداو	ثغر

انھوں نے مجھے ضائع کر دیا اور کس جوان کو ضائع کیا لڑائی اور حملہ کو روکنے کے دن تو اس کے والد نے کہا اللہ تجھے نیکی دے اس نے دوسری پڑھ لی تو تم اس پر حجر نہ کرو قاضی نے دونوں پر حجر کر دیا۔

ابو عبداللہ الشطیری سے مروی ہے کہ ابراہیم نے اعمش کے سامنے یوں پڑھا۔ (قال لمن حوله الا تستمعون اعمش نے کہا الیمن حوله۔ اس نے کہا کیا تم نے مجھے نہیں بتلایا تھا کہ من مابعد کو جر (زیر) دیتا ہے۔ صحیح لفظ لِمَنْ حَوْلَه ہے)

شطیری کہتے ہیں کہ مجھے دار قطنی نے بیان کیا کہ ابو حماد نے ذکر کیا ہے

کہ اس نے یوں پڑھا والغادیات صبحاً غین اور صاد کے ساتھ تو انھوں نے عقبہ کو بتایا تو انھوں نے اس کا امتحان لیا اور مصحف سے پڑھایا تو اس نے کئی غلطیاں کیں اس نے پڑھا ومما یعرسون (صحیح لفظ ومما یعرشون ہے) وعد ھا اباہ (صحیح لفظ ایاہ یاء کے ساتھ ہے سورہ توبہ آیت نمبر ۱۱۴) اور پڑھا اصبت بہ من اساء (صحیح لفظ اصیب بہ من اشاء ہے سورہ اعراف آیت نمبر ۱۵۶) اور پڑھا فبادوا ولات حین (صحیح لفظ فادوا ہے سورت ص آیت نمبر ۳) اور پڑھا لایسع الجاھلین (صحیح لانبتغی ہے سورت قصص آیت نمبر ۸۱) اور پڑھا کل خباز (صحیح لفظ جبار ہے (خباز روٹی پکانے والا جبار ظالم)

شطیری کہتے ہیں کہ مجھے دار قطنی نے بیان کیا کہ ہمیں علی بن موسی نے بتایا کہ ابو احمد العراقی نے عبداللہ بن احمد بن حنبل کے سامنے یوں پڑھا۔

الیہ یصعدا الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ عین پر کسرہ پڑھا۔ اس سے کہا کہ عین پر پیش کے ساتھ پڑھو تو کہا اس پر وقف اس طرح ہوتا ہے۔

دار قطنی کہتے ہیں کہ ہمیں نقاش نے بیان کیا کہ میں شام طبریہ میں تھا اور ایک شیخ کے پاس لکھ رہا تھا اس کے پاس ایک جز تھا جس میں لکھا تھا کہ یحیی بن معمر نے یوں پڑھا۔ ان لك فی النھار شیخا طویلا تو اس نے یہ شیخ کے سامنے پڑھا اور ان کے ساتھ ایک آدمی اور تھا جو شبخا سنتا تھا۔ یعنی ب اور خ کے ساتھ۔ (اصل لفظ شبحا طویلا ہے سورہ مزمل آیت نمبر ۷)

ایک شخص اپنی بیوی سے بہت لڑا کرتا تھا اور اس کا ایک پڑوسی اسے اس بات پر سخت سست کہتا ایک دفعہ وہ بہت لڑا اور اس نے اپنی بیوی کو مارا پیٹا تو پڑوسی کو معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ اے بھائی! اس کے ساتھ وہ سلوک کرو جو اللہ کے اس ارشاد میں ہے۔ امتا امساك .. او تسریح یعنی یا تو بیوی کو روکنا ہے اس طرح اس کا کیا نام ہے یا چھوڑ دینا ہے اس طرح کہ "مجھے نہیں معلوم وہ کیا ہے) یعنی ڈلیش کی جگہ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم کیا ہے۔ وہاں پر بمعروف ہے یعنی اچھے سلوک کے ساتھ رکھو اور اس نے تہدید کے لئے معروف کے لفظ سے تجاھل برتا)

فزارہ نے ایک شخص کو کسی کام سے بھیجا جب وہ پورا کر کے آگیا تو اس نے کہا کہ تو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرح ہے۔ (اس نے شعر پڑھا)

اذا سنت فی حاجته مرسلا فارس حکیما ولا توبه

ترجمہ :جب تو کسی ضرورت کیلئے کسی کو بھیجے تو سمجھ دار آدمی کو بھیج اور اسے وصیت مت کر۔(یہ قرآن نہیں، شعر ہے)

ایک آدمی نے اپنے بیٹے کو جو مکتب میں تھا کہا کہ تو کون سی سورت میں ہے۔اس نے کہا اقسم بھذا البلد ووالدی بلا ولد ترجمہ میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اور میرا باپ بغیر بیٹے کے ہے)تو اس کے باپ نے کہا میری عمر کی قسم! جس کا تو بیٹا ہو وہ تو بغیر بیٹے کے ہے۔

مامون نے اپنے ایک کاتب کو کہا تیرا ستیاناس تو اچھی طرح پڑھ نہیں سکتا۔ اس نے کہا کیوں نہیں۔خدا کی قسم میں تو ایک سورہ سے ہزار آیتیں پڑھ سکتا ہوں۔

میں نے ابن رومی سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ایک آدمی ایک بستی میں گیا وہاں کے خطیب کا مہمان بنا اور کئی دن اس کے ہاں رہا ایک دن اسے خطیب نے کہا کہ میں کافی عرصے سے انہیں نماز پڑھا رہا ہوں جب ہی سے مجھ کو قرآن کی بعض جگہیں سمجھ نہیں آتیں۔ تو اس نے کہا پوچھو۔ خطیب نے کہا کہ الحمد للہ میں ایاك نعبدو ایاك سے آگے کیا چیز ہے۔ تسعین ہے یا سبعین (وہ نستعین کو گنتی نوے یا ستر سمجھا)یہ سمجھ نہیں آتا بہر حال میں تو احتیاطا(نوے) تسعین کہہ دیتا ہوں۔

گیارھواں باب (۱۱)

رواۃ حدیث کی غفلت اور غلطیوں کا بیان

ابو بکر بن ابی اویس کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زیاد ہمیں حدیث بیان کرتے کرتے شہر بن حوشب کی حدیث تک پہنچا اور کہا کہ مجھے شہر بن حوشب نے بیان کیا۔ اتنے میں میں نے کہا یہ کون ہے۔ اس نے کہا اھل خراسان میں سے ایک شخص ہے۔ اس کا نام عجمی ناموں میں سے ہے۔ میں نے کہا تمہاری مراد شہر بن [1] حوشب سے ہے۔ اس طرح ہمیں معلوم ہو گیا کہ یہ کتاب سے اخذ کر کے سناتا ہے (براہ راست حدیث نہیں سنی)

عوام بن اسماعیل سے مروی ہے کہ حبیب (مالک کاتب) آیا اور سفیان بن عیینہ کو پڑھ کر سنانے لگا کہا تمہیں سعودی نے حیراب التیمی سے بیان کیا ہے۔ سفیان نے کہا یہ جراب نہیں خوات ہے۔ اس نے یہ بھی پڑھا کہ تمہیں ایوب نے ابن شیرین سے بیان کیا تو سفیان نے کہا کہ یہ شیرین نہیں سیرین ہے۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل سے مروی کہ وہ اپنے ایک شیخ سے حکایت نقل کرتے تھے کہ ایک شخص نے ھشیم [2] کو کہا کہ اے ابو معاویہ تمہیں ابو حرہ نے حسن

---

[1] یہ شہر بن حوشب اشعری شامی ہیں کثیر الروایۃ حسن حدیث بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس کو قرآن سنایا۔ ۱۰۰ھ میں وفات پائی۔

[2] یہ ھشیم بن بشیر بن ابی حازم قاسم بن دینار السلمی ہیں۔ کنیت ابو معاویہ الواسطی مفسر ہیں۔ اپنے دور میں بغداد کے محدث تھے اور ثقہ تھے حضرت سے روایت کرتے تھے مگر انھیں نہیں پایا۔ ان کی تصنیفات بھی ہیں ان میں سے "المغازی" اور "السنن وغیرہ ہیں۔ ۱۸۳ھ میں وفات ہوئی۔

سے حدیث بیان کی ہے تو ھشیم نے کہا کہ ہمیں ابو حرہ نے حسن کے حوالے سے خبر دی ہے اور ہمارے شیخ کی تعریف کی (یہ کہہ کر) ھشیم ھہ ھہ کر کے ہنسنے لگا۔

محمد بن یونس [1] الکندی سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں مومل بن اسماعیل [2] کی مجلس میں حاضر ہوا اھل مجلس میں سے ایک شخص نے اس کے سامنے یہ پڑھا تمہیں سبۃ و سبعین نے بیان کیا تو مومل اور حاضرین ہنس پڑے اس نے پوچھا نوجوان کہاں کے ہو۔ اس نے کہا مصر کا۔

ہمیں اسحاق نے بیان کیا کہ ہم جریر کے ہاں تھے اس کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ اے ابو عبداللہ تم نے ہمیں یہ حدیث بیان کی ہے۔ اس نے کہا کہ کونسی اس نے کہا کہ ہمیں خریز نے رقبہ سے بیان کیا تو اس نے کہا تیرا ستیاناس میں جریر ہوں (جریر کو خریز پڑھا)

ہمیں محمد بن سعید نے بیان کیا کہ میں نے فضل بن یوسف جعفی کو کہتے سنا کہ یہ میں نے ایک شخص کو ابو نعیم سے یہ کہتے سنا کہ تجھے تری ماں نے بیان کیا کہا حدثنك امك وہ کہنا چاہتا تھا کہ تجھے امی الصیر [3] فی نے بیان کیا۔

ابو نعیم کہتے ہیں کہ عبدالملک [4] نے ابو بکر بن حزم کو لکھا کہ تمھارے ہاں جتنے مخنث ہیں انہیں گن لو۔ تو کاتب نے (احص لکھنے کے بجائے حا پر نقطہ ڈال کر

---

[1] شذرات الذھب صفحہ ۱۹۴ ج نمبر ۲ پر کندی کے بجائے کریمی لکھا ہے اور یہ ابو العباس محمد بن یونس الرقشی ہیں حافظ الحدیث ہیں۔ طیالسی اور ان کے طبقہ کے محدثین سے روایت کرتے ہیں۔ عماد حنبلی کہتے ہیں کہ ان کی روایات میں منکر روایات ہیں جس کی وجہ سے ان کی تضعیف کی گئی ہے ابن ناصر الدین کہتے ہیں کہ بڑے حافظ اور اعلام میں سے تھے مگر یہ کہ متروک ہیں اسماعیل الخطبی نے ثقہ کہا ہے گویا کہ ان کا معاملہ مخفی ہو گیا ہے۔ ۲۸۶ھ میں سو سال سے زیادہ عمر پا کر وفات پائی۔ [2] یہ شعبہ اور ثوری سے روایت کرتے ہیں بصری ہیں ثقہ راوی ہیں مکہ میں ۲۰۶ھ میں وفات ہوئی۔

[3] یہ امی بن عبدالرحمٰن الصیرفی ہیں اصل جزیرہ کے محدث ہیں دیکھئے معرفۃ علوم الحدیث صفحہ ۲۴۷۔ [4] یہ ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم الانصاری ہیں مدینہ کے امیر اور قاضی رہے امام ذھبی'' فرماتے ہیں کہ اھل مدینہ کے بڑے عالم تھے اور سیرت سے بھی واقفیت تھی اسی سے زائد عمر میں ۱۲۰ میں روایت ہوئی۔ یہ فضل بن دکین بن حماد ہیں محدث اور حافظ ہیں بخاری و مسلم کے شیوخ میں سے ہیں۔ ۲۱۹ھ میں وفات ہوئی۔

اخص لکھ دیا یعنی خصی کر دو) اس نے خصی کر دیا تو ایک محنث نے کہا کہ آج ہم اس نام کے مستحق بنے ہیں۔

یحیی بن بکیر [۱] نے ہمیں بیان کیا کہ ایک شخص لیث بن سعد کے پاس آیا اور کہا کہ تمہیں نافع نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں کہ جو تو نے ان کے والد کے بارے میں قصہ پھیلایا ہے۔ کس طرح بیان کیا ہے۔ (اس نے یوں کہا فی الذی یشرب عن ابیه القصته) تو لیث نے کہا تیرا ستیاناس! عبارت یوں ہے (فی الذی یشرب فی آیة الفقة) اس شخص کے بارے میں جو چاندی کے برتن میں پیئے۔

دار قطنی نے کہا کہ اور مجھے "محمد [۲] بن یحیی الصولی نے بیان کیا کہ ہمیں ابو العنیاء [۳] نے بیان کیا کہ میں ایک غفلت شعار محدث کی مجلس میں حاضر ہوا اور حدیث کی سند یوں بیان کی۔ عن النبی ﷺ عن جبرائیل عن اللہ عن رجل تو میں نے کہا کہ یہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کا استاد بننا چاہتا ہے۔ (اس نے جو غلطی کی وہ یہ ہے کہ عزوجل کو عن رجل پڑھا) ہمیں یہ حکایت ابو عبداللہ حسین بن [۴] محمد البارع نے بھی بیان کی کہ میں نے قاضی ابو بکر بن احمد بن کامل کو کہتے سنا کہ میں ایک غفلت شعار محدث کے پاس آیا تو اس عن رسول اللہ عن جبرائیل عن اللہ عن رجل پڑھا۔ تو میں نے یہ کہا کہ یہ رجل کون ہے جو اللہ کا استاد بننے کی صلاحیت رکھتا ہے حالانکہ وہ تو "عزوجل" تھا جس میں وہ غلطی کر رہا تھا۔

---

[۱] یہ یحیی بن بکیر العبدی ہیں کرمان کے قاضی تھے۔ امام شعبہ اور بڑے محدثین سے روایت کرتے ہیں ۲۰۸ھ میں وفات پائی۔ [۲] یہ محمد بن یحیی بن عبداللہ ابو بکر الصولی ہے بڑے علماء ادب میں سے ہے۔ شطرنج کا ماہر تھا اس کی کئی تصانیف بھی ہیں۔ ۳۳۵ھ میں وفات ہوئی۔

[۳] یہ محمد بن قاسم بن محمد بن بشار ہیں۔ ابو بکر الانباری کنیت ہے۔ ادب لغت کے عالم تھے اور اشعار اور واقعات کے سبب لوگوں سے زیادہ حافظ تھے۔ ان کی کئی تصانیف ہیں ان میں سے "شرح معلقہ" بھی ہے ۳۲۱ھ میں وفات ہوئی۔

[۴] یہ حسین بن محمد بن عبدالوہاب البارع البغدادی ہیں۔ ادیب، عالم لغت اور نحو ہیں ۵۱۴ھ میں وفات ہوئی۔

[۵] یہ ابراہیم بن اسحاق بن بشیر بن عبداللہ البغدادی الحربی ہیں بڑے محدث حافظ الحدیث فقہ کے ماہر اور احکام اور ادب کے عالم تھے گوشہ نشین شخص تھے ان کی تصانیف میں سے غریب الحدیث بھی ہے ۱۸۵ھ میں وفات ہوئی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہمیں ابو ایوب سلیمان بن اسحاق الخلال نے بیان کیا فرمایا کہ ابراہیم الحربی نے کہا کہ ہمارے ہاں محمد بن عباد المہلبی ۱؎ آیا تو میں اس کے پاس حدیث سننے گیا وہ حدیث جانتا نہ تھا اس نے پڑھا کہ نبی کریم ﷺ نے بہرہ (روشنی یا چمک) ذبح فرمائی۔ (حالانکہ حدیث میں لفظ بقرہ گائے ہے)

وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن حمدان سے سنا کہ "میں نے صالح یعنی جزرہ کو کہتے سنا

کہ ہمارے ہاں شام سے ایک شیخ آیا اور اس کے پاس جریر کی احادیث کی ایک کاپی تھی تو میں نے اس پر حدیث پڑھی کہ "تمہیں جریر نے ابن عثمان کے حوالے سے بیان کیا کہ ابو اسامہ کے پاس ایک خرزہ" (تسبیح یا مہرہ) تھا جس سے وہ مریض کو دم کرتے تھے تو میں نے غلطی سے خرزہ کو جزرہ (گاجر) پڑھ دیا۔ خطیب کہتے ہیں کہ صالح کو "جزرہ" بھی اس واقعہ کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

ابو ایوب کہتے ہیں کہ ہمیں ابوالحسن الدار قطنی نے بیان کیا انھیں ایک دن ابو موسی ۲؎ محمد بن مثنی نے کہا کہ ہماری قوم کو ایک شرف حاصل ہے ہمارا تعلق عنزہ (ایک قوم) سے ہے ہماری طرف منہ کر کے آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھی۔ ابو موسی سے غلطی یہ ہوئی کہ اس نے حدیث کے لفظ عنزہ کو اپنی قوم کا نام سمجھا حالانکہ عنزہ کا معنی وہ نیزہ ہے جو آپ ﷺ کے ہاتھ میں رہتا تھا اور آپ اسے گاڑ کر سترہ بنا کے نماز ادا فرماتے تھے۔

۱؎ یہ محمد بن عباد بن حبیب المہلبی ہیں مہلب بن ابی صفرہ کی اولاد میں سے ہیں۔ خلیفہ مامون عباسی کے زمانے میں بصرہ کے امیر تھے۔ مبرد کہتے ہیں کہ یہ اہل بصرہ کے سردار تھے ۲۱۶ھ میں وفات ہوئی۔

ے یہ محمد بن عباد بن حبیب المہلبی ہیں مہلب بن ابی صفر کی اولاد میں سے ہیں۔ خلیفہ ما مون عباسی کے زمانے میں بصر کے امیر تھے کہ یہ اہل بصرہ کے سردار تھے سن ۶۵۶ میں وفات ہوئی۔

۲؎ یہ محمد بن مثنی بن عبید بن دینار ابو موسی العنزی ہیں حافظ عالم بالحدیث تھے ثقہ اور ثبت۔ مسلم شریف میں ان ۷۷۲ احادیث اور بخاری میں ۱۰۳ احادیث منقول ہیں ۲۵۲ھ میں انتقال ہوا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

عبداللہ بن ابو بکر السہمی سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میرے والد عیسی ۱ بن جعفر بن منصور کے ہاں گئے یہ بصرہ کے امیر تھے وہاں انھوں نے ان کے بچے کی وفات پر تعزیت کی اتنے میں وہاں شبیب بن شیبہ ۲ آیا اور اس نے کہا کہ اے امیر خوش ہو جاؤ وہ بچہ تو جنت کے دروازے پر درختوں کے سائے میں رہے گا۔ (یہاں اسے عربی لفظ میں غلطی کر کے طاء کے بجائے ظاء پڑھ دی) تو امیر نے کہا کہ ابو معمر ظاء چھوڑ کر طاء پڑھو۔ تو اس نے کہا کہ یہ آپ مجھے کہہ رہے ہیں حالانکہ دو کالے پتھروں کے درمیان کوئی شخص مجھ سے زیادہ فصیح نہیں ہے لو امیر نے کہا یہ دوسری غلطی ہے بصرہ میں کالے پتھر کہاں۔ (بصرہ میں سفید پتھر ہوتے تھے) عبداللہ نے کہا کہ پھر وہ ایسا ہو گیا کہ جب بھی سر اٹھاتا تو پھر گرا لیتا۔

ابو حاتم رازی سے منقول ہے کہ عمر بن محمد بن حسین غلطی کرتا تھا اور کہتا۔ معاذ ۳ بن حبل حجاج بن قراقصہ علقمہ بن مرید ۴ تو میں نے اسے کہا کہ کیا تمہارے والد نے تمھیں کتاب حوالے نہیں کی تھی اس نے کہا کہ ہماری ایک بچی تھی جس کی وجہ سے ہم حدیث پر توجہ نہ دے سکے۔

علامہ دار قطنی کہتے ہیں کہ مجھے یعقوب بن موسی نے خبر دی کہا کہ ابو زرعہ ۵ کہتے ہیں کہ بشر بن یحیی بن حسان، امام رازی کے اصحاب میں سے تھے وہ

---

۱ یہ زبیدہ کا بھائی اور ہارون رشید کا چچازاد ہے جیل میں ۱۸۵ھ میں قتل کر دیا گیا۔ دیکھئے (تحفۃ الاعیان صفحہ ۸۹)

۲ یہ ابو معمر شبیب بن شیبہ بن عبداللہ التیمی ہیں بادشاہوں کے ادیب اور فقراء کے جلیس اور مساکین کے بھائی تھے۔ معزز اور انتہائی ذہین شخص تھے انھیں فصاحت کی بناء پر خطیب کہا جاتا تھا۔ ۱۷۰ھ کے قریب انتقال ہوا)۔ ۳ صحیح نام معاذ بن جبل ہے یہ عظیم صحابی ہیں اور حلال و حرام کو سب مسلمانوں سے زیادہ جانتے تھے عہد نبوی میں قرآن جمع کرنے والے چھ حضرات میں شامل تھے متوفی ۱۸ھ

۴ صحیح نام علقمہ بن مرثد ہے امام ذہبی ؒ نے العبر میں لکھا ہے کہ حدیث میں بہت محتاط تھے اور ثقہ تھے جیسا کہ تقریب میں لکھا ہے ۱۲۰ھ میں وفات ہوئی۔

۵ یہ عبدالرحمن بن عمرو بن عبداللہ النصری ہیں ابو زرعہ الدمشقی سے معروف ہوئے اپنے زمانے میں حدیث کے امام تھے ان کی تصانیف میں سے التاریخ و علل الرجال مشہور ہے۔ ۲۸۰ھ متوفی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

مناظرہ کر رہے تھے تو مناظرہ میں مخالف نے مور کی دلیل دی انھوں نے کہا کہ ہمیں پرندوں کی دلیل دے رہے ہو۔ ابوزرعہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ انھوں نے اسحاق سے قرعہ کے بارے میں مناظرہ کیا اور اسحاق نے صحیح حدیث سے دلیل دے کر اسے خاموش کر دیا۔ یہ وھاں سے لوٹے اور اپنی کتابوں کی چھان پھٹک کی تو ایک حدیث میں قزع (بادل) کا لفظ مل گیا تو انھوں نے غلطی سے اسے "راء" کے ساتھ سمجھا اور واپس آکر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے ایسی حدیث مل گئی ہے جس سے میں اس کی کمر توڑ دوں گا تو یہ اسحاق کے پاس آئے اور حدیث سنائی تو اسحاق نے کہا بھائی یہ تو قزع ہے۔

حماد بن یزید[1] نے ایک لڑکے سے سوال پوچھا اس نے کہا اے ابو اسماعیل آپ کو عمر نے یہ حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے "الخبز" روٹی سے روکا ہے۔

تو حماد مسکرائے اور فرمایا میرے بچے جب وہ روٹی سے منع فرما دیتے تو لوگ کیسے زندہ رہتے۔ یہ لفظ "خمر" (شراب) ہے۔

امام یحیی بن معین سے مروی ہے کہ داؤد بن ابی ھند[2] کوفہ آئے تو ایک کوفی لکھنے والے نے ان سے پوچھا کہ سعید رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث کیسے ہے کہ خبی کو ایک کپڑے میں کفن دیا جائے (وہ صبی (یعنی بچہ کہنا چاہ رہا تھا)

حسن بن براء سے مروی ہے کہ عمر بن عون[3] کا ایک کاتب غلطی کرتا تھا اس نے اسے پیچھے کر دیا اور دوسرا ماہر کاتب لے آیا (یہ کاتب پڑھنے لکھنے کے کام پر مامور ہوتے تھے) تو اس نے پڑھا حدثنا ھسیم (بجائے ھشیم کے) تو اس نے کہا کہ پہلے

یہ محمد بن ادریس المنذر بن داوا۔ ابو حاتم رازی ہیں حافظ الحدیث تھے امام بخاری و مسلم کے ہم عصر ہیں ان کی کتب میں سے "طبقات التابعین" مشہور ہے متوفی ۲۷۷ھ

[1] صحیح نام حماد بن زید ہے یہ حماد بن زید بن درھم ازدی ہیں ابو اسماعیل کنیت ہے حافظ الحدیث اور عراق کے شیخ ہیں آئمہ ستہ نے ان کی احادیث کی تخریج کی ہے متوفی ۱۷۹ھ۔

[2] یہ اھل بصرہ کے فقیہ ہیں۔ ابن ناصر الدین کہتے ہیں کہ داؤد اھل بصرہ کے مفتی اور عمل اور علم میں یکتا اور دین کے رہنما تھے۔ ۱۴۰ھ میں وفات ہوئی۔

[3] صحیح لفظ عمرو ہے یہ ابو عثمان بن عون واسطی میں یہ ثبت اور ریختہ شخص تھے اور ثقہ اور حجت تھے امام بخاری وغیرہ نے ان سے حدیث روایت کی ہے متوفی ۲۲۳ھ۔

والے کو واپس لاؤ کہ وہ تو صرف غلطی کرتا تھا اور یہ تو مسخ کر رہا ہے۔

ایک شخص لیث بن سعد کے پاس آیا اور کہا نافع نے آپ کو اس کے بارے میں حدیث کیسے بیان کی ہے جس کے والد کے بارے میں آپ نے قصہ بیان کیا ہے۔ یہاں غلطی عربی میں ہے یشرب فی آنیۃ الفضتہ (جو چاندی کے برتن میں پانی پئے) کو نشرت فی ابیہ القصہ کہہ دیا۔

فرمایا کہ ابو حفص بن شاہین[1] کی روایت ہے نبی کریم ﷺ سے کہ عنقریب ایک عورت بغیر خفیر (محافظ) کے چلتی جائے گی۔ تو اس نے غلطی نے اسے خفین (پیٹ) پڑھا۔

فرمایا کہ حیان بن بشر بغداد اور اصبہان میں قضاء کا والی تھا اور حدیث بھی روایت کرتا تھا ایک دن اس نے عبارت پڑھی کہ عرفجہ کی ناک کلام والے دن کٹ گئی تھی تو لکھوانے والے نے کہا کہ جناب یہ کلاب کے دن لکھا ہوا ہے تو اس نے (غصہ میں آکر) اسے جیل میں قید کر دیا تو کچھ لوگ اس لکھوانے والے سے ملے اور پوچھا کہ کیا غلطی ہوئی تم سے۔ تو اس نے کہا۔

کہ عرفجہ کی ناک دور جاہلیت میں کٹی تھی اور میں دور اسلام میں مصیبت میں مبتلا ہوں۔

عبداللہ بن ثعلبہ[1] سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چہرے سے قیح صاف فرماتے عبداللہ کہتے ہیں کہ مخزومی نے اس میں غلطی کر دی اور الفیح (گرمی کا پسینہ) کو قیح پڑھا۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی ہے جو (خطب) پیغامات کو پھاڑتے ہیں۔ ابو نعیم[2] کہتے ہیں کہ

---

[1] یہ عمر بن احمد بن عثمان ابن شاہین ہیں واعظ علامہ حافظ الحدیث تھے ان کی کئی تصنیفات ہیں جن میں سے "معجم الشیوخ اور کشف الممالك وغیرہ ہیں متوفی ۳۸۵ھ بقیہ اگلے صفحہ۔

[1] شذرات الذھب جلد نمبر ا صفحہ ۹۸ پر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیر اور ان کے لئے دعا کی تو یہ ماہر ہو گئے ان کا انتقال ۸۹ھ میں ہوا۔

[2] یہ عبدالملک بن محمد بن عدی ہیں ابو نعیم الحرجانی استر ابادی سے مشہور ہیں۔ فقیہ اور حافظ الحدیث تھے ۳۲۳ھ میں انتقال ہوا۔ بقیہ اگلے صفحہ پر

میں وکیع ؎ کے ہاں حاضر ہوا تو اس نے اسے حطب حاء کے ساتھ پڑھا جس کا معنی (لکڑی ہے) تو میں نے کہا کہ کیا یہ حاء کے ساتھ ہے۔ اس نے کہا ہاں۔

اس نے کہا کہ ہمیں امام شافعیؒ نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ؎ سے کہا گیا کہ کیا آپ کو آپ کے والد نے آپ کے دادا کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت نوحؑ کی کشتی نے بیت کے سات چکر لگائے اور مقام ابراھیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی۔ اس نے کہا کہ ہاں۔

اس نے کہا کہ ہمیں اسحاق بن وھب نے بیان کیا کہ ہم یزید بن ھارون ؎۲ کے ہاں تھے اور اس کا ایک کاتب تھا جسے برتح کہا جاتا تھا اس سے ایک شخص نے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا یہ حدیث ہمیں (عدہ) یعنی کئی لوگوں نے بیان کی ہے۔ تو لکھنے والے نے چیخ کر پوچھا کہ اے ابو خالد عدہ کس کا بیٹا ہے۔ تو اس نے کہا اس عورت کا جس نے تجھے گم کر دیا۔

کہتے ہیں کہ مجھے فضل بن ابی طاھر نے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد میں غلطی کی کہ "عم الرجل صنو ابیه کہ چچا باپ کے برابر ہے تو اس نے پڑھا عم الرجل صیق آنیته کہ چچا برتن کا تنگ ہوتا ہے۔

زکریا بن مہران سے مروی ہے کہ ایک شخص نے یوں غلطی کی کہ لا یورث حمیل الابنیته کہ لاوارث بچہ جسے کسی نے اٹھا کر پالا ہو بغیر گواہی کے وارث نہ ہوگا (تو اس نے بینة کو ثینة پڑھا۔

؎ یہ محمد بن خلف بن حیان بن صدقة الضبی ہیں ابو بکر کنیت اور وکیع لقب ہے قاضی ہے اور انھیں تاریخ اور جغرافیہ کا علم بھی تھا ان کی تصنیف اخبار القضاہ مشہور ہے ۳۰۶ھ میں وفات ہوئی۔

؎۱ ان کا انتقال ۱۸۲ھ میں ہوا حنبلی نے شذرات میں لکھا ہے کہ انھوں نے اپنے والد اور کئی اور حضرات سے روایت کی ہے یہ ضعیف اور کثیر الحدیث ہیں۔

؎۲ یہ ابو خالد یزید بن ھارون بن زاذان بن ثابت السلمی ہیں ولاء سلمی ساکنا واسطی ہیں حافظ الحدیث تھے اور علم اور دین کے اعتبار سے وسیع تھے۔ مامون نے کہا کہ اگر یزید بن ھارون نہ ہوتا تو یہ بات مشہور ہو جاتی کہ قرآن مخلوق ہے۔ اسے کہا گیا کہ یزید کون ہے جس سے خوف آیا ہے۔ کہا کہ مجھے یہ خوف تھا کہ اگر میں اپنا عقیدہ ظاہر کرتا تو یہ مجھ پر جوابی رد کرتا اور لوگوں میں اختلاف پیدا ہوتا اور فتنہ برپا ہو جاتا۔ یزید کا انتقال ۲۰۶ھ میں ہوا۔

ابو نعیم کہتے ہیں میں احمد بن یحیی بن زہیر کے ہاں گیا وہاں اصحاب حدیث میں سے ایک شخص اسے کہہ رہا تھا کہ زبیر بن خریت کیسا ہے۔ تو اسے زبیر کے بیٹے نے کہا وہ خیریت (کان میں سوراخ والا) نہیں بلکہ وہ تو خریت ہے (جس کا معنی ماہر اور ہوشیار کے ہیں)

عسکری کا قول ہے کہ ایک مغفل شیخ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنا لگوایا اور (حجاج) حاجیوں کو پھندا (جرہ) عنایت فرمایا (حالانکہ حجام اور اجرت صحیح لفظ ہے)

عسکری کہتے ہیں کہ ابو بکر الانباری نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ القطربلی نے ثعلب کو اعشیٰ کا یہ شعر سنایا۔

فلو کنت فی حب ثمانین قامته ورقیت اسباب السماء بسلم

ترجمہ: کہ اگر تو ایسے دانے میں ہو جو اسی افراد کے قد کے برابر ہو اور سیڑھی لگا آسمان میں چڑھ جائے تو اسے ابو العباس نے کہا تیرا گھر خراب ہوں میں نے اسی آدمیوں کے قد کا دانہ کبھی نہیں دیکھا صحیح لفظ جب (کنواں) ہے۔ (اس نے جب (کنویں) کو حب (دانہ) پڑھا)

حجاج [1] کہتے ہیں کہ ایک شخص عبد القدوس بن حبیب کے پاس آیا اور اس کو کہا مجھے وہ حدیث دوبارہ بتاؤ جو تم نے مجھے سنائی تھی اس نے کہا لاتتخذو اشیئا فیه الروح عرضا کہ ایسی چیز جس میں روح ہو اسے عرض نہ بناؤ۔ تو اس شخص نے کہا عرض کا کیا مطلب اس نے کہا یہ وہ شخص ہے جو اپنے گھر میں روشن دان نکالے ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس شخص نے حدیث میں غلطی کی اور غلطی پر غلط ہی تشریح کی حدیث میں لفظ غرض ہے یعنی نشانہ ھدف یعنی اسلحہ سے اشارہ (یا ھدف متعین) نہ کرو ذی روح کی طرف۔

سعید بن عمر نے ہمیں بیان کیا کہ مجھے ابو زرعہ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ قاسم بن ابی شیبہ کتاب انسان میں دیکھا کہ ابن فضیل سے مروی ہے وہ اپنے والد کے

---

[1] یہ حجاج بن ارطاہ بن ثور النخعی ہیں حدیث کے روات اور حفاظ میں سے ہیں بصرہ میں قضاء کے والی تھے اور حدیث کے الفاظ کی تغیر کا عیب ان میں تھا۔ متوفی ۱۴۵ھ۔

حوالے سے مغیرہ سے اور وہ سعید بن جسر سے نقل کرتے ہیں کہ المرجیہ یہود القبلہ مرجئہ (اھل) قبلہ میں سے یہود ہیں (یعنی فرقہ مرجبہ اس امت کے یہود ہیں) تو اس نے اسے پڑھا مگر یاد نہ رکھا اور وہ یوں روایت کرتا تھا۔ المهرء حيث يهوى قلبه (آدمی جہاں اس کا دل چاہے، ہوتا ہے)

دار قطنی کہتے ہیں کہ میں نے ابوالعباس بن ابی مہران کو یہ کہتے سنا کہ جمیل رازی چاہتا تھا کہ تفسیر لکھوائے تو ایک رات وہ لکھنے والوں کے سامنے لایا اور ایک کاغذ نکال کر پڑھا۔

الاكثرون هم الاقلون الا من قال بالمال هكذا وهكذا کہا یہ کس سورہ میں ہے۔ ایک لکھنے والے نے کہا کہ یہ قرآن کے الفاظ نہیں ہیں۔ تو وہ بہت شرمندہ ہو اور آئندہ تفسیر لکھوانے کا نام نہ لیا۔

دار قطنی کہتے ہیں کہ میں نے البرقانی [۱] کو یہ کہتے سنا کہ مجھے اھوازی الفقیہ [۲] نے بتلایا کہ میں یحیی بن صاعد کے پاس تھا کہ اس کے ہاں ایک عورت نے آکر سوال کیا کہ اے شیخ تم اس کنوئیں کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ جس میں مرغی گر کر مر جائے۔ یہ پانی نجس ہے یا پاک۔ تو یحیی نے کہا تیرا ستیاناس کنوئیں میں مرغی کیسے گر گئی۔ اس عورت نے کہا کہ کنواں کھلا تھا۔ اس نے کہا کہ ڈھک کر کیوں نہ رکھا تاکہ کوئی چیز نہ گرے۔ تو اھوازی کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے خاتون! اگر پانی متغیر ہو تو (ناپاک ہے) ورنہ پانی پاک ہے۔

---

[۱] یہ احمد بن محمد بن احمد بن غالب ہیں کنیت ابو بکر یہ برقانی سے مشہور ہوئے حدیث کے عالم تھے اور بغداد میں رہائش پذیر تھے بغداد ہی میں ۴۲۵ھ میں انتقال ہوئے۔

[۲] یہ حسن بن علی بن ابراہیم بن یزداد الاھوازی سے جو اھل اھواز میں سے ہیں دمشق میں رہے اور وہیں انتقال ہوا اپنے دور میں شام میں شیخ مقری تھے حدیث سے شغل تھا ابن عساکر نے ان کی روایات پر طعن کیا ہے ان کی ایک کتاب "الصفات" ہے ذھبی کہتے ہیں کہ اگر یہ اسے جمع نہ کرتا تو بہتر تھا اس کتاب میں موضوعات اور خرافات جمع ہیں۔

دار قطنی کہتے ہیں کہ ہم بندار کے ہاں تھے تو انھوں نے حضرت عائشہ کے حوالے سے حدیث بیان کی اور کہا۔ عن عائشہ قال قالت رسول اللہ یہ سن کر ایک شخص نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا اللہ کی پناہ تم تو کتنے زبردست فصیح ہو۔ تو اس نے کہا کہ ہم جب روحؒ کے پاس سے پڑھ کر نکلتے تو ابو عبیدہؒ کے ہاں چلے جاتے۔ (اس لئے فصاحت بہت ہے) تو وہ شخص کہنے لگا ہاں یہ فصاحت تم پر ظاہر ہو رہی ہے۔ (اس قال کے بجائے قالت اور قالت کے بجائے قال پڑھا تھا)

دار قطنی کہتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن موسی اور فریابی ۲ نے اسرائیل ۳ کے حوالے سے ابو اسحاق (۴) سے بیان کیا کہ حارثہ بن مغرب نے کہا کہ عتبہ شیبہ اور ولید میدان میں نکلے اور کہا ہے کوئی مقابلہ کرنے والا تو انصار میں سے (عبداللہ کے قول کے مطابق) چھ (اور فریابی کے مطابق) تین نوجوان نکلے۔ دار قطنی کہتے ہیں کہ ستہ چھ غلط ہے اور فریابی کا قول صحیح ہے۔

اس لئے کہ انصار سے تین نوجوان نکلے تھے۔

دار قطنی کہتے ہیں کہ ابو عبداللہؒ بن مخلد کی اصل میں میں نے یحیی بن معین کے حوالے سے پڑھا کہ وراق نے حریت عائشہ میں کہا نبی کریم ﷺ جب بقیع میں "حسأ" ظاہرا آئے تو میں دیکھ لیتی (یہاں حسأ غلط ہے)

دار قطنی ہی کہتے ہیں مجھے میرے والد نے بتایا کہ یحیی بن آدم نے حدیث بیان کرنے میں غلطی کی کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ میں زخمی کرتا ہوں اور میں ہی علاج کرتا ہوں تو یحیی نے غلطی سے پڑھا۔ انا اسحر میں جادو کرتا ہوں اور علاج کرتا ہوں (انا اشج پڑھنا چاہئے تھا).

---

۱ صحیح نام عبید اللہ ہے یہ عبید اللہ بن موسی بن باذام ابو محمد بن ابی المختار الحسبی ہیں۔ حافظ ثقہ تھے اور حدیث قرآن اور فقہ کے امام تھے عبادت اور صلاح سے موصوف تھے متوفی ۲۱۳ (غایۃ النہایۃ صفحہ ۴۶۲

۲ یہ محمد بن یوسف بن واقد الصبی ابو عبد الفریابی ہیں۔ حافظ اور عالم الحدیث تھے اصلا ترکی ہیں کوفہ میں حضرت سفیان سے روایت لی قیساریہ میں ۲۱۲ھ میں وفات ہوئی۔ بخاری نے ۲۶ حدیثیں لی ہیں ان کی مسند بھی ہے۔

۳ یہ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق السبیعی ہیں۔ جزری کہتے ہیں کہ ثقہ اور احفظ ہیں ان کے دادا سے روایت کرنے والوں میں متوفی ۱۵۹

۴ یہ عمر بن عبداللہ بن علی بن احمد ابو اسحاق السبیعی حمدانی کوفی ہیں اپنے دور میں کوفہ کے شیخ تھے اور۔

ابو الھیثم القاضی کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن[1] صالح کو کہتے سنا کہ میں ایلہ آیا اور وہاں سلامہ بن روح سے ملا اور اس سے سقیفہ (بیعت ابو بکر رضی اللہ عنہ) والی حدیث سنی تو اس نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اور اس شخص کی کوئی بیعت شمار نہ ہوگی جو (بایع بعرہ ان یفتلا) مینگنیوں پر بیعت کرے کہ وہ ٹوٹ جائیں تو میں نے کہا کہ صحیح لفظ بایع تغرہ ان یقتلا ہے (جو خون بہانے پر بیعت کرے) تو اس نے کہا نہیں جو میں کہہ رہا ہوں وہ صحیح ہے تو میں نے کہا کہ اس کا معنی کیا ہوا اس نے کہا کہ تو اپنے ہاتھ میں مینگنیاں دبائے تو وہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔

دار قطنی کہتے ہیں کہ ابو بکر الصولی نے ہمیں ابو ایوب کی یہ حدیث " (من صام رمضان واقعہ شامن شوال) لکھوائی تو بجائے ستا (چھ) کے شنیأ لکھوادیا۔

احمد بن جعفر حنبلی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث لاحلیم الاذو عشرہ (کہ حلیم لغزش کھا کر سنبھلنے والا ہوتا ہے) بیان کی تو عشرہ کے بجائے غیرہ کہا۔

دار قطنی کہتے ہیں ہمیں محمد بن احمد نے بیان کیا کہ ہمیں ابو شاکر (متوکل کے غلام) نے حدیث لکھوائی۔ اکتحلوا وتراواذھبوا عنا (کہ انھوں نے طاق عدد سے سرمہ لگایا اور ہمارے ہاں سے چلے گئے) حالانکہ حدیث میں وادھبوا عنا ہے (یعنی خوب تیل لگاؤ)

ابن لھیعہ[2] نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احتجر فی المسجد مسجد میں حجرہ بنایا۔ تو اس نے احتجر کے بجائے احتجم پچھنے لگوانا پڑھا۔

دار قطنی کہتے ہیں کہ علی بن داؤد حدیث بیان کر رہے تھے ان کے سامنے تقریباً ایک ہزار کا مجمع تھا اتنے میں ایک عورت نے آکر مسئلہ پوچھا کہ میں نے اپنی ازار صدقہ کرنے کی قسم کھائی تھی (اب اسے صدقہ کرنا نہیں چاہتی کیا کروں) ابن داؤد

---

[1] یہ ابو جعفر احمد بن صالح الطبری ثم المصری ہیں حافظ تھے۔ یعقوب الفسوی کہتے ہیں میں نے ایک ہزار شیوخ سے استفادہ کیا ہے اور میرے اور اللہ کے درمیان حجت دو حضرات ہیں ایک احمد بن صالح اور دوسرے احمد بن حنبل احمد بن صالح کی وفات ۲۴۸ھ میں ہوئی۔

[2] یہ عبد اللہ بن لھیعہ بن فرعان الحضری المصری ابو عبد اللہ ہیں جو دیار مصر کے محدث عالم اور قاضی تھے۔ حافظ ذھبی کہتے ہیں کہ ابن لھیعہ حدیث کے کاتب اور علم کے لئے آنے والے اور سفر کرنے والے شخص تھے۔ قاھرہ میں ۱۷۴ھ میں انتقال ہوا۔

نے کہا تم نے ازار کتنے کی خریدی تھی۔ اس نے کہا کہ بائیس درھم کی۔ تو انھوں نے کہا کہ جا اور بائیس روزے رکھو دار قطنی کہتے ہیں کہ جب وہ چلی گئی تو اس نے آہ آہ کرتے ہوئے کہا کہ واللہ ہم سے غلطی ہو گئی ہم نے اسے کفارہ ظہار ادا کرنے کا حکم دے دیا ہے (اس نے معذرت بیان کرنے میں دوسری غلطی کر دی کیونکہ یہ کفارہ ظہار نہیں)

مجھے (ابن جوزیؒ کو) محمد بن عدی بصری نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو یہ کہتے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

من بر یوما بر به
والدهر لا يغتر به

جو کسی دن نیکی کرے اس کی ساتھ نیکی کی جائے گی اور زمانہ اس کے ساتھ دھوکا نہیں کرے گا۔

(یہ حدیث نہیں بلکہ کسی شاعر کا شعر ہے)

محمد بن عدی کہتے ہیں کہ محمد بن عیسی نے بتایا کہ ہمیں عباس نے کہا کہ میں نے یحیی بن معین کو یہ کہتے سنا کہ سعید بن مسلم کے پاس منصور کی ایک کتاب تھی اسے ایک شخص نے کہا کہ آپ نے یہ کتاب کسی سے سنی ہے۔ اس نے کہا کہ جب تک کہ میرا والد آجائے اور میں اس سے پوچھ نہ لوں (نہیں سنوں گا) یعنی اس نے سوال پر تعریض کی۔

دار قطنی کہتے ہیں کہ میں حمزہ [1] سہمی کو کہتے سنا کہ ہم نے ایک شیخ کا کلام سنا اور اس کو لکھا تو اس نے کہا کہ میرا نام لکھو۔ تو میں نے اسماعیلیؒ کو کہا کہ یہ شیخ کی غلطی ہے یا نہیں۔ اس نے کہا غلطی ہے مجھے ابو الحسن بن الخلف الفقیہ نے بیان کیا اور فرمایا کہ ہمیں ایک شیخ کے کچھ اجازت کے بارے میں لکھا مگر اپنا نام نہیں لکھا تو ہم نے

---

[1] یہ ابو قاسم حمزہ بن یوسف بن ابراہیم سہمی جرجانی ہیں حافظ اور مورخ ہیں سخاویؒ نے انھیں جرح و تعدیل کے آئمہ میں سے شمار کیا ہے۔ اصبہان نیشاپور، دی کا سفر کیا حجاز عراق اور شام بھی گئے ان کی کتاب معرفتہ علماء جرجان ہے جسے تاریخ جرجان کہتے ہیں۔ ۴۲۷ھ میں انتقال ہیں۔

کہا کہ اپنا نام تو لکھئے انھوں نے کہا کہ میں جسے نہیں جانتا اس کو اپنا نام لکھ کر اجازت نہیں دیتا۔

احمد بن علی بن ثابت [۱] سے مروی ہے کہ میں ابو الفتح عبد اللہ بن احمد النحوی کی کتاب میں اس کے ہاتھ سے لکھا ہوا دیکھا کہ میں نے قاضی احمد بن کامل [۲] کو کہتے سنا کہ محمد بن موسیٰ بربری جیسا علم کسی کے پاس نہ تھا۔ میں ایک دن اس کے ہاں گیا تو انھیں مغموم دیکھا۔

تو میں نے پوچھا آپ کو کیا ہوا۔ انھوں نے کہا کہ میری بیوی نے مجھ پر لازم کیا ہے کہ میں یہ باندی آزاد کر دوں۔ اب اس کے بعد میرے پاس خدمت گار اور معین کوئی نہیں۔ میں نے کہا باندی کی قیمت کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ میری بیوی نے کچھ دنانیر مجھے دیئے تھے کہ جاؤ باندی خرید لاؤ تو میں نے یہ باندی خرید لی۔ تو میں نے کہا کہ جو آپ کی ملکیت میں نہیں آپ اسے آزاد کر سکتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میرے خیال میں تو جائز نہیں۔ تو میں نے کہا کہ یہ باندی آپ کی بیوی کی ہے اور اسی کی ملکیت میں ہے تو وہ مجھے دعا دینے لگے (یعنی باندی آزاد ہی نہیں ہوئی لہٰذا غم نہ کریں)

حافظ کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو لکھوانے کو کہا عمر اس نے لکھوایا ستر اور خوزید لکھا۔

---

[۱] یہ ابوبکر بن احمد بن علی بن ثابت البغدادی المعروف خطیب بغدادی جو ایک حافظ اور مورخ ہیں۔ غزیہ میں پیدا ہوئے جو مکہ اور کوفہ کے درمیان واقع ہے۔ پرورش اور انتقال بغداد میں ہوا۔ یاقوت حمدی نے معجم الادباء میں ان کی چھپن کتابیں گنوائی ہیں ان میں سے ایک تاریخ بغداد ہے جو ۱۴ جلدوں میں ہے۔ ان کا انتقال ۴۶۳ء میں ہوا۔

[۲] یہ احمد بن کامل بن خلف بن شجرہ المنصور البغدادی الشجری ابوبکر ہیں۔ اہل بغداد میں سے ہیں کوفہ کے قاضی تھے کئی تصانیف ہیں حدیث میں متساہل تھے ۳۵۰ھ میں انتقال ہوا۔

یہ حسن بن علی بن اسحاق طوسی ابو علی ہیں۔ لقب قوام الدین ہے اور نظام الملک بھی۔ طوس کے مضافات سے تعلق تھا انھیں سلطان الپ ارسلان نے وزیر بنایا تھا۔ یہ بہترین مدبر ثابت ہوئے اور دس سال اس کی خدمت میں رہے۔ پھر الپ ارسلان کی وفات کے بعد یہ خود مسند نشین ہوئے۔ ابن عقیل کہتے ہیں کہ ان کا دور حکومت اہل علم کا دور تھا۔ انھیں غیلہ مقام پر ۴۸۵ھ میں قتل کر دیا گیا۔

اسماعیل بن محمد الحافظ کہتے ہیں کہ ہم نظام الملک کی مجلس میں تھے تو انھوں نے لکھوایا

اف للدنیا الدنیته دراهم وبلیته

اف اس ذلیل دنیا کے لئے درھم اور مصیبتیں ہیں تو لکھنے والے نے بلیتہ کے بجائے کہا کیا تلید ؟ کہا کیا نہیں بلیتہ۔ اس نے کہا کیا وملیہ ؟ تو لوگ ہنسے لگے تو نظام نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو۔

محمد بن حسن نے ایک مغفل کے بارے میں لکھا ہے کہ اسے بتایا گیا کہ فلاں شخص "ری" میں انتقال کر گیا تو اس نے کہا کہ "ری" کی طرف دو منزلیں ہیں اب مجھے پتہ نہیں وہ کسی میں مرا۔

اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن محمد بن عیسی الوراق کو یہ کہتے سنا کہ میں عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی [1] کو کہتے سنا کہ میں اپنے والد سے سنا کہ مجھے صالح بن محمد العبادی نے مجھے لکھ کر بھیجا کہ محمد بن یحیی کے انتقال کے بعد ان کے شاگردوں نے محمد بن زید نامی محدث کو ان کا جانشین بنادیا اس نے حدیث یوں لکھوائی۔ یا ابا عمیر ما فعل البعیر (حالانکہ حدیث میں النغیر (بیڑا) ہے اور البعیر اونٹ کو کہتے ہیں) اور اس نے ایک اور حدیث یوں لکھوائی۔ **لاتصحب الملائکته رفقته فیها جرس** کہ ملائکہ اس قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں گھنٹی (جرس) ہو اس بجائے "جرس" کے حرس (بھیڑیا) لکھوایا۔

ابو سلیمان الخطابی نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمار کہتے ہیں میری ایک

---

[1] یہ ابو محمد عبدالرحمٰن بن محمد ابو حاتم ابن ادریس الرازی۔ حافظ الحدیث تھے اور بڑے محدث تھے دیگر علوم اور معرفت رجال میں علم کا سمندر تھے۔ فقہ اختلاف صحابہ تابعین اور علماء انصار کے اختلاف پر کتابیں لکھیں۔ ان میں سے علل الحدیث "الجرح والتعدیل بھی ہیں تقریبا نوے برس کی عمر میں ۳۲۷ھ میں انتقال ہوا۔ یہ محمد بن ادریس بن منذر بن داؤد ابو حاتم الرازی ہیں امام بخاری و مسلم کے ہم عصر حافظ الحدیث ہیں۔ ان کی تصانیف میں سے طبقات التابعین مشہور ہے ان کی ۲۷۷ء میں وفات ہوئی۔

یہ حمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب البستی ابو سلیمان ہیں۔ جو فقیہ اور محدث ہیں۔ کابل کے نواح میں بست نامی مقام ہے۔ اس کی تصنیفات میں سے بیان اعجاز القرآن مشہور ہے متوفی ۳۸۸ھ

چوری ہو گئی اور ہمارے پاس ایک متہم شخص بھی تھا تو میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں تو چاہتا تھا اسے ساتھ پکڑ کر لے آؤں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بغیر بینۃ بغیر گواہ کے تو خلیل کہتے ہیں کہ یہ الفاظ راوی نے غلط کہے ہیں اصل لفظ تفتر سہ یعنی زبردستی لے آؤ گے۔

حکایت ہے کہ "یحیٰ بن معین" کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابو عبیدہ کی حدیث کرافہ کان علی الحسو حسر ننگے سر کو کہتے ہیں میں بجائے حسر کے جسر روایت کیا جسر پل کو کہتے ہیں۔

خطابی کہتے ہیں بعض نے یہ غلطی کی کہ لفظ "جنائز" کو حنائز (کمان) پڑھا حدیث یوں ہے لو صلیقم حتی تکونوا گالجنائز "نماز پڑھو اس سے پہلے کہ تم جنازے کی طرح ہو جاؤ۔

اور ایک شخص نے یاجوج ماجوج کے ذکر والی حدیث کو جب یاجوج ماجوج میں سے کوئی مرے گا تو اس کو کیڑے کھائیں گے فتشکر اور موٹے ہو جائیں گے تو اس نے فتشکر کے بجائے فتسکر (یعنی نشہ میں آجائیں گے) پڑھا۔

ہمیں ابو بکر ابن عبد الباقی البزاز نے حکایت بیان کی کہ ایک شخص نے غلطی سے یہ کہا ہمیں سفان بوری جلد الجداء سے انش کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذھبو عنا ہمارے پاس سے جاؤ۔ وہ کہنا یہ چاہتا تھا کہ ہمیں سفیان ثوری[1] نے خالد الحذاء[2] سے حضرت انس کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادھنوا اغبا خوب تیل لگاؤ۔

---

۱ یہ ابو عبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری ہیں اپنے اہل زمانہ کے علوم دین تقوی اور حافظ کی تیزی میں سردار تھے "یحیٰ بن معین" فرماتے ہیں کہ سفیان حدیث میں امیر المومنین تھے ان کی پیدائش اور پرورش کوفہ میں ہوئی حدیث میں جامع کبیر اور جامع صغیر لکھیں۔ بصرہ میں ۱۹۱ھ میں انتقال ہوا۔

۲ یہ خالد بن مہران الحذاو البصری ہیں جو حفاظ میں سے ہیں بڑے تابعین سے روایت کرتے ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے ابن ناصر الدین انھیں ثقات میں سے بتاتے ہیں۔ متوفی ۱۴۲ھ۔

بارھواں باب (۱۲)

امراءاور والیوں میں سے مغفلین کا ذکر

محمد بن زیاد کہتے ہیں کہ "عیسی بن صالح بن علی حماقت کا شکار ہو جاتا تھا اور اس کا عبداللہ نامی بیٹا نہایت ہی عقلمند تھا۔ عیسی کو جند (قنسرین) [1] کا والی بنادیا گیا تو اس نے اپنے بیٹے کو کچھ ذمہ داریاں سونپ دیں۔ اس کا بیٹا کہتا ہے کہ ایک رات کو اس (عیسی) کا قاصد مجھے بلانے آیا اور یہ وقت ایسا تھا جس میں صرف انتہائی اہم کام کے لئے ہی بلایا جاسکتا تھا۔ میں سمجھا کہ شاید خلیفہ کا کوئی اہم پیغام آیا ہے جس میں وہ مجھے اور دوسرے لوگوں کو بلانے پر مجبور ہوئے ہوں۔ تو میں نے تیاری کی اور سواری تیار کرنے کا حکم دیا اور ان کے گھر کو چلا جب میں ان کے گھر میں داخل ہوا تو میں نے دربانوں سے پوچھا کہ کوئی خاص بات ہے خلیفہ کا کوئی پیغام آیا ہے۔ انھوں نے کہا ایسی تو کوئی بات نہیں میں اندر کو چلا اور خادمین سے یہی بات پوچھی انھوں نے بھی دربانوں جیسا جواب دیا۔ تو میں اس طرف چلا جہاں وہ موجود تھے۔ انھوں نے مجھے دیکھ کر کہا آؤ میرے بچے! میں اندر آیا تو دیکھا کہ وہ اپنے بستر پر ہیں۔ انھوں نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ آج میں ایک بات سوچ رہا ہوں اور اسی فکر میں اب تک جاگا ہوا ہوں۔ میں نے کہا اللہ تعالی امیر کو نیکی عطا فرمائے وہ کیا بات ہے۔ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ

---

[1] شمالی سوریا میں ایک شہر ہے یہ ایک فوجی چھاؤنی تھی جسے ساتوں صدی کے عرب کے مفتوحہ علاقے حوالے کئے گئے تھے یاقوت کہتے ہیں یہ شام کا ایک قصبہ ہے اور قنسرین شہر ہے حلب اور اس کے درمیان حمص کی طرف ایک مرحلہ کا فاصلہ ہے دیکھئے معجم البلدان (صفحہ ۱۸۵)

مجھے حور عین بنادے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو جنت میں میرا شوہر بنادے۔ بس اسی بات پر بڑی دیر سے سوچ رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالی امیر کو نیکی دے اللہ تعالی نے آپ کو مرد بنایا ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ کو جنت میں داخل کر کے کسی حور عین کی آپ سے شادی کرائے گا اور جب آپ کی سوچ یہی ہے تو آپ یہ خواہش کیوں نہیں کرتے کہ جناب حضرت محمد ﷺ آپ کے شوہر ہوں اور یہ تو قرابت اور نسب کے زیادہ لائق ہے اور آنجناب سید الاولین والاخرین ہیں اعلی علین میں۔ تو اس نے کہا کہ میرے بچے یہ مت سمجھو کہ میں نے اس بارے میں نہیں سوچا۔ میں نے اس بارے میں سوچا تھا لیکن مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ سیدہ عائشہ ؓ کو میری وجہ سے غصہ آئے۔

ہمیں مدائنی [1] نے بیان کیا کہ ایک معزز شخص بغداد آیا اور اس نے اپنے والد کو خیریت کی اطلاع دینے کے لئے خط بھیجنا چاہا تو وہاں کوئی خط لے جانے والا نہیں ملا تو یہ خود واپس گیا اور اپنے والد کو کہا کہ میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ آپ کو میرے پہنچنے کی اطلاع دیر سے ملے لانے والا کوئی نہ تھا اس لئے یہ خط میں خود لے آیا ہوں یہ کہہ کر اس نے خط اپنے والد کے حوالے کر دیا۔

ابن خلف کہتے ہیں کہ ایک والی کے ہاں دو آدمی لڑ پڑے۔ اس کو ان دونوں کے مابین فیصلہ کرنا مناسب نہ سمجھا تو دونوں کی پٹائی لگادی اور بولا اللہ کا شکر ہے جس نے ان دونوں میں سے ظالم شخص کے فتنہ سے بچایا (یعنی ظالم کی میں نے پٹائی کر دی ہے)

مجھے سعید بن جعفر انباری نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد کو یہ کہتے سنا کہ ابوالخیشم اپنے ایک عامل سے ناراض ہو گیا اس نے اسے راضی کرنا چاہا تو اس نے کہا واللہ میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک مجھے اس کے بارے میں یہ پتہ نہ چل

---

[1] یہ ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ المدائنی ہیں جو راوی اور مورخ ہیں کثیر التصانیف ہیں اہل بصرہ میں سے ہیں۔ مدائن میں رہتے ہیں اور اسی طرف نسبت ہے پھر یہ بغداد منتقل ہو گئے اور وفات تک وہیں رہے متوفی ۲۲۵ھ ابن ندیم نے مختلف فنون میں ان کی ۲۰۰ سے زائد تصانیف گنوائی ہیں۔

جائے کہ اس نے میری ٹانگ کو بوسہ دیا ہے (حالانکہ ٹانگ کو بوسہ دینے کا تو خود ہی پتہ چل سکتا ہے)

ابو عثمان حافظ کہتے ہیں کہ "فزارہ" بصرہ میں شکایتی افسر تھا یہ ایک طویل القامت لمبی داڑھی والا کم عقل شخص تھا یہ وہ ہے جس کے بارے میں کسی شاعر نے کہا تھا۔

ومن المظالم ان تكون على المظالم يا فزاره

ایک ظلم یہ بھی ہے کہ اے فزارہ تو ظلم کی شنوائی کا افسر ہو

ایک دن حجام نے اس کے بال کاٹے یہ حجامت سے فارغ ہوا شیشہ دیکھ کر کہنے لگا کہ تو نے بال تو اچھے کاٹے ہیں مگر خبیثہ کی اولاد تو نے میری مونچھوں پر پاخانہ کر دیا ہے یہ کہہ کر اس نے دونوں ہاتھ اس پر رکھ دیئے۔

ایک دن اس نے شور کی آواز سنی اس نے کہا یہ شور کیسا ہے۔ جواب ملا کہ لوگ قرآن پڑھ رہے ہیں کہنے لگا اے اللہ! ہم کو قرآن سے (نجات دے کر) راحت پہنچا۔

ایک مرتبہ ایک شخص صندوقچیاں بیچتا ہوا گزرا اس نے پوچھا یہ صندوقچی کتنے کی ہے۔ اس نے کہا ایک درھم کی ایک ہے اس نے کہا نہیں بیچنے والے نے کہا کہ میں نے اتنے میں ہی بیچی ہیں تو فزارہ نے کہا کہ ہم تجھ سے تین درھم میں دو لیں گے اس نے کہا لیلو تو اس نے ہانک لگائی کہ لڑکے اسے تین درھم دو صندوقچیوں کے دوے دو یہ بیچنے میں آسان ہے۔

ہمیں یہ حکایت پہنچی ہے کہ مہلب نے ایک اعرابی کو خراسان کے ایک قصبے کا والی بنایا اور وہاں کے والی کو معزول کر دیا یہ نیا والی منبر پر چڑھا اور حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا۔ اے لوگو! اللہ کے احکام کا قصد کرو (عمل کرو) اللہ نے تمہیں آخرت کی رغبت دلائی ہے اور دنیا فانی سے دور رہنے کی تلقین کی ہے اور تم دنیا میں راغب ہو اور آخرت سے جی چرا رہے ہو تو ہو سکتا ہے یہ دنیا فانی بھی تم سے چھن جائے اور آخرت میں بھی کچھ حاصل نہ ہو اور تم اللہ تعالی کے اس ارشاد کا مصداق بن جاؤ۔ تم نے اپنے پاس پانی بھی نہیں بچایا اور منہ بھی نہیں دھویا۔ (حالانکہ یہ ضرب المثل ہے قرآن

نہیں) اور عبرت حاصل کرو اس معزول ہونے والے مغرور شخص سے جس نے محنت کی اور خوب مال جمع کیا مگر وہ مال اس کی ہلاکت کا سبب بن گیا اور وہ اللہ تعالی کے اس ارشاد کا مصداق بن گیا۔

ابشری ام خالد رب ساع لقاعد

ام خالد (بجو یا بوسری) مبارک ہو کچھ بھاگنے والے بیٹھتے بھی ہیں۔

یہ کہہ کر وہ منبر سے اتر گیا۔

اور ہمیں یہ حکایت پہنچی ہے کہ یزید بن مہلب نے ایک اعرابی کو خراسان کے ایک قصبے کا والی بنایا تو اس نے منبر پر چڑھ کر کہا الحمد للہ پھر بلند آواز سے کہنے لگا اے لوگو دنیا سے ہوشیار رہو کیونکہ تم اسے اللہ کے اس ارشاد کی طرح پاؤ گے۔ (یہ کہہ کر شعر پڑھا)

وما الدنیا بباقیه لحی

وما حی علی الدنیا بباقی

اور دنیا کسی قبیلے کے لئے باقی نہیں اور نہ ہی کوئی قبیلہ دنیا میں باقی رہے گا یہ سن کر اس کا کاتب بولا اللہ امیر کو نیکی دے یہ تو شعر ہے تو اس نے کہا پھر فالدینا باقیته علی احمد صحیح لفظ ہے۔ کاتب نے کہا نہیں۔ وہ پھر بولا پھر قیبقی علیھا احد صحیح لفظ ہو گا۔ کاتب نے کہا نہیں تو اس نے کہا کہ پھر میں تجھے اب مجبور نہیں کرتا۔

ہمیں یہ حکایت پہنچی ہے کہ ایک عرب نے اپنے ولی کے کسی کام پر خطبہ دیا اور اپنے خطبہ میں کہا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے چھ مہینے میں آسمان اور زمین بنائے اسے کہا گیا کہ چھ دن میں بنائے۔ تو وہ کہنے لگا کہ واللہ! میں یہی کہنا چاہ رہا تھا مگر میں نے کم کہہ دیا۔

ہمیں ابو بکر النقاش [1] نے خبر دی کہا کہ منصور بن نعمان کے کاتب نے اسے بصرہ خط لکھا اور کہا کہ ہم نے ایک چور پکڑا ہے اور آپ کو اطلاع دیئے بغیر اس کا ہاتھ

---

[1] یہ محمد بن الحسن بن محمد بن زیاد ، ابو بکر النقاش ہیں۔ قرآن کے عالم اور مفسر تھے ان کی کئی تصانیف ہیں جن میں ان کی ایک تصنیف جو کہ تفسیر میں ہے مشہور ہے اس کا نام "شفاء الصدور" ہے۔ ان کا انتقال ۳۵۱ میں ہوا۔

کاٹنا مناسب نہیں سمجھتے کیونکہ وہ درزی ہے تو منصور نے اسے لکھا کہ اس کی ٹانگ کاٹ دو ہاتھ رہنے دو تو اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو اس کے خلاف حکم دیا ہے تو اس نے لکھا کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ کیونکہ حاضر وہ کچھ دیکھتا ہے جو غائب نہیں دیکھتا۔

منصور کے پاس ایک مویشی فروش، خچر لے کر آیا اور کہا اس کی اصل قیمت چالیس دینار ہے منصور نے کہا تم اس مرتبہ مجھ سے منافع لئے بغیر بیچ دو یہ کہہ کر آواز لگائے لڑکے! اس کو ڈیڑھ ہزار دینار دے دو۔

یہ منصور، احمد بن ابی حاتم کے پاس آیا وہ سری کھا رہا تھا اسے دیکھ کر احمد نے کہا آؤ ابو سھل! یہ کمینوں کے سر ہیں کھاؤ اس نے کہا اللہ برکت دے اور ہمیں اور آپ کو اھل جنت کے سر کھلائے۔

اسے مامون نے کہا کہ اسے منصور دجلہ بہت پھیل رہا ہے کوئی مشورہ دو تو اس نے کہا سوتے مزدوری پر لے کر ان سے کہو کہ وہ اس کا پانی نکال نکال کر راستے میں پھیلاتے رہیں (یعنی اس سے پانی کم ہو جائے گا) تو مامون نے اسے کہا تمہاری (فراست سے) میں حیران ہوں۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن خلف نے بیان کیا کہ ایک والی نے اپنے کاتب کو کہا کہ فلاں کو عریضہ لکھو اور سرزنش کرو کہ اے پاخانے! تو نے بہت خراب کام کیا ہے۔ اس کاتب نے کہا کہ خط و کتابت میں یہ انداز مناسب نہیں تو والی نے کہا سچ کہتے ہو چلو پاخانے کی جگہ کو زبان سے چاٹ لو (وہ کہنا چاہتا تھا کہ جہاں یہ لفظ لکھا ہے اسے تھوک سے مٹا دو)

مجھے امیر ابو بکر بن بدر نے خبر دی کہ ایک دن لوگوں نے حسین بن مخلد پر ہلہ بول دیا اور اپنا مال واپس مانگا تو اس نے کہا کہ میرے گھر میں مال موجود ہے میں لے آؤں گا اور میں تو سلطان کے ہاں بیوہ کی طرح ہوں اگر میرے اوپر والے حصہ میں کوئی چیز ڈالی جائے تو تم میرے نیچے سے اسے لے سکتے ہو اگر تم اتنا وقت صبر کرو کہ میں تمھارا مال تمہارے حوالے کر دوں ورنہ تمہاری مرضی۔

ہمیں ابو علی محمد بن حسن کاتب نے بیان کیا کہا کہ میں ابو الفضل ابن علان کا

کا کتب تھا اور وہ ارجان میں حاکم تھا اسے کہا گیا کہ ابو منذ النعمان بن عبداللہ فارس آرہے ہیں آپ ان سے کل ضرور ملئے اور اسے سودی کا بخار چڑھتا تھا اس نے کہا کہ میں یہ کیسے کر سکتا ہوں اور کل تو میرے بخار کا دن ہے اور میں کسی سے نہیں مل سکوں گا البتہ اس کا طریقہ ہو سکتا ہے کہ میں آج بیمار ہو جاؤں تو کل اس سے مل سکوں گا۔ اے لڑکے دواج لے آؤ تاکہ میں آج بخار میں مبتلا ہو سکوں۔ (یہ چاہتا تھا کہ اگر آج بیمار ہو گیا تو کل ٹھیک ہو جاؤں گا اور بخار کا دن اور پیچھے چلا جائے گا)

ہمیں مدائنی نے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی ثور والئی مدینہ تھا ایک مرتبہ اس نے خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ لوگو! اللہ سے ڈر اور توبہ کی امید چاہو کیونکہ صالح علیہ السلام کی قوم کو ایک اونٹنی کے بارے میں عذاب دیا گیا اس کی قیمت پانچ سو درھم تھی۔ لوگوں نے اس کے بعد سے اس کا نام مقوم الناقۃ (اونٹنی کی قیمت مقرر کرنے والا) رکھ دیا اس کو زبیر نے معزول کر دیا۔

مدائنی کہتے ہیں کہ مصر کے عامل حیان نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو لکھا کہ لوگ اسلام لا چکے ہیں لہذا اب جزیہ نہیں ملے گا تو عمر بن عبدالعزیزؒ اسے لکھا کہ اللہ جزیہ کو دور کرے اللہ تعالی نے محمد ﷺ کو ھادی بنا کر بھیجا تھا۔ جزیہ کا قاطع بنا کر نہیں بھیجا۔

ہمیں سلیمان بن حسن بن مخلد نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ میں شجاع [۱] بن قاسم کے پاس بیٹھا تھا وہاں کچھ لوگ فریاد کرنے آئے ہوئے تھے تو اس نے ان لوگوں سے کہا ابھی اس وقت اس پر غور نہیں ہوا امیر اس پر غور کرنے بیٹھیں گے اور وہ پہلے شخص ہیں جو اس طرح کر رہے ہیں تو تم ان کی طرف آئے ہو۔ شجاع مستعین [۲] باللہ کے پاس آیا اس کی قبا ایک طرف سے پھٹی ہوئی

[۱] یہ کاتب تھا عباسی خلافت میں مستعین باللہ کے عہد میں مقرر کیا گیا تھا یہ ساتھ ۲۴۹ھ میں قتل کیا گیا۔

[۲] یہ احمد بن محمد بن معتصم بن ھارون رشید ابو العباس امیر المومنین مستعین باللہ ہے جو عراق میں خلافت بنی عباس کا ایک خلیفہ تھا۔ ۲۱۹ھ میں پیدا ہوا اور منتصر بن متوکل کے بعد ۲۴۸ھ میں خلیفہ بنا اور ۲۵۲ھ میں یہ تھے خلافت سے علیحدہ ہو گیا اور اسی سال انتقال ہو گیا دیکھئے تاریخ یعقوبی صفحہ ۴۹۴ میں یہ خلافت سے علیحدہ ہو گیا اور اسی سال انتقال ہو گیا دیکھئے تاریخ یعقوبی صفحہ ۴۹۴ تا صفحہ ۴۹۹، ۲ فوات الوفیات صفحہ ۶۸، ۱۔

تھی تو مستعین نے اس سے پوچھا یہ کیسے پھٹ گئی۔ اس نے کہا میں ایک گلی سے گزر رہا تھا وہاں کتا تھا میں نے اس کی قمیص پر پاؤں رکھ دیا اس نے میری دم پھاڑ ڈالی یہ سن کر مستعین اپنی ہنسی پر قابو نہیں رکھ سکا۔

جریر بن مقفع سے وزیر کسریٰ کے حوالے سے مروی ہے کہ قباذ نامی احمق ایک باغ میں آیا اور اس نے ریحان پھول کو اس کے پودے میں ہی سونگھا اور کہا میں اسے اس پر رحم کرتے ہوئے نہیں توڑتا۔

ہمیں یہ حکایت پہنچی ہے کہ نصر بن مقبل نے جو رشید کی طرف سے رقہ کا عامل تھا حکم دیا کہ بکری کو حد کے طور پر کوڑے لگائے جائیں اسے کہا گیا کہ یہ تو جانور ہے اس نے کہا کہ حدود کسی سے معطل نہیں ہوتی اور اگر میں معطل کروں تو میں بدترین والی ہوں یہ خبر رشید کو بھی پہنچی اس نے نصر کو بلوا کر پوچھا کہ تم کون ہو۔ اس نے کہا بنو کلاب کا غلام یہ سن کر رشید خوب ہنسا اور کہا کہ حکم کے بارے میں آپ کی نظر کیا ہے۔ اس نے کہا کہ جانور اور انسان میں نزدیک حقوق میں برابر ہیں اگر حق کسی جانور پر واجب ہو جائے چاہے وہ میری ماں یا بہن ہی کیوں نہ ہو میں اس پر حد جاری کروں گا اور اللہ کے اس حق کے بارے میں ملامت کروں گی ملامت مجھے نہیں روک سکتی۔ تو رشید نے یہ حکم دیا کہ آئندہ اس سے کسی معاملے میں مدد نہ لی جائے۔

یہ اپنے ملک کے وزیر کے ساتھ ایک ھندی حکیم کے پاس آیا یہ وزیر تھوڑا سا کریک تھا اور حکیم سے پوچھا سب سے بڑا علم کون سا ہے۔ اس نے کہا کہ طب تو وزیر نے کہا کہ میں بھی بہت سی طب جانتا ہوں تو اس نے وزیر سے پوچھا اچھا تو بتاؤ کہ برسام (ذات الجنب) کی بیماری کی دوا کیا ہے۔ وزیر نے کہا اس کی دوا موت ہے یہاں تک کہ اس کے سینے کی حرارت کم ہو جائے پھر ٹھنڈی دواؤں سے اس کا علاج کیا جائے تاکہ زندگی واپس لوٹ آئے اس نے کہا مرنے کے بعد اسے زندہ کون کرے گا۔ اس نے کہا یہ دوسرا علم ہے جو علم نجوم کی کتابوں میں ملتا ہے مجھے سوائے باب حیات دیکھنے کے یہ علم حاصل کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ میں نے نجوم کی کتاب میں دیکھا تھا کہ زندگی انسان کے لئے موت سے بہتر ہے تو حکیم نے کہا اے وزیر صاحب مگر موت ہر حال میں جاھل کے لئے زندگی سے بہتر ہے۔

ابو حندف کے سامنے اس کے جانور لائے گئے اس نے ایک جانور کو کمزور اور ست دیکھا تو کہا جاؤ نانبائی کو بلاؤ اسے بلوایا گیا وہ آیا تو اس نے اسے منہ کے بل گرا لیا اور پچاس کوڑے مارے پھر پوچھا اس جانور کو کیا ہوا ہے۔ تو اس نے کہا کہ جناب میں تو نانبائی ہوں روٹیاں پکاتا ہوں مجھے جانوروں کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ اس نے کہا واللہ تم نانبائی ہو۔ پہلے کیوں نہیں بتایا۔ چلو کل میں سائیں کو ساٹھ کوڑے ماروں گا جو کہ بیس سے زائد ہیں۔ مگر وہ جانور خود ہی ٹھیک ہو گیا۔

ابوالحسن محمد بن ھلال الصابی [۱] سے مروی ہے کہ دیلم کے کچھ لوگ اپنی زمینوں کی طرف نکلے وہاں سے انھوں نے ایک چور پکڑا جو "عراقی" مشہور تھا یہ اسے وزیر ابو عبداللہ المھلبی [۲] کے پاس لے چلے۔ اس نے ابوالحسین احمد بن محمد القزوینی کو بلوایا یہ بغداد کی پولیس میں نگران تھا۔ اسے مہلبی نے کہا یہ یہ چالاک (عیار) عراقی چور ہے جسے پکڑنے سے تم عاجز ہو چکے تھے اسے لے جاؤ اور اپنے خط سے اس کی وصولی لکھو تو اس نے کہا وزیر صاحب کی بات سر آنکھوں پر مگر آپ تین بتا رہے ہیں اور یہ صرف ایک ہے تو میں تین آدمیوں کے پکڑے جانے کا کیسے لکھوں۔ وزیر نے کہا ارے بھائی یہ دو لفظ تو اس کی صفت ہیں تو اس نے یہ کہتے ہوئے لکھنا شروع کیا احمد بن محمد الکاتب میں نے وزیر کی موجودگی میں چالاک عراقی چور ان تین کو گرفتار کیا ہے جو سب ایک آدمی ہیں اور اپنے خط سے تاریخ کے ساتھ لکھا۔ وزیر بہت ہنسا اور اس نے نصرانی کو کہا کہ قزوینی نے اب تمھارے اس چور کے پکڑے

---

[۱] یہ محمد بن ھلال بن محسن بن ابراھیم الصابی ہیں۔ ابوالحسن کنیت ہے۔ مورخ ادیب تھے خلفاء اور بادشاہوں کے ہاں محترم تھے۔ اھل بغداد میں سے تھے ان کی کئی تصنیفات ہیں ان میں سے عیون التواریخ بھی ہے ابن قاضی شھبہ کہتے ہیں کہ اس نے بغداد میں ایک گھر بنایا تھا اور اس میں چار ہزار کتابیں مختلف فنون کی وقف کی تھیں۔ ۴۸۰ھ میں وفات ہوئی۔

[۲] صحیح نام ابو محمد حسن بن محمد بن عبداللہ بن ھارون وزیر مہلبی سے مشہور ہوا بڑے وزراء ادیب اور شاعروں میں سے تھا۔ معزالدولہ کے دیوان میں کاتب تھا پھر مطیع عباسی کے دور میں وزیر بنایا گیا اس نے ۳۴۵ھ قریب کیا خلعت پہنائی اور اسے وزیر کا لقب دیا۔ اس کے پاس وزارت خلیفہ اور وزارت سلطانیہ دونوں جمع ہوئیں دیکھئے خوات الوفیات (صفحہ ۱۳۱) الکامل فی التاریخ صفحہ ۴۹۹)۔

جانے کے مذہب کو صحیح کیا ہے۔

ایک کاتب نے کسی گلوکارہ کو کہا کہ یہ آواز (سوز وغیرہ) مجھے لکھوادے اس نے کہا کاتب تو تو ہے تو وہ کہنے لگا تو اس آواز کو اس کے سوز کے ساتھ لکھ سکتی ہے میں اچھی طرح نہیں لکھ سکوں گا۔

ابوالحسن بن ھلال الصابی کہتے ہیں کہ وزیر ذی العسادات ابوالفرج محمد بن جعفر [1] کے سامنے ایک مسافر تاجر نے ریشم کے تین پارچے پیش کئے یہ اس کے پاس کافی دن رہے اور پھر ایک دن وہ تاجر آیا اور اس نے وہ پارچے مانگے تو وزیر نے دوات کھولی اور ایک پارچہ پر موٹا موٹا لکھا یہ بیکار ہے۔ دوسرے پر لکھا کہ یہ پسند نہیں تیسرے پر لکھا یہ مہنگا ہے۔ اور یہ لکھ کر خادموں کو دیا کہ یہ اسے واپس کر دو۔ پھر یہ اس تاجر کو اس حال میں ملے کہ یہ اس کے کام کے نہیں رہے تھے۔

اور جب اس وزیر کا گھوڑا کوئی گڑبڑ کرتا تو یہ تادیباً اس کا چارہ بند کر دیتا جب سائیں چارہ کھلانے کی اجازت مانگتے تو کہتا کہ ہاں اسے کھلا دو مگر اسے یہ مت بتانا کہ مجھے معلوم ہے۔

ایک نصرانی نے عبداللہ بن بشار (عامل مدینہ) کے پاس آکر کہا کہ میں آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہونا چاہتا ہوں تو اس نے کہا رے ایسی ویسی عورت کے بچے تجھے امیر المومنین کے لشکر میں مجھ سے زیادہ کوئی بے وقوف نظر نہیں آیا تو چاہتا ہے قیامت کے دن حضرت عیسیٰ اور میری لڑائی ہو جائے۔

ایک والی نے منبر پر چڑھ کر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم لوگ میری عزت کرو گے تو میں بھی تمہاری عزت کروں اور اگر تم میری توہین کرو گے تو یہ میرے لئے میرے اس گوز (پاد) سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا یہ کہہ کر اس ایک زوردار گوز مارا۔

ایک بے وقوف والی برف بیچنے والے کے پاس سے گزرا اور اس سے کہا ذرا دکھاؤ اس نے ایک ٹکڑا توڑا اور اسے دیا اس نے اسے چکھا اور کہا کہ مجھے اس سے زیادہ

---

[1] یہ محمد بن جعفر بن محمد بن عباس ابوالفرج ہے اس کا لقب ذی سعادات تھا۔ یہ بغداد کے ادیب کاتبین میں سے تھا متوفی ۴۶۰ھ۔

ٹھنڈا چاہئے اس نے دوسری طرف سے توڑ کر اسے دیا اس نے کہا کیا قیمت ہے۔ برف والے نے کہا کہ پہلے والا ایک درھم کا ایک رطل، دوسرا ڈیڑھ درھم کا ایک رطل اس نے کہا دوسرے والا تول دے۔ ایک مرتبہ اس نے سڑک پر کیچڑ دیکھی اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں بادشاہ کی سواری آنے والی ہے اگر میں نے پھر یہ کیچڑ دیکھی تو اسے آگ میں پھینک دوں گا اور تمہیں کسی کی سفارش بچا نہ سکے گی۔ (اسے بجائے اسے کہنے کے تمہیں کہنا چاہئے تھا)

قبیصہ نے لوگوں سے خطاب کیا یہ اپنے باپ کا خراسان میں نائب تھا ایک مرتبہ اس کے باپ کا حکم نامہ آیا اس نے کہا کہ لوگو! یہ امیر کا حکم نامہ ہے اور امیر اس کے اھل ہیں کہ ان کی اطاعت کی جائے وہ میرے والد ہیں اور مجھ سے بڑے ہیں۔

ابو اسحاق صابی سے حکایت ہے کہ ایک مشہور بڑا عجمی کاتب جو ابو العباس ابن درستویہ [۱] کے نام سے معروف تھا۔ ابو الفرج محمد بن [۲] عباس کی مجلس میں حاضر ہوا وہ اپنے والد ابو الفضل کی تعزیت کے لئے بیٹھا تھا اس کی موت کی خبر اھواز سے پہنچی تھی۔ ابو الفرج کے گرد مملکت کے رئیس اور زعماء بیٹھے تھے یہ اپنے باپ کے بعد دیوان کا والی بن گیا تھا۔ جب ابن درستویہ اس کی مجلس میں بیٹھا تو اس نے روتے ہوئے کہا کہ یہ افواہ پر مبنی خبر ہے تو ابو الفرج نے کہا نہیں کئی خطوط آچکے ہیں کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ اس نے کہا ان سب کو چھوڑو یہ بتاؤ تمہارے اپنے والد کا لکھا کوئی خط آیا۔ تو ابو الفرج نے کہا کہ اگر ان کا لکھا ہوا خط آتا تو ہم یہاں تعزیت کے لئے کیوں بیٹھتے لوگ سب ہنسنے لگے۔

عبداللہ بن فضلویہ نے جو عامل تھا قرمیسین کا اپنی مجلس میں یہ شعر پڑھا مجلس اھل علم سے بھری ہوئی تھی۔

یوم القیامته یوم لادواء له الا الطلا والا اللهو و الطرب

---

[۱] یہ عبداللہ بن جعفر بن محمد بن درستویہ ابن المرزبان ابو محمد ہے اصلاً فارسی یہ بغداد میں ہی مشہور ہوا۔ اور وہیں وفات پائی۔ یہ اپنے دور میں لغت کا بڑا عالم تھا اس کی کئی کتابیں ہیں جن میں "الکتاب" اور نقص کتاب العین بھی ہیں۔

[۲] یہ محمد بن العباس الشیرازی ابو الفرج ہے اس کا مختصر تعارف پہلے گزر چکا ہے۔

قیامت کا دن وہ دن ہے جس کی کوئی دوا نہیں مگر صرف تیل کھیل اور لطیفے (یا مزہ) تو حاضرین میں سے کسی نے کہا یہ "قیامت" نہیں لفظ "حجامت" ہے تو اس نے کہا میں معذور ہوں مجھے نحو نہیں آتی۔

تیرھواں باب (۱۳)

مغفل قاضیوں کے بیان میں

ابن اعرابی سے منقول ہے کہ ابودلامہ [۱] نے ایک آدمی کو مقدمے کے سلسلے میں قاضی عافیہ کے سامنے پیش کیا اور یہ کہا۔

لقد خاصمتی غواه الرجال
وخاصمتهم سنته وافية
تحقیق مجھ سے گمراہ لوگوں نے لڑائی کی
اور میں نے بھی ان سے ایک پورا سال لڑائی کی
فما ادحض الله لی حجته
وماخیب الله لی قافية
تو اللہ نے میری دلیل کو باطل نہیں کیا
اور نہ ہی میرے قافیہ کو ناکام کیا
ضمن کنت من جوره خائفا
فلست اخافك یا کافیه

---

[۱] یہ زید بن جون الاسدی ہے ابودلامہ کنیت ہے باذوق شاعر تھا کوفہ میں پرورش ہوئی اور خلفاء بنی عباس سے میل جول رکھتا تھا اس کے بڑے واقعات ادبی کتب و تاریخ میں مذکور ہیں ۱۶۱ھ میں انتقال ہوا۔

جب میں اس کے ظلم سے نہیں ڈرتا
تو اے عافیہ تجھ سے کیا ڈروں گا

یہ سن کر قاضی عافیہ نے کہا میں امیر المومنین کے سامنے تیری شکایت کروں گا کہ تو نے میری ھجو کی ہے تو اس نے کہا کہ اگر تو شکایت کرے گا تو امیر تجھے معزول کردے گا۔ عافیہ نے کہا کیوں۔ تو اس نے کہا اس لئے کہ تو مدح اور ھجو کو نہیں جانتا۔ (اس لئے کہ شعر میں مذکور عافیہ سے مراد ابن زید القاضی ہے جسے معدی نے بغداد کا قاضی مقرر کیا تھا۔

ابن اعرابی" کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مسہر بیان کرتا ہے کہ قاضی ابو یوسف" نے مجھے جبل نامی جگہ کا قاضی بنایا تھا۔ مجھے اطلاع ملی کہ ھارون رشید بصرہ واپس آرہے ہیں تو میں نے اھل جبل سے کہا کہ امیر المومنین کے سامنے میری تعریف کرنا انھوں نے مجھ سے وعدہ کیا اور منتشر ہوگئے لیکن ان کے حالات دیکھ کر میں مایوس ہوگیا تو میں اپنی داڑھی کو کنگھی کی اور شہر سے باہر نکلا تو "حراقہ" کے قریب میری ھارون اور قاضی ابو یوسف" سے ملاقات ہوگئی میں نے کہا۔ امیر المومنین جبل کا قاضی بہت اچھا ہے اس نے ہمارے درمیان انصاف سے کام لیا ہے اور بہت اچھا کام کیا ہے اور میں اپنی تعریفیں کرنے لگا اتنے میں قاضی ابو یوسف نے مجھے پہچان لیا تو اپنا سر ھلایا اور ہنسے تو ھارون نے کہا کہ کیوں ہنس رہے ہو تو قاضی ابو یوسف" نے کہا کہ یہ قاضی خود اپنی تعریفیں کررہا ہے تو ھارون رشید بھی خوب ہنسا اور اپنے ہاتھ پاؤں پر مارنے لگا اور کہا کہ یہ بڑا نیچ اور بیہودہ بوڑھا ہے اسے معزول کردو تو انھوں نے مجھے معزول کردیا۔

علی بن ھشام سے مروی ہے کہ حجاج کی طرف سے بصرہ میں ایک قاضی مقرر تھا جس کو "ابو حمیر" (گدھے کا باپ) کہا جاتا تھا ایک مرتبہ یہ جمعہ پڑھنے کی غرض سے روانہ ہوا راستے میں اسے ایک عراقی ملا اس نے پوچھا کہاں چلے۔ ابو حمیر نے کہا کہ جمعہ پڑھنے۔ عراقی نے کہا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ حجاج نے آج جمعہ موخر کردیا ہے۔ تو یہ سن کر ابو حمیر واپس گھر آگیا دوسرے دن حجاج کے پاس حاضر ہوا تو حجاج نے پوچھا تم کل جمعہ میں ہمارے پاس کیوں نہیں آئے۔ اس نے جواب دیا

کہ میں تو آرہا تھا مگر مجھے راستے میں ایک عراقی نے کہا کہ آپ نے جمعہ موخر کردیا ہے تو میں واپس چلا گیا یہ سن کر حجاج بہت ہنسا اور اس نے کہا کہ ابو حمیر کیا تمہیں نہیں معلوم کہ جمعہ موخر نہیں ہو سکتا۔

مدائنی کہتے ہیں کہ حیان بن حسان نے فارس کے قاضی کو کرمان کا عامل مقرر کردیا اس نے خطاب کرتے ہوئے کہا اے اھل کرمان تم عثمان بن زیاد کو جانتے ہو وہ میرا چچا ہے میری والدہ کا بھائی ہے تو لوگوں نے کہا ایسے تو وہ تمہارا ماموں ہوا۔

ابن خلف اکہتے ہیں کہ قاضی (عبدان) کے چہرے پر مکھی آبیٹھی تو اس نے کہا کہ اللہ تمہاری وجہ سے بہت قبریں بنائے۔

ابن خلف [۱] کہتے ہیں کہ ایک راوی نے کہا کہ دو آدمی قاضی حران ابو العطوف کے پاس آئے اور ان میں سے ایک نے کہا اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کو نیکی دے اس شخص نے میرے مرغ کو ذبح کردیا ہے آپ میرا حق دلائیے۔ قاضی نے کہا کہ تم دونوں کوتوال کے پاس چلے جاؤ خون کے معاملات وہی دیکھتا ہے۔

ابو فضل ربعی کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ مامون نے حمص کے ایک شخص سے ان کے قاضی کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ ہمارا قاضی اولاً تو سمجھتا نہیں ہے اگر سمجھے تو غلطی کرتا ہے تو مامون نے کہا تیرا بیڑہ غرق یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس نے بتایا کہ ایک دن ایک آدمی نے آکر کسی پر چوبیس درھم کا دعوی کیا دوسرے نے قبول کرلیا تو قاضی نے کہا کہ اسے ادائیگی کرو اس نے کہا اللہ قاضی کو نیکی دے میرے پاس ایک گدھا ہے جس کے ذریعے میں چار درھم کماتا ہوں ایک درھم گدھے پر اور ایک درھم خود پر ....

خرچ کرتا میں نے پہلے اس کا حق جمع کرلیا تھا مگر یہ نہیں ملا تو میں نے خرچ

---

[۱] یہ محمد بن احمد بن عمر بن حسین بن حلف البغدادی القطیبی ہیں مورخ ہیں بغداد ہی میں پیدا ہوئے وہیں وفات ہوئی۔ موصل دمشق اور حران کا سفر کیا اور سماعت حدیث کی پھر بغداد لوٹ کر علامہ ابن جوزی" کے ساتھ رہے ان سے روایت کی اور ان کی بے شمار تصانیف و روایات ان کے سامنے پڑھیں۔ پانچ سفروں میں تاریخ جمع کی۔ اس کا نام رکھا۔ درہ الاکلیل فی تتمۃ التذییل اور یہ تاریخ اھل بغداد کی ہے۔ ۶۳۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ دیکھئے شذرات الذھب ۱۶۲ اور اس میں ان کا نام احمد بن محمد بن عمر لکھا ہے۔

کردیا اب میں اس کا چہرہ پہچانتا بھی نہیں ہوں ایک صورت ہے کہ قاضی اگر اسے قید کرلے تو میں اس کا حق جمع کر کے اس کا مال واپس کردوں تو ایسا ہی ہوا حقدار کو حق کی وصولی کی سزا میں قید کردیا گیا اور بارہ دن بعد اس نے اس کا حق ادا کیا تو اس کی جان چھوٹی۔ یہ سن کر مامون بہت ہنسا اور اس قاضی کو معزول کردیا۔

ابو بکر الھذلی سے مروی ہے کہ ثمامہ بن عبداللہ بن انس بصرہ کا بلال بن ابی بردہ سے پہلے قاضی تھا اور یہ مخلط تھا تو ایک عورت نے ثمامہ کی عدالت میں ایک شخص پر دعوی کیا کہ میں نے ایک چیز اس کے پاس امانت رکھوائی تھی مگر میرے پاس گواہ نہیں ہیں تو قاضی نے اس آدمی سے حلف اٹھوانا چاہا تو وہ بولی کہ یہ برا آدمی ہے قسم کھالے گا اور میرا حق ضائع ہو جائے گا لیکن تم اسحاق بن سوید [2] سے حلف اٹھواؤ وہ اس کا پڑوسی ہے تو قاضی صاحب نے اسحاق کو بلوا کر اس سے حلف اٹھوایا۔ (یعنی غیر شخص سے حلف اٹھوایا)

ابو الخیر خیاط نے اپنے ایک دوست سے حکایت نقل کی ہے کہ میں "تاھرت" نامی جگہ میں پہنچا وہاں ایک قاضی وہیں کا مقرر تھا وہاں ایک آدمی نے کوئی ایسا جرم کیا تھا جس کا ذکر نہ قرآن میں تھا نہ حدیث میں تو اس نے فقہاء کو بلولیا اور ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھا تو فقہاء نے کہا کہ معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے جو چاہیں کریں اس نے کہا کہ میں قرآن کو تین مرتبہ کھولتا بند کرتا ہوں پھر آخر میں جو حکم نکلے گا اسی پر عمل کروں گا اس نے ایسا کیا تو یہ آیت نکل آئی۔ "ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ لگادیں گے۔" (سورہ قلم آیت نمبر ۱۶) تو اس نے اس شخص کی ناک کاٹ دی اور اسے چلتا کیا۔

ہمیں یہ حکایت بھی پہنچی ہے کہ ایک آدمی کسی کو قاضی کے پاس لایا اور اس پر تیس دینار کا دعوی کیا اور ایک گواہ بھی پیش کیا قاضی نے فیصلہ دیا کہ اسے پندرہ

---

[1] یہ بلال بن ابی عامر بن ابی موسی الاشعری ہیں یہ بصرہ کے امیر اور قاضی تھے حدیث میں ثقہ ہیں مگر ان کے دور قضاء کی تعریف نہیں کی جاتی ۱۳۶ھ میں قید میں انتقال ہوا۔

[2] یہ اھل بصرہ کے فقید ہیں حضرت ابن عمرؓ اور دوسرے حضرات سے روایت کرتے ہیں متوفی ۱۳۱ھ۔

دینار دیئے جائیں حتی کہ دوسرا گواہ بھی لے آئے۔ ہمارے ساتھیوں میں سے ایک فقیہ نے یہ حکایت بیان کی کہ قاضی کے امینوں میں سے ایک امین میرے پاس آیا اور اس نے وراثت کا ایک مسئلہ پوچھا جس میں (سدس) چھٹے حصے کا ذکر تھا اس نے پوچھا کہ یہ سدس کیا ہوتا ہے۔ میں نے کہا دینار کے تین قیراط ہوتے ہیں اور ایک دانہ اور چھ حصوں میں سے ایک حصہ سدس کہلاتا ہے اس نے کہا یہ پوری بات لکھ کر دے دو۔ میں نے کہا واللہ لکھ کر نہیں دوں گا۔

چودھواں باب (۱۴)

مغفل کاتبوں اور دربانوں کا بیان

مجھے حماد بن اسحاق نے بیان کیا کہ سلیمان بن عبدالملک نے ابو بکر بن حزم کو لکھا کہ تمہارے ہاں جو مخنث ہیں انھیں شمار کرو تو کاتب نے غلطی سے "احص" (شمار کرو) کو حاء کے بجائے خاء سے (نقطہ لگا کر) لکھ دیا (اخص کا معنی ہے خصی کردو) لہذا خط پہنچنے پر ان سب کو خصی کر دیا گیا۔ ہمیں یہ حکایت ایک اور طریق سے بھی پہنچی ہے کہ وہ غیرت مند تھا اس لئے مخنثوں کو خصی کرا دیا تھا ایسی صورت میں یہ غلطی شمار نہیں ہوگی۔

حسین بن سمیدع انطاکی سے مروی ہے کہ ہمارے ہاں انطاکیہ میں حلب کے ایک صاحب، عامل مقرر تھے ان کا ایک احمق کاتب تھا۔ سمندر میں دو جنگی کشتیاں غرق ہو گئیں جو دشمنوں پر حملے میں استعمال ہوتی تھیں اس کی خبر دینے کے لئے حلب کے عامل کو عامل انطاکیہ نے اس کاتب سے خط لکھوایا کہ "شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے اما بعد! حضرت امیر کو (اللہ انہیں عزت عطا فرمائے) معلوم ہوا کہ ہماری دو جنگی شلندیاں یعنی کہ کشتیاں سمندر میں ڈوب گئی یعنی غرق ہو گئی ہیں بسبب شدت موجوں کے اور جو لوگ ان میں تھے وہ ہلاک ہو گئے یعنی ختم ہو گئے۔ اس کے جواب میں امیر حلب نے لکھا۔ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے آپ کا خط آیا یعنی کہ پہنچا اور ہم نے سمجھ لیا یعنی پڑھ لیا۔

اپنے کاتب کو ادب سکھاؤ یعنی اسے طمانچہ رسید کرو اور اسے بدل دو یعنی کہ اسے معزول کردو کیونکہ یہ مائق یعنی احمق ہے والسلام یعنی خط ختم ہوا۔ (امیر نے کاتب کے یعنی یعنی لکھنے پر تعریض کی)

عبداللہ بن محمد الصوری سے مروی ہے کہ میں نے کاتب سھل بن بشر کو دیکھا اور ایک کالا کوا گھر صحن کی دیوار پر بیٹھا کائیں کائیں کر رہا تھا تو اس نے چوکیدار کو بلوالیا اور اسے کہا کہ تو نے کوے کو یہاں کیوں آنے دیا۔ یہ یہاں بیٹھا چلا رہا ہے۔ چوکیدار نے جواب دیا کہ استاد جی میرا قصور نہیں اس لئے کہ میں دروازے پر مامور ہوں اور کوا دروازے سے آنے والا حیوان نہیں ہے کہ میری غلطی سمجھی جائے تو اب میں اسے چلانے سے کیسے منع کر سکتا ہوں۔ یہ سن کر کاتب نے حکم دیا کہ اس کی گدی ناپی جائے۔ اس کے بعد مسلسل اسے زبردست طمانچے (گدی پر) مارے جانے لگے حتی کہ میں نے سفارش کر کے اسے چھڑلیا۔

ابو علی التمیری سے مروی ہے کہ ہم نے شوال کا چاند دیکھا تو ہم سوار بن عبداللہ [۱] کے پاس آئے تاکہ شہادت دے سکیں تو اس کے دربان نے کہا تم پاگل ہوئے ہو ابھی تو امیر صاحب نے خضاب نہیں لگایا اور نہ ہی وہ تیار ہیں اور اگر ان کی نظر تم پر پڑ گئی تو وہ تمہیں دو سو کوڑے لگائیں گے۔ جاؤ بھاگ جاؤ۔ یہ سن کر ہم واپس ہو گئے اور لوگوں نے عید کے دن بھی روزہ رکھا۔

ابو بکر نقاش سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود القاضی سے پوچھا گیا کہ کیا تم ایک پاکدامن متقی احمق کی گواہی جائز سمجھتے ہو۔ اس نے کہا نہیں اور میں ابھی تم اس کا نمونہ دکھاتا ہوں یہ کہہ کر اس نے اپنے دربان ابوالورد کو جو احمق تھا بلوالیا جب وہ آیا تو اسے کہا کہ باہر نکل کر دیکھو کہ ہوا کیسی ہے۔ وہ باہر گیا اور واپس آکر کہا کہ شمال کی ہے جسے جنوب خراب کر رہا ہے۔ یہ سن کر قاضی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اس جیسے لوگوں کی گواہی جائز قرار دوں۔ ابو بکر نقاش کہتے ہیں کہ

---

[۱] یہ سوار بن سوار بن عبداللہ بن قوامہ ہے ابو عبداللہ العنبری کنیت ہے اھل بصرہ میں سے تھا اور قاضی تھا ۲۴۵ھ میں بغداد میں انتقال ہوا (تاریخ بغداد صفحہ ۲۱۰)

ابن قتیبہ نے بھی اس جیسی ایک روایت ذکر کی ہے۔

ابو احمد حارثی سے مروی ہے میں دیلم کے ایک کاتب سے ملتا جلتا رہتا تھا تو ایک مرتبہ میں نے اسے یوں قسم کھاتے سنا کہ "واللہ الذی لا الہ الا ھو" اور اس سے وہ طلاق اور عتاق مراد لے رہا تھا۔

ایک مرتبہ میری موجودگی میں اس نے قربانی کی یادداشت لکھی جسے وہ اپنے دوست کے گھر میں کرنا چاہتا تھا تو اس نے لکھا۔ قائد بیل ہے اس کی بیوی گائے ہے۔ اس کا بیٹا مینڈھا اس کی بیٹی بھیڑ ہے اور کاتب بکرا ہے۔ تو میں نے کہا میرے آقا روح الامین کیا میں آپ کو اس لقب سے یاد کر سکتا ہوں۔ وہ میری بات نہیں سمجھا یوں میری بچت ہو گئی۔

ایک مرتبہ اس نے اپنے دوست کو لکھا۔ میں یہ الفاظ آپ کی طرف لکھ رہا ہوں میرے آقا اور پالنے والے اور میں اپنی قمیص مراد لے رہا ہوں جو تمہارے گھر سے ہے جس میں میں رہتا ہوں اور تمہاری گدی سے جو مجھ سے لکھی ہوئی ہے خون پھوٹ پڑا ہے اور نہیں ہے اور تمہارے اس سر کا حق جسے میں پسند کرتا ہوں میرا غلام ہے تمہاری اس نیند سے جسے تم پیتے ہو۔ لہٰذا وہ میرے اس قاصد کے ہاتھ مجھے بھیج دو یہ قاصد با اعتماد ہے اور مجھ سے اور تم سے زیادہ ثقہ ہے۔

ابو احمد کہتے ہیں "دیلم" کے ایک رہنما سے مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میرا کاتب جانوروں زمین اور سامان خریدنے کے معاملات کا ماہر تھا مگر اس میں صرف ایک عیب تھا کہ وہ نہ لکھ سکتا تھا اور نہ ہی پڑھ سکتا تھا۔

عبداللہ بن ابراہیم موصلی سے مروی ہے حجاج کو اپنے ایک دوست کی مصیبت کی وجہ سے تکلیف ہوئی اور عبدالملک (خلیفہ) کا ایک شامی قاصد اس کے ہاں موجود تھا حجاج نے کہا کہ کاش کوئی شخص اشعار کے ذریعے مجھے تسلی دے تو اس شامی نے کہا میں کروں گا حجاج نے کہا کہہ تو اس نے کہا۔

"ہر دوست سے اس کا دوست جدا ہونے والا ہے یا مرے گا یا مارا جائے گا یا چھت پر سے گرے گا یا چھت اس پر آن پڑے گی یا کنوئیں میں گر جائے گا یا وہ کچھ ہو گا جو ہم نہیں جانتے۔ یہ سن کر حجاج نے کہا تو نے مجھے میری مصیبت سے زیادہ بڑی

مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے وہ یہ کہ امیر المومنین کا قاصد تجھ جیسا شخص ہے۔

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ قدامہ بن زید نے اپنے غلام کو "قطر بل" کی جانب بھیجا تاکہ اس کے لئے شراب اور سواری کو گدھا خرید لائے۔ غلام وہاں گیا اور اس نے شراب خریدی مگر جب قطر بل کے دروازے تک پہنچا تو اس کا سامنے حکومتی اہلکار سے ہو گیا اس نے اسے مارا اور جو اس کے پاس تھا چھین لیا اور اس کو قید کر دیا۔ یہ معاملہ جب قدامہ تک پہنچا تو اس نے اس کی طرف خط لکھا۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" میں اس کی رحمت سے خود آپ پر فدا کرتا ہوں بے شک قطر بن کے دو محکموں کے نگران میرے غلام پر حاوی ہو گئے ہیں اور اس کو پچاس رطل مارے ہیں شراب کے برتن کے سائز کے۔ اللہ آپ کو عزت عطا فرمائے انشاء اللہ آپ کی رائے گدھے کو چھوڑ دینے کے بارے میں ہو گی۔

ایک شخص نے طبیب کو لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو ہلاک ہوا اے یوحنا اور میں تجھ سے فائدہ اٹھاؤں میں نے پچاس جگہ دوائی کھائی ہے اور پیچش اور مروڑ میرے پیٹ آنکھوں اور سر کو کمزور کئے دے رہے ہیں تو میری قید کو خود سے موخر نہ کر تجھے عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ میں مر گیا ہوں اور تو میرے بغیر باقی رہے گا میں موفق طور سے کروں گا انشاء اللہ۔

حجاج بن ھرون کاتب نے حنین نصرانی کو اپنی بیماری بتائی تو اس نے حکم دیا کہ اس کا کھانا موخر کر دیا جائے اور رات کے آخری پہر اس کی بتائی ہوئی دوا استعمال کرائی جائے۔ تو حجاج نے اس کی طرف خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور میں اپنی نعمتوں کو تجھ پر نام کروں گا۔ میں نے دواء پی اور تھوڑا سا ٹکڑا بھی کھایا اور تو مروڑ کسی ابال کی طرح ہو گیا۔ تو آپ کا جو مشورہ میرے پیٹ کے لئے اس کے علاج کا ہو گا وہ میں کروں گا انشاء اللہ۔

ایک شخص نے اپنے دوست کو لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ مجھے تجھ پر فدا ہونے والا بنا دے اگر وہ بیماری نہ ہوتی جس کا نام مجھے یاد نہیں تو میں تیرے پاس آکر اپنا تعارف کراتا والسلام۔

متوکل نے محمد بن عبداللہ خط لکھ کر اس سے چیتا مانگا تو اس نے جواب لکھا

کہ اس مقام پر کامیاب ہو کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور اللہ درود بھیجے ہمارے آقا محمد ﷺ پر جو تو نے مانگا ہے اگر وہ میرے پاس ایک وانق وزن کے برابر بھی ہوتا تو میں تجھ پر فدا کر دیتا نہ کوئی چپتا ہے نہ اس کی مادہ میرے آقا آپ نہ سمجھیں کہ میں تھوڑی سی چیز پر بھی کنجوسی کر رہا ہوں۔

معاویہ بن مروان نے ولید بن عبد الملک کو لکھا کہ میں آپ کے لئے لال اور گرم ریشم بھیج رہا ہوں۔

ایک شخص نے بصرہ سے اپنے والد کو لکھا کہ "ابا جان میں نے آپ کی طرف لکھا کہ ہم ایسے ہی ہیں جیسے اللہ اپنی مدد اور قوت سے آپ کو خوش رکھتا ہے آپ کے بعد ہمارے ساتھ صرف خیر کا معاملہ ہوا ہے بس صرف امی چھوٹے بھائی، بہن، باندی، گدھے مرغے اور بکرے پر دیوار گر گئی تھی اور میرے علاوہ کوئی نہیں بچا۔

ابو کعب نے اپنے گھر پتہ کے ساتھ خط لکھا کہ یہ خط ابو کعب کی طرف سے ہے اس کا پتہ اس کے گھر والوں کو دیدیا جائے گا انشاء اللہ

ایک شاہزادے نے دوسرے شاہزادے کو لکھا اللہ تعالی اپنی رحمت سے تجھ میں مکاری ھبہ فرمائے اس اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کے رسول کے بحق میں تجھ اپنے دادا متوکل سے زیادہ محبت کرتا ہوں مجھے پتہ چلا ہے کہ تمہارے پاس بہت ہی زیادہ شراب حصہ کے طور پر آئی ہے اور میں اسے بہت ہی زیادہ پسند کرتا ہوں میری زندگی کی تجھ کو قسم ہے کہ تم مجھ کو ایک بڑا برتن بھر کر یا پانچ ڈبے یا چھ یا سات یا اس سے بھی زیادہ خوب بھرے ہوئے بھیجنا یا تین خماسی (پندرہ) اور میری بات رد نہیں کرنا ورنہ میں ناراض بھی ہو جاؤں گا۔ انشاء اللہ

پندرھواں باب (۱۵)

مغفل مؤذنین کا بیان

ابو بکر نقاش سے مروی ہے کہ ہمیں بتایا گیا کہ ایک اعرابی نے کسی مؤذن کو یہ کہتے سنا کہ اشھدان محمدا رسول اللہ رسول کے لام پر زبر پڑھا تو اس نے کہا تیرا ستیاناس یہ کیا کر رہا ہے۔

محمد بن خلف سے مروی ہے کہ ایک موذن کو کہا گیا کہ تمہاری آواز سنائی نہیں دیتی آواز کچھ بلند کر لو تو اس نے کہا میں اپنی آواز ایک میل سے نہیں سنتا۔

ایک شخص نے کہا کہ میں ایک موذن کو دیکھا کہ اس نے اذان دی اور فوراً دوڑا۔ میں نے کہا کہاں جا رہے ہو۔ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ میری آواز کہاں تک جاتی ہے۔

ایک موذن نے اذان دی اسے کہا گیا کہ تمہاری آواز بہت اچھی ہے کہنے لگا۔ بچپن میں میری ماں مجھے بلادہ (کند ذہنی) کھلاتی تھی۔ (وہ بلادر (دواہے) کہنا چاہتا تھا)

شریح بن یزید سے مروی ہے کہ سعید بن سنان ھدی جامع مسجد حمص میں موذن تھا یہ نیک اور بوڑھا شخص تھا رمضان میں سحری کے لئے جگاتے ہوئے کہتا کہ لوگو! اپنی ہانڈیاں تیار کر لو اور جلدی سے کھالو اس سے پہلے کہ میں اذان دوں اور اللہ تمہارے چہرے کالے کر دے اور تم جھلس جاؤ۔

سولھواں باب (۱۶)

مغفل پیش اماموں کا بیان

ابو العیناء سے مروی ہے کہ مدنی امام کے پیچھے کھڑا تھا امام کو ناپاکی وغیرہ کچھ یاد آگیا تو اس نے نماز توڑ کر مدنی کو امامت کیلئے آگے کر دیا وہ کافی دیر کھڑا رہا جب لوگ تنگ ہو گئے تو انھوں نے سبحان اللہ کہا مگر وہ پھر بھی نہ ہلا تو کسی نے آگے بڑھ کر اسے ہٹا دیا اور دوسرے کو آگے کیا بعد میں اس کو برا بھلا کہنے لگے تو مدنی نے کہا میں تو یہ سمجھا تھا کہ وہ مجھے یہ کہہ کر گیا ہے کہ جب تک میں نہ آجاؤں میری جگہ کی حفاظت کرنا۔

محمد بن خلف سے مروی ہے کہ ایک شخص کا کسی امام کے پاس سے گزر ہوا وہ پڑھ رہا تھا۔ الم غلبت الترك" جب فارغ ہوئے تو میں نے کہا امام صاحب! قرآن میں تو غلبت الروم ہے تو اس نے کہا کہ یہ سب میرے دشمن ہیں اور مجھے ان میں سے کسی کا ذکر کرنے کی کوئی پرواہ نہیں۔

مندل بن علی [1] سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ امام اعمش صبح کی نماز پڑھنے گھر سے نکل کر بنی اسد کی مسجد آئے وہاں نماز شروع ہو چکی تھی یہ نماز میں شامل

---

[1] یہ مندل بن علی العنزی ہیں (ایک قول کے مطابق ان کا نام عمرو اور لقب مبذل آیا ہے) کنیت ابو عبداللہ رجال حدیث میں سے ہیں ان کی روایات کی تصحیح میں اختلاف ہے ان کی ایک کتاب "الحدیث" ہے ۱۶۷ھ میں وفات ہوئی۔ دیکھئے الذریعہ صفحہ ۳۶۸ تہذیب التہذیب صفحہ ۲۹۸۔

ہوئے تو امام نے پہلی رکعت میں سورہ بقرہ اور دوسری میں آل عمران پڑھ ڈالی جب اس نے سلام پھیرا تو تو امام اعمش نے اسے کہا تجھے اللہ کا خوف نہیں ہے کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث نہیں سنی کہ "جو لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے اس لئے کہ اس کے پیچھے بڑے بوڑھے اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔" تو امام نے کہا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ "یہ (نماز) خاشعین پر بڑی ہے۔" تو یہ سن کر امام اعمش بولے کہ میں خاشعین کا نمائندہ ہوں کہ تم نے مشکل نماز پڑھائی ہے۔

مدائنی سے مروی ہے کہ ایک امام نے ولاالظالین کو ظاء کے ساتھ پڑھا تو پیچھے سے ایک شخص نے اسے لات ماری تو امام نے کہا آہ ضہری ہائے میری کمر (اور ظاء سے ظہری کے بجائے ضاد سے ضہری کہا) تو اس شخص نے کہا اب ایسے ویسے انسان! اپنی ضہر سے ضاد اٹھا کر طالین میں لگادو تو عافیت رہے گی۔ اس لقمہ دینے والے شخص کی لمبی داڑھی تھی۔

جاحظ کہتے ہیں کہ ابوالعنبس [1] نے مجھے بیان کیا کہ ایک لمبی داڑھی والا احمق شخص ہمارا پڑوسی تھا اور وہ محلہ کی مسجد میں رہتا اس کی دیکھ بھال کرتا اذان دیتا اور نماز بھی پڑھاتا تھا اسے لمبی لمبی سورتیں یاد تھیں اور وہی نمازوں میں بھی پڑھتا تھا۔ ایک دن عشاء کی نماز میں لمبی سورتیں پڑھیں۔

تو لوگوں نے تنگ ہو کر اسے کہا کہ ہماری مسجد چھوڑ دو ہم دوسرا امام رکھ لیں گے تم نماز میں لمبی پڑھاتے ہو اور پیچھے کمزور اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔ اس نے کہا آج کے بعد لمبی نماز نہیں پڑھاؤں گا۔ تو لوگوں نے اسے چھوڑ دیا دوسرے دن اس نے سورہ فاتحہ پڑھی اور کافی دیر خاموش رہا پھر چیخ کر بولا۔ سورہ عبس کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ اس بات کا جواب کسی نے نہیں دیا۔ سوائے ایک لمبی داڑھی والے بوڑھے نے جو اس سے بھی کم عقل تھا کہا ہاں یہ ٹھیک ہے اسے پڑھو۔

ایک امام نے پڑھا وعدنا موسی ثلثین لیلته واتممنا ھا بعشر فتم میقات ابه

---

[1] یہ محمد بن اسحاق بن ابراہیم الصبری، ابوالعنبس ہیں، کوفہ کے رہنے والے، ادیب، ظریف اور ہجوگو شاعر تھے علم نجوم کی معرفت بھی حاصل تھی متوکل کے ہمنشین اور عباسی خلفاء کے معتمد تھے ان کی تصانیف میں سے الرد علی المنجمین ہے متوفی ۲۷۵ھ تاریخ بغداد صفحہ ۲۳۸۔

خمسین لیلتہ (قرآن میں اربعین ہے) تو ایک آدمی نے اسے کھینچا اور کہا تو صحیح نہیں پڑھتا اور نہ ہی تجھے صحیح حساب آتا ہے (ثلثین (تیس) اور عشر (دس) ملا کر چالیس بنتے ہیں اور اس نے خمسین (پچاس) پڑھا اسلئے اسی شخص نے حساب کی غلطی بھی شمار کر لی)

ایک امام نے نماز پڑھائی تو اس نے سورہ فاتحہ کے بعد سورہ یوسف شروع کر دی تو لوگ نمازیں توڑ کر واپس جانے لگے جب اسے لوگوں کے جانے کا احساس ہوا تو اس نے سبحان اللہ کہہ کر زور سے کہا قل ھو اللہ احد تو لوگ واپس آگئے اور اس کے ساتھ نماز پڑھی۔

ایک امام نے سورہ اذا الشمس کورت پڑھی جب وہ یہاں پہنچا فائن تذھبون تو اٹک گیا وہ برابر دہراتا رہا یہاں تک کہ طلوع شمس قریب ہو گیا۔ پیچھے ایک شخص کے پاس چمڑے کے موزے تھے اس نے امام کے سر پر مار کر کہا۔ میں تو جا رہا ہوں مگر مجھے نہیں پتہ کہ یہ لوگ کہاں جائیں گے۔ (فائن تذھبون کا معنی ہے تو تم کہاں جا رہے ہو۔)

سترھواں باب (۱۷)

بے وقوف دیہاتیوں کا بیان

ابو عثمان المازنی [۱] سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی اپنے رشتہ داروں سے ملنے آیا انھوں نے اس کو قمیص بنانے کے لئے کپڑا ھدیہ کیا وہ اسے لے کر درزی کے پاس آیا تو درزی نے اس کا ناپ لے کر اسے پھاڑا۔ دیہاتی نے کہا کہ تو نے میرا کپڑا کیوں پھاڑا درزی نے جواب دیا کہ پھاڑے بغیر کپڑے کی سلائی نہیں ہوتی۔ دیہاتی کے پاس صنوبر کی لکڑی کا موٹا ڈنڈا تھا اس نے اس ڈنڈے سے درزی کا سر پھاڑ ڈالا درزی کپڑا پھینک کر بھاگ گیا تو دیہاتی یہ شعر پڑھتے ہوئے اس کے پیچھے دوڑا۔

ما ان رایت ولا سمعت بمثله
فیما مضی من سالف الاحقاب
من فعل علیج جئته لیتحیط لی
خوبا فخر فقه کفعل مصاب
فعلوته بهر اوه کانت معی
فسعی وادبر هاربا للباب
ایشق ثوبی ثم یقعد آمنا

---

[۱] یہ بکر بن محمد بن حبیب بن بقیہ، ابو عثمان المازنی ہیں نحو کے امام ہیں ان کی کئی تصانیف ہیں جن میں سے العروض بھی ہے۔ ۲۴۹ھ میں وفات ہوئی۔

کلا و منزل سورہ الاحزاب

ترجمہ: میں نے نہ دیکھا اور نہ ہی گزشتہ زمانوں میں سنا اس جنگلی گدھے کا کام۔ میں اس کے پاس آیا کہ وہ میرے لئے کپڑا سیئے تو اس نے پہنچنے والے کام کی طرح اسے پھاڑ دیا تو میں نے ڈنڈے سے اس کی مرمت کی جو میرے پاس تھا تو وہ پیٹھ پھیر کر دروازے کی طرف دوڑتا ہوا بھاگا۔ کیا وہ میرے کپڑے پھاڑ کر چین سے بیٹھ جاتا۔ ہرگز نہیں سورہ احزاب نازل کرنے والے کی قسم!

اصمعی کہتے ہیں کہ میں ایک دیہاتی کے پاس سے گزرا وہ نماز پڑھ رہا تھا تو میں بھی نماز میں شامل ہو گیا تو اس نے پڑھا۔ (والشمس وضحا والقمر اذتلاها کلمته منتها هالن یدخل النار ولن یراها رجل نهی ا لنفس عن هواها) تو میں نے کہا یہ قرآن کے الفاظ نہیں ہیں تو اس نے کہا کہ تو مجھے کچھ سکھاؤ تو میں نے اسے سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص یاد کرائی پھر میں کچھ دن بعد یہاں سے گزرا تو وہ صرف سورہ فاتحہ ہی پڑھ رہا تھا میں نے کہا کہ دوسری سورت کو کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ وہ میں نے اپنے چچا زاد بھائی کو ھبہ کر دی اور معزز شخص ھبہ میں رجوع نہیں کرتا۔

اصمعی ہی سے مروی ہے کہ میں ایک گاؤں میں تھا وہاں ایک دیہاتی نماز پڑھانے آیا اس نے کہا اللہ اکبر۔ سبح اسم ربك الاعلى الذی اخرج المرعی اخوج منها تیسا احوی ینز وعلی المعزی) پھر دوسری رکعت میں پڑھا وثب الذئب علی الشاه الوسطی وسوف یا خذها تاره اخری (اوپر کا خط کشیدہ، اور یہ آیت نہیں بلکہ عام کلام ہے) پھر آخر میں پڑھا الیس ذلك بقدر علی ان یحیی الموتی (سورہ الاعلیٰ)

(ترجمہ: کیا اللہ قادر نہیں کہ وہ مردوں کو زندہ کر دے) پھر اس نے پڑھا الا بلی الا بلی (ارے کیوں نہیں ارے کیوں نہیں)" اس کے بعد جب نماز سے فارغ ہوا تو دعا مانگی کہنے لگا اے اللہ میں نے تیرے لئے اپنی پیشانی خاک آلود کی اور اپنا ہاتھ تیری طرف پھیلایا ہے اب بتا کیا دے گا؟

اصمعی ہی سے مروی ہے کہ میں نے ایک دیہاتی کو دیکھا کہ وہ اپنی ماں کو مار رہا ہے میں نے کہا ارے بھائی اپنی ماں کو مار رہے ہو۔ کہنے لگا چپ کر میں چاہتا ہوں کہ اس کی پرورش میرے ادب پر ہو جائے۔

انہی سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی حج کرنے گیا اور سب لوگوں سے پہلے ہی مکہ میں داخل ہوا اور کعبہ کے غلاف سے چمٹ گیا اور کہنے لگا یا اللہ اس سے پہلے کہ لوگوں کا ازدحام ہو جائے تو میری مغفرت کر دے۔

ابو الزناد[۱] سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی مدینے آیا اور وہاں آ کر اہل فقہ کی مجلس میں بیٹھا پھر اس کو چھوڑ کر اصحاب نحو کی مجلس میں بیٹھا وہ کہہ رہے تھے کہ یہ نکرہ ہے یہ معرفہ ہے تو اس نے کہا اے اللہ کے دشمنو! اے زندیقو (یہ کیا کہہ رہے ہو)

علاء بن سعید سے مروی ہے کہ بنوطے کی ایک عورت اور ایک مرد دھوپ میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے عورت نے کہا واللہ اگر یہ قافلہ کوچ کر جائے تو میں اس کی بچی کھچی چیزیں اور ان کا اون جمع کر کے اس کی صفائی کر کے دھو کے اس کا سوت کاتوں گی اور اسے بازار میں بیچ کر اس سے ایک جوان اونٹنی خریدوں گی پھر اپنے قبیلہ کے ساتھ جب وہ سفر کریں گے سفر کروں گی تو شوہر نے کہا کیا تو سمجھتی ہے کہ تو مجھے اب چھوڑ جائے گی اور حالانکہ تیرا بیٹا عراء میں ہے۔ اس نے کہا ہاں بالکل، تو مرد نے نہیں ہرگز نہیں اور ان دونوں میں تکرار ہوتی رہی حتی کہ مرد نے اٹھ کر اسے پیٹنا شروع کر دیا اتنے میں عورت کی ماں بھی آ گئی وہ چیخنے لگی اے فلاں قبیلہ والو! کیا قبیلہ کے سامنے میری بیٹی پٹتی رہے گی؟ اور رزق تو اللہ دیتا ہے۔ قبیلے والے بھی آ گئے انھوں نے پوچھا کیا بات ہوئی ہے۔ انھوں نے بتایا تو قبیلہ والوں نے کہا تمہاری ہلاکت ہو ابھی قافلہ نے کوچ بھی نہیں کیا اور تم پہلے ہی لڑنے لگے۔

اصمعی سے مروی ہے کہ قریش کی ایک قوم اپنی زمینیں دیکھنے نکلی اور ان

---

[۱] یہ عبداللہ بن ذکوان قریشی مدنی میں بڑے محدث ہیں۔ مصعب زبیری کہتے ہیں کہ یہ اہل مدینہ کے فقیہ تھے اور بڑے کاتب اور ریاضی دان تھے۔ لیث کہتے ہیں کہ میں ابو الزناد کو اس حال میں دیکھا کہ اس کے پیچھے تین سو طلبہ فقہ علم شعر اور صرف پڑھنے والے موجود تھے۔ متوفی ۱۳۱ھ۔

کے ساتھ ایک شخص بنو غفار کا بھی ہو لیا اچانک سخت آندھی چلی کہ یہ لوگ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے پھر یہ سب بچ گئے تو پھر ہر ایک نے اپنا ایک ایک غلام آزاد کیا یہ دیہاتی کہنے لگا، اے اللہ! میرا تو کوئی غلام نہیں جسے آزاد کروں لھذا تیری رضا کے لئے اپنی بیوی کو تین طلاق دے کر آزاد کرتا ہوں۔

ایک دیہاتی سنار کے کارخانے میں کام کر رہا تھا اس سے کچھ نہیں بنا تو وہ یہ شعر پڑھنے لگا۔

یارب قدرنی حماسی وفی طلاب الرزق بالتماس صفراء تجلو کسل النعاس

اے رب میری مشکل میں اور میرے رزق کو ڈھونڈا میں کچھ پیلا مقعد کر دے جو کہ میر نیند کی تھکن کو دور کر دے (اس کی مراد پیلے سے سونا تھی)

تھوڑی دیر بعد اسے ایک پیلے بچھو نے ڈنک مارا اس کے درد سے یہ پوری رات جاگتا رہا اور کہنے لگا اے میرے رب میرا ہی گناہ ہے جو میں نے تجھے اپنی مراد نہیں بتائی۔ اے اللہ تمام تعریفیں اور شکر تیرے لئے ہے حمد و شکر تیرے لئے ہے اسے کسی نے کہا تو کیا کر رہا ہے کیا تو نے ارشاد باری نہیں سنا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں زیادہ دوں گا۔ یہ سنکر وہ خوف کے مارے اچھل پڑا اور کہنے لگا۔ نہیں تیرا شکر نہیں شکر نہیں۔

ایک دیہاتی سے کہا گیا کہ کیا تو نے کچھ قرآن پڑھا ہے۔ تو اس نے سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص سنائی اور خوب اچھی طرح پڑھی۔ پھر اس سے پوچھا گیا ان دو سورتوں کے سوا بھی کچھ آتا ہے۔ اس نے کہا ایسی چیز جس سے تجھے خوش کر سکوں تو وہ تو یاد نہیں۔

اصمعی کہتے ہیں کہ میں ایک دیہاتی کو سردی میں بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا وہ یہ کہہ رہا تھا۔

اے اللہ میں تجھے اپنا عذر پیش کرتا ہوں کہ میں بغیر وضو بیٹھ کر اور اشارے سے قبلہ رخ ہو کر کیوں نماز پڑھ رہا ہوں اے میرے رب ٹھنڈا پانی استعمال کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں اور میری ٹانگوں میں گھٹنوں کو بل دینے کی طاقت نہیں۔ لیکن میں نے بڑی مشکل سے اسے ادا کیا ہے اور میں اسے صحیح ادا کر کے دکھاؤں گا اگر میں

گرمی میں زندہ رہااور اس وقت اگر نہ کروں تو تجھے اختیار ہے کہ مجھے گنجا کردے یا میری داڑھی نوچ لے۔

ایک دیہاتی کو لومڑی نے کاٹ لیا تو یہ دم کرنے والے کے پاس آیا اس نے پوچھا کس جانور نے کاٹا ہے۔ اسے شرم آئی کہ لومڑی کا نام لے تو کہہ دیا کہ کتے نے کاٹا ہے اس نے دم پڑھنا شروع کیا تو اس نے کہا کہ اس میں تھوڑا سا لومڑی والا دم بھی ملا لینا۔

ایک دیہاتی نے کسی کو کہا کہ ہماری ایسی کھجوریں ہیں اگر تم اسے منہ میں رکھو تو اس کی مٹھاس ٹخنے تک محسوس ہو گی۔

ایک امام نے تلاوت کی "انا ارسلنا نوحا الی قومه (سورہ نوح)(ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا) پھر اٹک گیا تو وہ اسے بار بار دہرا تا رہا تو پیچھے سے ایک دیہاتی نے کہا کہ "اگر نوح نہیں جارہا تو کسی اور کو بھیج دے اور ہماری جان چھڑا۔

ایک دیہاتی کہہ رہا تھا اے اللہ! مجھ اکیلے کی مغفرت کردے کسی نے کہا تو نے عمومی لفظ کیوں نہیں کہا کہ دعا سب کو شامل ہو جائے تو اس نے کہا میں اپنے رب پر زیادہ بوجھ ڈالنا پسند نہیں کرتا۔

ایک دیہاتی نے اپنی والدہ کو مکہ بلوایا۔ اسے کسی نے کہا اپنے والد کو کیوں نہیں بلوا رہا۔ اس نے کہا وہ مرد ہے وہ کسی نہ کسی طرح آ ہی جائے گا۔

منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد ؒ نے ایک اعرابی کو دیکھا کہ وہ پھٹے پرانے پہنے ہوئے کعبہ کو تک رہا ہے اور کچھ بھی نہیں کر رہا۔ پھر وہ کعبہ کے غلاف سے چھٹ گیا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگا۔

اما تستحی منی وقد قمت شاخصا
انا جیك یاربی وانت علیم
فان تکنی یارب خفا وفروه
اصلی صلاتی دائما واصوم
وان تکن الاخری علی حال ماری
فمن ذاعلی ترك الصلاه بلوم

اترزق اولاد العلوج وقد طغوا
وتترك شیخا والداہ تمیم

ترجمہ: کیا تو مجھ سے حیا نہیں کرتا اور میں کھڑا تک رہا ہوں۔ میرے رب تجھ سے سر گوشی کر رہا ہوں حالانکہ تو باخبر ہے اگر تو مجھے موزے اور صدری (جیکٹ) پہنادے تو میں ہمیشہ نماز پڑھوں گا اور روزے رکھوں گا اور اگر دوسری بات ہو جو حال میں دیکھ رہا ہوں تو کون ترک صلوٰۃ پر ملامت کرے گا۔ کیا تو جنگلی گدھوں کی اولاد کو عطا کرتا ہے جو سرکشی کر رہے ہیں اور اس بوڑھے کو چھوڑ بیٹھا ہے جس کے والدین تمیم کے ہیں۔

تو محمد بن علی نے اسے بلا کر صدری، عمامہ اور دس ہزار درھم اور سواری کے لئے ایک گھوڑا دیا۔ جب دوسرا سال آیا تو وہ حج کرنے آیا اور اس نے خوبصورت کپڑے پہنے تھے اور اچھے حال میں تھا کسی دیہاتی نے پوچھا کہ میں نے تجھے پچھلے سال برے حال میں دیکھا تھا اور اب تو بہت خوبصورت اور اچھے حال میں ہے کہنے لگا کہ میں نے اللہ سے اچھے طریقے سے خفگی کا اظہار کیا تھا تو اس نے مجھے غنی کر دیا۔

ایک بے وقوف کا گدھا بیمار ہو گیا اس نے نذر مانی کہ اگر یہ تندرست ہو گیا تو میں دس روزے رکھوں گا۔ گدھا تندرست ہو گیا تو اس نے دس روزے رکھے اور جس دن دسواں روزہ مکمل ہوا اس دن گدھا مر گیا تو یہ کہنے لگا کہ اے رب تو نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے لیکن ٹھیک ہے ابھی رمضان آنے والا ہے میں بھی اس کے بدلے میں تیرے دس دن کے روزے نہیں رکھوں گا۔

ایک دیہاتی نے جس کا نام مجرم تھا ایک امام کے پیچھے پہلی صف میں نماز پڑھی امام نے سورہ مرسلات تلاوت کی جب اس نے پڑھا الم نهلك الاولین (آیت نمبر ۱۶) (کیا ہم نے پہلے والوں کو ہلاک نہیں کیا) تو یہ دیہاتی آخری صف میں پہنچ گیا، پھر امام نے پڑھا۔ ثم نتبعهم الاخرین (آیت نمبر ۱۷) پھر ہم آخر والوں ان کے بعد (ہلاک کریں گے) تو وہ درمیانی صف میں کھڑا ہو گیا پھر امام نے پڑھا كذلك تفعل بالمجرمین (آیت نمبر ۱۸) اس طرح ہم مجرموں کے ساتھ کرتے ہیں) تو وہ یہ کہتے

ہوئے الٹے پاؤں بھاگا کہ میرا خیال ہے مطلوب میں ہی ہوں۔

ایک دیہاتی نے کسی امام کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی اسے بہت جلدی تھی کہیں جانا تھا مگر امام نے سورہ بقرہ شروع کر دی تو دیر ہو گئی اور پہنچنے کا وقت نکل گیا۔ دوسرے دن یہ جلدی جلدی مسجد پہنچ گیا تو امام نے سورہ الفیل (الم ترکیف) پڑھنا شروع کی تو اس نے نماز توڑ دی اور یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا کہ کل تو نے گائے (بقرہ) سورت پڑھی تھی تو آدھے دن میں فارغ ہوا تھا اب ہاتھی (الفیل) سورت پڑھ رہا ہے تو شاید آدھی رات کو فارغ ہو گا۔

ایک دیہاتی نماز پڑھ رہا تھا تو لوگوں نے اس کی تعریف شروع کر دی اور اس کی نیکی بیان کرنے لگے تو اس نے نماز توڑ کر کہا کہ آج میرا روزہ بھی ہے۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ رات کی نماز کے بارے میں مذاکرہ کر رہے تھے وہاں ایک دیہاتی بھی بیٹھا تھا لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تو رات کو اٹھتا ہے۔ (مراد تھی کہ نماز تہجد پڑھتا ہے) اس نے کہا ہاں! لوگوں نے پوچھا تو کیا کرتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اٹھ کر پیشاب کرتا ہوں واپس آکر سو جاتا ہوں۔

اسحاق موصلی کہتے ہیں کہ نزار اور یمن کے کچھ لوگ جاہلیت کے بتوں کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے تو ایک زدی شخص نے کہا کہ میرے پاس وہ پتھر موجود ہے جس کی میری قوم عبادت کرتی تھی تو لوگوں نے کہا کہ تم اس پتھر سے کیا امید رکھتے ہو۔ (یعنی کیوں رکھا ہوا ہے) تو اس نے جواب دیا "مجھے کیا پتہ کہ کیا ہو جائے۔

ابو عمر زاھد نے روایت کی ہے کہ ایک دیہاتی نے کہا کہ "اے اللہ! مجھے میرے باپ کے جیسی موت دینا۔ کسی نے پوچھا تیرا باپ کیسے مرا تھا۔ اس نے کہا کہ اس نے پھل کھائے شراب پی اور دھوپ میں سو گیا تو اللہ کے پاس پہنچ گیا تو وہ پیٹ بھرا ہوا تر و تازہ اور دھوپ سینکتا ہوا مرا۔..

اٹھارواں باب (۱۸)

ہوشیار بننے والے بے وقوفوں کا بیان

جنھوں نے اپنی گفتگو میں فصاحت اور ادب دکھانے کی کوشش کی

ابوزید انصاری [۱] سے مروی ہے کہ میں بغداد میں تھا جب میں نے وہاں سے واپس آنے کا سوچا تو میں نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ کرائے کی سواری کا انتظام کرو تو اس نے ساربانوں کو آواز لگائی۔ یامعشر الملاحون (ہونا چاہئے یا معشر الملاحین) تو میں نے کہا تیرا ستیاناس یہ کیا کہہ رہا ہے۔ اس نے کہا مجھے نصب سے محبت ہے۔

ابو طاہر سے مروی ہے کہ ابو صفوان خالد [۲] حمام میں داخل ہوئے وہاں ایک اور شخص اپنے بیٹے کے ساتھ موجود تھا تو اس نے خالد کو اپنی فصاحت جتلانے کی کوشش کی اور کہا میرے بچے اپنے ہاتھوں اور پیروں سے شروع کرو (تو اس عربی میں ابد ابیداك رجلاك کہا حالانکہ بیدیک ورجلیک کہنا چاہئے تھا) پھر خالد کی طرف

---

[۱] سعید بن اوس بن ثابت الانصاری ہیں جو ادب اور لغتہ کے امام ہیں۔ ابن الانباری کہتے ہیں کہ جب سیبویہ کہتے کہ میں نے ثقہ کو یہ کہتے سنا تو ثقہ سے مراد ابوزید ہوتے ان کی کئی تصانیف ہیں جن میں سے النوادر مشہور ہے متوفی ۲۱۵ھ

[۲] یہ خالد بن صفوان بن عبداللہ بن عمرو بن الاھتم التمیمی ہیں عرب کے مشہور فصحاء میں سے ہیں اور ان کی گفتگو کی فصاحت مشہور ہے یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اور ھشام بن عبدالملک کے ہمنشین رہے اور ان کے ساتھ ان کے قصے بھی مشہور ہیں۔ ۱۳۳ھ کے قریب انتقال ہوا۔

متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے ابو صفوان اس کلام کے اہل لوگ ختم ہو گئے۔ تو خالد نے کہا کہ اس کلام کے اللہ تعالیٰ نے کبھی اہل ہی نہیں بنائے۔

ابو العسیناء [۱] سے عطوی شاعر [۲] کے حوالے سے مروی ہے کہ وہ ایک قریب المرگ شخص کے ہاں (بصرے میں) آیا اور اس کو کہا اے فلاں کہہ لا الہ اللہ (پیش کے ساتھ) یا کہہ لا الہ الا اللہ (زبر کے ساتھ) دونوں طریقے سے امام سیبویہ کے ہاں جائز ہے ابو العسینا نے اس شخص پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ تم نے کسی بے وقوف عورت کے بیٹے کو دیکھا ہے جو قریب الموت آدمی کو نحویوں کے اقوال سنا رہا ہو۔

عبداللہ بن صالح العجلی سے مروی ہے کہ مجھے ابو زید نحوی نے خبر دی کہ ایک شخص حسن کو کہا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس کے مرنے کے بعد اس کے باپ اور بھائی زندہ ہوں۔ (تو اس نے عربی میں یوں کہا اجل ترك ابیه واخیه) تو حسن نے کہا ترك اباه واخاه کہو اس شخص نے اپنے بات جاری رکھتے ہوئے کہا فسالا باه و اخاه (اس کے والد اور بھائی کا کتنا حصہ ہے۔) تو حسن نے کہا فمالا بیلواخیه کہو وہ شخص تنگ کر حسن سے کہنے لگا عجیب بات ہے میں جب آپ سے بات کرتا ہوں آپ مجھ سے لڑ رہے ہیں (غلطی نکال رہے ہیں)

شعیب بن حرب [۳] کے بھتیجے سے مروی ہے کہ میں نے اپنے بھتیجے عمیر الکاتب کو یہ کہتے سنا وہ کسی سے تعزیت کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ آجر کم اللہ (اللہ

---

[۱] یہ محمد بن قاسم بن خلاد بن یاسر ھاشمی (ولاء) ہیں ادیب اور فصیح اچھے شعر گو تھے کتابت اور ترسل میں ملاحت رکھتے تھے اب نوادر اور لطائف سے مشہور ہوئے بلوغ کے بعد ان کی نظر ختم ہو گئی تھی تقریباً سال اس حال میں رہے متوکل نے کہا کہ اگر یہ نابینا نہ ہوتے تو میں ان کو اپنا ہم نشین بنا لیتا۔ متوفی ۱۸۹ھ

[۲] یہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی عطیہ عبدالرحمٰن عطوی ہے عباسی خلفاء کا شاعر تھا معتزلی تھا متوکل کے دور میں مشہور ہوا یہ ماہر متکلمین میں شمار ہوتا ہے ۲۵۰ھ میں بصرہ میں انتقال ہوا۔

[۳] یہ شعیب بن حرب بن بسام الموئی ہیں ابو صالح بغدادی سے مشہور ہیں زاھد تھے عالم حدیث تھے جزوی کہتے ہیں کہ نیک دیندار اور ثقہ ہیں امام احمد کہتے ہیں انھوں نے خود پر تقوی سوار کر لیا تھا۔ متوفی ۱۹۷ھ

تمہیں اجر دے) اگر چاہو تو اجر کم اللہ یہ دونوں الفاظ میں نے فراء سے سنے ہیں۔

سلمہ [۱] سے مروی ہے کہ مھدی کے ہاں ایک مؤدب تھا جو رشید کو ادب سکھاتا تھا ایک دن مھدی نے اسے بلوایا وہ مسواک کر رہا تھا مھدی نے کہا کہ مسواک کے بارے میں آپ حکم کن الفاظ سے دیں گے (وہ ادب دیکھنا چاہتا تھا) اس نے کہا "استک امیر المومنین" (امیر المومنین دانت صاف کیجئے) مھدی نے انا للہ پڑھی اور کہا اس سے سمجھدار آدمی تلاش کرو لوگوں نے کہا کہ ایک شخص ہے اسے علی بن حمزہ الکسائی کہا جاتا ہے اھل کوفہ میں سے ہے قریب کے گاؤں سے آیا ہے اسے بلوایا گیا تو اس سے پوچھا کہ اے علی آپ مسواک کا حکم کیسے دیں گے۔ انھوں نے کہا مسواک کیجئے امیر المومنین (سک امیر المومنین) تو اس نے کہا آپ نے صحیح اور خوبصورت الفاظ استعمال کئے ہیں اور یہ کہہ کر دس ہزار درھم انھیں عطا کئے۔

ہمیں ولید سے ایک روایت پہنچی ہے کہ اس نے ایک شخص سے پوچھا" ماشانك "تمہارا کیا مسئلہ ہے۔ (وہ شان سمجھا) اس نے کہا بلند مرتبہ شیخ ہوں۔ تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے اسے کہا کہ امیر المومنین کا مقصد ہے تمہارا مسئلہ کیا ہے۔ اس نے کہا میرے داماد نے مجھ پر ظلم کیا ہے ولید نے پوچھا کہ تیرا داماد کون ہے؟ اس دیہاتی نے سر جھکا کر کہا کہ امیر المومنین کے پوچھنے کا اب کیا مطلب ہے تو عمر بن عبد العزیز نے اسے کہا امیر کی مراد ہے تمہارا داماد کون ہے۔ اس نے ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے کہا "یہ ہے"۔

ابو معمر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ کوفہ پر ایک ھاشمی امیر [۲] مقرر تھا وہ بہت غلط بیان کرتا تھا ایک مرتبہ اس نے اپنے پڑوسیوں کے گھر خریدے تاکہ انھیں اپنے گھر میں شامل کرلے پھر اس کے پڑوسی جمع ہو کر اس کے پاس آئے اور کہا کہ سردی بہت ہے گرمی تک مہلت دے دیں تاکہ ہم منتقل ہو سکیں تو اس نے کہا

---

[۲] یہ یحیی بن زیاد عن عبد اللہ الدیلمی المعروف بالفراء ہیں۔ کوفیین کے امام اور نحو لغت اور فنون ادب کے بڑے عالم تھے۔ ثعلب کہتے ہیں کہ اگر فراء نہ ہوتے لغت نہ ہوتی۔ لغت کے ساتھ فقیہ اور متکلم اور واقعات عرب کے بھی ماہر تھے نجوم اور طب سے بھی واقف تھے ان کی مشہور تصانیف میں "المقصور والممدود" "المذکر والمونث" ہیں متوفی ۲۱۰ھ

[۱] یہ ابو محمد سلمہ بن عاصم النحوی ہیں۔ کوفہ میں عربیت کے عالم تھے۔ ۳۱۰ھ میں انتقال ہوا۔

لسنا بخار جیکم ہم تمہارے خارج نہیں ہیں۔ (خارج بول و براز اور گوز کے استعمال ہوتا ہے) حالانکہ کہنا چاہئے تھا لم بمخر جیکم نکالنے والے نہیں ہیں۔

میمون بن ھارون سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنے دوست کو کہا کہ فلاں شخص نے اپنے گدھے کا کیا کیا اس نے کہا بیچ دیا (اور کہا باعہ) تو اس شخص نے کہا باعتہ کہو دوست بولا کہ تو نے بحمارہ کیوں کہا اس نے کہا باء جر (زیر) دیتی ہے اس نے کہا تیری باء جر دیتی ہے تو میری باء رفع (پیش) دیتی ہے۔

ابو عبد اللہ احمد بن فتن مروی ہے کہ مجھے میرے ایک پڑوسی نے بلوایا اور مجھے ساتھ لے کر سبزی فروش کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے دو دانق کی گاجر دے دو تو میں نے کہا سبحان اللہ یہ کیا حرکت ہے۔ اس نے کہا میں تمہیں ساتھ اس لئے لایا ہوں کہ یہ مجھ سے ڈرے۔

ابن علقمہ نحوی کے پاس اس کا بھتیجا آیا تو اس نے پوچھا بھتیجے تمہارے والد کیا کر رہے ہیں۔ اس نے کہا مر گئے۔ ابن علقمہ نے کہا بیماری کیا تھی۔ اس نے کہا ورمت قدمیہ (پاؤں پر ورم تھا) ابن علقمہ نے کہا "ورمت قدماہ" کہو پھر بھتیجے نے کہا فارتفع الورم الی رکبتاہ (پھر ورم گھٹنے تک پہنچ گیا تھا) طوی نے کہا الی کتبہ کہو بھتیجا تنگ کر بولا رہنے دو چچا تمہاری یہ نحو مجھ پر میرے باپ کی موت سے زیادہ سخت ہے۔

سعید بن احمد سے مروی ہے کہ مجھے محمد بن احمد بن خصیب نے بلوایا تو ہم لوگ وہاں پہنچ گئے اس نے اپنے ایک چھوٹے بیٹے کو کہا کہ "اخدم عماك اپنے چچا کی خدمت کرو تو بیٹے نے کہا "احذم عمی" صحیح لفظ ہے تو لوگ اس کو کہنے لگے کہ امیر کہہ رہے ہیں کہ "احدم عمک" کہ اپنے چچا کی خدمت کر اور تو غلطی کر رہا ہے۔ تو میں نے کہا میں آپ پر قربان آپ اتنے فصیح اللسان ہیں تو آپ کے بیٹے کی زبان کس نے خراب کر دی کہا یہ اس کی ماں کی طرف سے ہے۔ (حالانکہ زبان خود کی بھی خراب تھی)

ایک نحوی سبزی والے کے پاس رکا اور اس سے پوچھا کہ یہ بینگن ایک قیراط کے کتنے ملیں گے اس نے کہا خمسین (پچاس) نحوی نے کہا خمسون کہو پھر سبزی والے نے کہا چلو ستین (ساٹھ) نحوی نے کہا ستون کہو اس طرح سو تک جا پہنچا (نحوی غلطی

نکالتا رہا وہ بینگنوں کی تعداد بڑھاتا رہا) سبزی والے نے کہا تو کوئی سو سے بھی زیادہ لینا چاہتا ہے بہر حال میں اتنے تو نہیں دوں گا۔

یہ نحوی کسی اھل ادب سے ملا اور اس نے اس کے بھائی کا پوچھا مگر غلطی کے خوف سے یوں کہا "اخاک اخوک اخیك ھاھنا"۔ دوسرے نے بھی مزے لیتے ہوئے کہا لالی۔ لو ھوما حضر (نہیں وہ آیا ہی نہیں)

میں نے اپنے شیخ ابو بکر محمد بن عبد الباقی البزار [1] کو یہ کہتے سنا کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو کہا کہ میں نحو تو سیکھ گیا ہوں مگر میرے یہ فرق سمجھ میں نہیں آیا کہ لوگ کہتے ہیں "ابو فلان" "ابا فلان ابی فلان" دوسرے نے کہا یہ تو نحو میں سب سے آسان چیز ہے ابا فلان بڑی قدر و منزلت والے کو کہا جاتا ہے ابو فلان درمیانے قسم کے لوگوں کو کہا جاتا ہے اور ابی فلان نیچ اور رذیل قسم کے لوگوں کو کہا جاتا ہے۔

اصمعی سے عیسی بن عمر [2] کے حوالے سے مروی ہے کہ ہمارے ہاں ایک شخص بہت غلط بولتا تھا ایک مرتبہ اس سے کسی نے کہا کہ کہاں سے آرہے ہو اس نے کہا من عنداھلونا (من عنداھلنا کہنا چاہئے تھا) یعنی اپنے گھر والوں کے پاس سے تو دوسرا شخص بڑا متعجب ہوا اور حسد کی سی کیفیت میں بولا کہ یہ فصاحت کہاں سے لی۔ اس نے کہا قرآن کی اس آیات سے شغلتنا اموالنا واھلونا (سورہ فتح آیت نمبر ۱۱)

ابو القاسم حسن سے مروی ہے کہ ایک شخص نے لکھا کہ میں طیس سے لکھ

---

[1] یہ محمد بن عبد الباقی بن محمد الانصاری الکعبی ہیں کنیت ابو بکر قاضی مارستان سے معروف ہوئے علم وراثت اور ریاضی کے ماہر تھے اور دوسرے علوم کی تحصیل واشاعت میں بھی شریک رہے ابن السمعانی کہتے ہیں کہ یہ حسن کلام میٹھی گفتگو اور مزیدار محاورے بولنے والے شخص تھے اور میں نے ان سے زیادہ جامع العلوم شخص نہیں دیکھا۔ بغداد میں سن ۴۴۲ھ میں پیدا ہوئے۔ کئی برس مکہ میں رہے ڈیڑھ سال روم میں قید رہے۔ ۵۳۵ھ میں انتقال ہوا۔ (دیکھئے شذرات الذھب صفحہ ۱۰۸)

[2] یہ ابو سلیمان عیسی بن عمر ثقفی ہیں۔ اپنے دور میں لغت کے امام تھے خلیل سیبویہ اور ابن العلاء کے استاد ہیں اور نحو کی ترتیب و تہذیب کرنے والے پہلے شخص ہیں غریب الفاظ استعمال زیادہ کرتے تھے۔ متوفی ۱۴۹ھ

رہاہوں مراد اس کی تھی "طوس" شہر ہے۔ (اس نے لکھا کتب من طیس) اسے کہا گیا من طوس کے بجائے من طیس کیوں لکھا۔ اس نے کہا کہ من جرف جار ہے اس نے جر (زیر) دیا ہے۔ کسی نے اسے جواب دیا کہ "من" ایک حرف کو جر دینا ہے نہ کہ ایسے شہر کو جس کے پانچ سو گاؤں ہیں۔

ابوالفضل بن المہدی کہتے ہیں کہ مجھے ابو محمد الازری [۱] نے کہا کہ "علم کے شغل پر مواظبت لکھنا یہ مردوں کو زینت دیتا ہے۔" ایک دن میں ابو سعید سیرافی [۲] کے حلقہ میں بیٹھا تھا کہ وہاں عبد الملک کا بیٹا تو جامع منصور میں خطیب تھا۔ آیا۔ اس نے کالی پگڑی تلوار نیام میں رکھی ہوئی تھی لوگ کھڑے ہوئے اور اس کی بڑی تکریم کی جب وہ بیٹھ گیا تو اس نے کہا کہ میں نے اس علم (نحو) کا کچھ حصہ حاصل کیا ہے اور زیادہ حاصل کرنا چاہتا ہوں بتاؤ کہ سیبویہ اچھا ہے یا ایک فصیح۔ یہ سن کر شیخ مجلس سمیت سب لوگ ہنسنے لگے اور شیخ نے کہا کہ میرے آقا یہ تو بتایئے کہ مجبرہ اسم ہے فعل ہے یا حرف۔ تو وہ چپ ہو گیا پھر جب وہ جانے کے لئے اٹھا تو اس کی تعظیم کے لئے کوئی کھڑا نہ ہوا۔

فصل...... عوام سے نحوی گفتگو کرنے والوں کا بیان

بعض نحویوں نے عوام سے نحوی اعراب کے ساتھ گفتگو کی جو کہ بے وقوفی کے زمرے میں آتی ہے اگرچہ درست ہے۔ کیونکہ مخاطب سے وہ بات کرتا "جسے وہ سمجھ سکتے" ضروری ہے۔

ابن عقیل [۳] کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابوالقاسم [۴] سمر بن برھان اسدی

---

[۱] یہ عبید اللہ بن محمد بن جعفر الازدی نحوی ہیں ان کی کتاب "الاختلاف" ہے ۳۴۸ھ میں وفات ہوئی۔ [۲] ابو سعید یہ احسن بن عبد اللہ السیرافی ہیں نحوی اور عالم الادب ہیں معتزلی تھے اور صرف اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے ان کی کئی تصانیف میں جن میں اخبار النحو یسین البصر یسین بھی ہے ۳۶۸ھ میں وفات ہوئی۔

[۳] یہ ابوالوفاء علی بن عقیل بن محمد بغدادی ہیں ابن عقیل سے مشہور ہوئے حنابلہ اور عراق کے اپنے وقت کے شیخ تھے۔ ان کی کئی تصانیف ہیں جن میں سے کتاب الفنون چار سو جلدوں پر مشتمل ہے۔ امام ذھبیؒ کہتے ہیں کہ دنیا میں اس سے بڑی کتاب نہیں لکھی گئی۔ متوفی ۵۱۱ھ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اپنے شاگردوں سے یہ کہا کرتے تھے کہ عوام سے نحوی گفتگو کرنے سے باز رہو کیونکہ یہ خواص کے درمیان کے غلطی کے مترادف ہے۔ ابن عقیل کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جاہلوں کے سامنے تحقیقی بات کرنا فضول ہے اور علم کا ضائع کرنا جائز نہیں۔ اسی لئے مروی ہے کہ "لوگوں سے وہ بات کرو جو وہ سمجھ سکیں کیا تم پسند کرو گے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھو۔" رسول اللہ ﷺ نے تو ابو عمیر نامی بچے کو ارشاد فرمایا تھا۔ اے ابو عمیر تمہاری چڑیا کہاں گئی؟ اسی طرح آنحضرت ﷺ ننھے حسن اور حسین کے ساتھ کھیلا کرتے تھے (یعنی ان بچوں کی سمجھ کے مطابق بات اور کام سرانجام دیئے) اور بعض معلمین حماقت سے اس لئے منسوب کئے گئے کہ وہ بچوں سے تحقیقی کلام کیا کرتے تھے۔

اصمعی فرماتے ہیں کہ یحیی بن معمر[1] خراسان کا قاضی تھا اس کے پاس ایک مرد اور اس کی بیوی قضیہ لے کر آئے تو اس نے مرد سے مخاطب ہو کر کہا دیکھو یہ تم سے اپنا حق بضعہ اور تجھ سے نکاح کا حق ہی تو مانگتی اور اگر یہ چاہے تو تم اس کا حق باطل کر دو یا تھوڑا بہت دے دو مگر اس بہت ہی ثقیل اور غامض الفاظ استعمال کئے کہا۔ رايت ان سالتك حق شكرها وشبرك ان شات تطلها و تضهلها تو وہ شخص اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ اٹھو یہ قاضی نجانے کیا کہہ رہا ہے مجھے نہیں پتہ۔ چلو واپس چلو۔ (یہاں شکر، فرج کے معنی میں شبر ک نکاح تطلھا باطل کرنے اور تضھلھا تھوڑا بہت حق ادا کرنے کے معنی میں ہے)

اسی طرح کے مشکل الفاظ عیسی بن عمر نے یوسف بن عمر کو پٹائی کرتے ہوئے استعمال کئے۔ ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ اس طرح کرنا قبیح ہے کیونکہ ادب تو بڑا نرم

(گذشتہ سے پیوستہ)[4] یہ عبدالواحد بن علی ابن برھان اسدی عکبری ہیں کنیت ابوالقاسم یا ابوالقسام ہے لغت، نحو، نسب اور ایام عرب کے عالم تھے۔ ابن ماکولا کہتے ہیں کہ ان کی وفات سے بغداد سے عربیت کا علم جاتا رہا۔ ۴۵۶ھ میں وفات ہوئی۔

[1] صحیح لفظ یعمر ہے۔ یہ ابو سلیمان یحیی بن یعمر الوشقی عدوانی ہیں تو تابعی علماء میں سے تھے حدیث، فقہ اور لغات عرب کے ماہر ان کی لغت میں غرابت اور غموض ہوتا تھا اور زبردست فصیح تھے عربیت محضہ میں گفتگو پر قادر تھے مرو میں قاضی بنے پھر معزول کئے گئے ۱۲۹ھ میں وفات ہوئی۔

ونازک ہوتا ہے۔

ایک نحوی بیت الخلاء کے گڑھے میں گر گیا (وہ بہت گہرا تھا) وہاں موجود خاکروب نے اس سے چلا کر پوچھا تم زندہ ہو اس نے کہا کہ میرے لئے کوئی مضبوط سیڑھی لاؤ اور احتیاط سے اسے پکڑ کر اتارو میری کوئی پرواہ نہیں۔ (اس نے بہت مشکل الفاظ کہے ابغ لی سلما وثیقا و امسکه امسا کا رفیقا ولا باس علی) تو خاکروب نے کہا اگر میں کسی بیکار شخص کو گرانا چاہوں تو اس سیڑھی کو گرادوں گا اور تو حلق تک پاخانے میں جاپڑے گا۔

ایک نحوی خربوزے والے کے پاس کھڑا ہو کر پوچھنے لگا وہ خربوزہ کتنے کا ہے اور یہ ایک کتنے کا ہے (الفاظ مشکل تھے بکم تلك وذانك الفارده) تو خربوزے والے نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا معاف کرو میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جو گنجے کا علاج کر سکے۔

ایک نحوی شیشہ گر کے پاس آیا اور کہا کہ یہ دو قیمے جن میں ہرے دو نقطے ہیں کتنے کے ہیں تو کہا۔ بکم هاتان القنتیان اللتان فیهما نکتتان خضر اوتان۔ تو شیشہ گر بولا۔ مدهاتتن فبای الا ربکما تکذبن۔

ابوزید نحوی سے مروی ہے کہ میں ایک قصاب کے پاس آیا وہاں موٹا گوشت لٹکا ہوا تھا میں نے پوچھا کہ یہ (پیٹ کے) گوشت کے ٹکڑے کتنے کے ہیں۔ بکم البطنان۔ اس نے جواب دیا بدرھمان باثقیلان اے مشکل بولنے والے دو درھم کے ہیں۔

احمد بن محمد الجوھری کہتے ہیں کہ میں ابوزید نحوی کو یہ کہتے سنا کہ میں قصاب کی دکان پر گیا وہاں اس نے دو موٹے موٹے پیٹ نکال کر لٹکائے میں نے پوچھا بکم ا لبطنان۔ اس نے جواب دیا بمصعفان یا مضرتان اے مضرت (تکلیف) والے یہ دو تھپڑوں کے ہیں۔ تو میں وہاں سے بھاگ نکلا کہ مبادا کہیں لوگ نہ سن لیں ورنہ بہت ہنسیں گے۔

کہتے ہیں کہ ہمیں ابوحمزہ مودب نے بیان کیا کہ ہمیں احمد بن محمد قزوینی شاعر نے بیان کیا کہ میں کوفہ میں مویشی بازار گیا وہاں ایک مویشی فروش کے پاس بیٹھ

گیا اور کہا کہ ”میرے لئے ایک ایسا گدھا لاؤ جو نہ تو حقارت کی حد تک چھوٹا ہو اور نہ شہرت کی حد تک بڑا ہو اگر اس کو چارہ کم کھلاؤں تو صبر کرے اور زیادہ کھلاؤں تو شکر کرے کسی آفت کے نیچے نہ آئے اور میری سواری کے وقت مزاحمت نہ کرے۔ جب راستہ خالی ہو تو دوڑے جب بھیڑ بھاڑ ہو تو آرام سے چلے۔ یہ سن کر تھوڑی دیر مویشی فروش قزوینی کو دیکھتا رہا پھر کہنے لگا جب اللہ قاضی صاحب کو مسخ کر کے گدھا بنا دے گا تو میں وہ آپ کے لئے خرید لاؤں گا۔

ہمیں ہمارے ایک دوست نے بتایا کہ میں نے ایک فروٹ والے سے کہا کہ تمہارے پاس کچھ کھجوریں ہیں جو تم بھاؤ کے کر کے بیچو۔ اس نے کہا قرعہ ڈال کر بیچنے والی ہیں۔

اسحاق بن محمد کوفی سے مروی ہے کہ ابو علقمہ طبیب عمر کے پاس آیا اس نے مشکل الفاظ میں کہا کہ اکلت و علجا فاصا بنی فی بطنی سجح“ تو طبیب نے کہا غلوص اور خلوص لیلو۔ ابو علقمہ نے کہا کہ وہ کیا چیز ہے۔ طبیب نے کہا جو تم نے ابھی کہا وہ کیا کہا تھا۔ وہ الفاظ کہو جو میں سمجھ سکوں تو ابو علقمہ نے بتایا کہ میں نے تھال میں مکھن کھایا تو میرے پیٹ میں گیس ہو گئی ہے تو طبیب نے کہا کہ پودینہ کھاؤ ٹھیک ہو جاؤ گے۔

ابو علقمہ نحوی طبیب امین کے پاس آیا اور اسے بتانا چاہا کہ میں آج خوب گوشت کھایا اور بسیار خوری سے کام لیا ہے تو معدے سے لے کر حلق تک درد ہے اور مسلسل ہو رہا ہے اور لگتا ہے کہ وہ میری رگوں میں بھی داخل ہو رہا ہے کوئی دوا ہے۔ تو کہا” امتع الله بك انی اکلت من لحوم هذه الجزازم فطئست طسائه فاصا بنی وجع فی الوالبته الی ذات العنق فلم یزل یربو وینمو حتی خالط الحلب والشر اشیف فهل عندك دواء طبیب نے کہا (حرقف (سرین کی ہڈی) سلقف زهرق (ہنسی) اور زقزق (سیٹ) کو لید کے پانی سے دھو کر وہ پانی پیو) خذحرقفا سلقفا زهزقاز قزقا واغسله بماء روث واشربه تو ابو علقمہ نے کہا میں آپ کی بات نہیں سمجھا تو طبیب نے کہا جس طرح تو نے مجھے اپنی بات سمجھائی ہے اسی طرح میں نے تمہیں سمجھائی ہے۔ (یعنی ابو علقمہ کے مشکل الفاظ طبیب نہیں سمجھا)

ہمیں ابو عثمان نے ابو حمزہ المودب کے حوالے سے یہ واقعہ سنایا کہ ابو علقمہ نحوی کوفہ میں مٹکے والے کے پاس آیا اور اسے کہا کیا تمہارے پاس ایسا مٹکا مل سکتا ہے جو نہ ٹوٹے نہ اس میں سوراخ ہو اور نہ ہی اس کے اطراف تنگ ہوں اور کشادہ ہرا بھرا آنکھوں کو خیرہ کرنے والا ہو جس کی گھڑونچی پردہ ہلکا رہے اپنے بنانے والے کو تھکا دیا ہو اور آگ نے اسے اپنی زبان سے چھوا ہو اگر میں اسے بجاؤں تو وہ ٹن ٹن بولے اور اگر ہوا اسے چھو کر گزرے تو وہ گنگنائے۔ مٹکے والے نے اپنا سر اٹھا کر اسے دیکھا اور بولا۔ النطلس بكور الجروان احر و جكي والد قس باني والطبر لري شك لك بك پھر چلا کر بولا اے لڑکے جمع کر اور سب کو صحیح کر اور پھر والی کے پاس جا۔ اے لوگو! جس مصیبت (ابو علقمہ) میں آج ہم پھنسے ہیں ایسی کوئی مصیبت ہے پھر اس نے ثعلب [1] کا یہ شعر پڑھا۔

ان شئت ان تصبح بين الورى مابين شتام و مغتاب

فكن عبو ساحين تلقاهم وكلم الناس باعراب

اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے جہان بھر کے لوگوں میں گالیاں دی جائیں اور تیری غیبت کی جائے تو تو جب ان سے ملے ناک بھوں چڑھالے اور لوگوں سے اعراب (نحو) کے ساتھ گفتگو کر۔

---

[1] یہ ابو العباس احمد بن یحیی بن زید بن سیار شیبانی (ولاگ) ہے ثعلب سے مشہور ہوا کوفہ میں نحو اور لغت کے امام تھے محدث بھی تھے شعر بھی کہتے تھے ثقہ اور حجت تھے ان کی تصانیف میں سے مجالس ثعلب مشہور ہے۔ (۲۹۱ھ میں وفات ہوئی۔

انیسواں باب (۱۹)

بے وقوفوں کے شعر کہنے کا بیان

مبرد[1]، سے مروی ہے کہ جاحظ کہتے ہیں کہ مجھے ایک احمق نے یہ شعر سنایا۔

ان داء الحب سقم
لیس یھنیہ القرار
ونجا من کان لایعشق من تلك المخازی

ترجمہ: محبت کی بیماری ایک ایسا مرض کہ مریض کو قرار نہیں آتا اور جو عشق نہیں کرتا وہ رسوائی سے بچ گیا۔

جاحظ کہتے ہیں تو میں نے کہا کہ اس میں پہلا قافیہ راء کا ہے دوسرا زاء اور یاء کا ہے اس نے کہا کہ نقطے سے فرق نہیں پڑتا۔ تو میں نے کہا کہ یہاں قافیہ مرفوع ہے دوسرا مکسور ہے اس نے کہا کہ میں نقطے لگانا چاہ رہا تھا یہ اعراب (زیر، زیر) بن گئے۔

کسی سے حکایت ہے کہ ہم تین آدمی شاعر "طیہاثا" نامی جگہ میں جمع ہوئے

---

[1] یہ ابوالعباس محمد بن یزید بن عبدالاکبر الشمالی الازدی ہیں جو مبرد کے نام سے مشہور ہیں یہ ادب واقعات اور عربیت کے امام تھے اور مشہور تصنیف الکامل اور شرح لامیۃ العرب ہیں۔ بغداد میں ۲۸۶ھ میں وفات ہوئی۔

وہاں ہم نے خوب شراب پی پھر ہم نے کہا کہ چلو اپنی آج کی کیفیت پر شعر کہیں۔ ایک نے کہا۔

نلنا لذیذ العیش فی طیھاثا

ہم نے طیہاثا میں زندگی کی لذت پائی دوسرے نے کہا

لما احتششنا القدح احتشاثا

جب ہم نے پیالہ کو لبالب بھر لیا تیسرے نے کہا

امراتی طالق ثلاثا

میری بیوی کو تین طلاقیں ہیں

پھر وہ تو بیٹھ کر اپنی بیوی سے جدائی پر روتا رہا اور ہم اس پر ہنستے رہے۔

ابوالحسن علی بن منصور جلسی سے مروی ہے کہ میں سیف الدولہ کی مجلس میں حاضر رہتا وہ ایک مرتبہ کسی دشمن پر فتح پا کر واپس آیا تو میں وہاں حاضر ہوا تو شعراء بھی آئے تا کہ اسے مبارک باد دیں تو ایک شخص نے آکر اسے شعر سنایا۔

وکانوا کفار وسوسوا خلف حائط

وانت کسنور علیھم تسلقا

وہ جانوروں کی طرح دیوار کے پیچھے بندھے ہوئے تھے اور تو بلی کی طرح ان پر جھپٹ پڑا۔

سیف الدولہ نے اس کو باہر نکالنے کا حکم دیا اسے نکال دیا گیا وہ دروازے پر کھڑا رونے لگا سیف الدولہ کو اس کے رونے کا پتہ چلا اس نے اسے بلوایا اور رونے کا سبب پوچھا اس نے کہا" آقا میں نے تو حتی المقدور کوشش کی تھی اب جب میری امید خاک میں مل گئی ہے اور میں ذلیل ہو گیا ہوں تو رو رہا ہوں سیف الدولہ نے کہا تیرا ستیاناس تیری نثر جیسی نثر کہنے والا کہاں ہو گا جو اس جیسی نظم بھی کہہ سکے پھر کہا کہ تو نے کتنے کی امید کی تھی۔ اس نے کہا پانچ سو درھم سیف الدولہ نے اسے ایک ہزار درھم دیئے۔

صولی[1] سے مروی ہے کہ محمد بن حسن کا ایک بیٹا تھا اس نے کہا کہ ابا میں نے ایک شعر کہا ہے ابن حسن نے کہا سناؤ اس نے کہا اگر میں اچھا کہوں تو آپ مجھے ایک باندی یا غلام ہبہ کریں گے۔ ابن حسن نے کہا دونوں دوں گا۔ اس نے شعر سنایا۔

ان	الديار	طيفا
هيجن	حزنا	قدعفا
ابكينني		لشقاوتي
وجعلن	راسي	كالقفا

بے شک ان دیار کے خیال نے میرے غم کو بھڑکا کر میرے سر کے بال اتار دیئے اور میری بد بختی پر مجھے رلایا اور میرے سر کو گردن کی طرح کر دیا۔

تو ابن حسن نے کہا کہ بیٹے تم غلام یا باندی کے اہل تو نہ بن سکے مگر تم جیسے بیٹے کو جنم دینے کی وجہ سے تمہاری ماں کو تین طلاق دیتا ہوں۔

ابو سجادہ الفقیہ نے یہ شعر کہا۔

ومنا الوزير ومنا الا مير و منا المشير و منا انا

ہم میں سے وزیر بھی ہے امیر بھی ہے اور ہم میں مشیر ہے اور ہم میں سے میں ہوں۔

---

[1] یہ محمد بن یحیی بن عبداللہ ابو بکر الصولی ہیں جو اکابر علماء ادب میں سے ہیں ان کی کئی تصانیف ہیں جن میں سے "اخبار الشعراء المحدثین "ادب الکتاب وغیرہ بھی ہیں اس سے پہلے بھی ان کا ذکر آچکا ہے ۳۳۵ھ میں وفات ہوئی۔

[2] یہ ولید بن عبید بن یحیی الطائی ابو عبادہ بحتری ہیں بڑے شاعر تھے ان تین شعراء میں سے ہیں جو اپنے دور کے سب سے شعراء تھے۔ المتنبی ابو تمام اور بحتری ان کے اشعار کو سلاسل الذھب کہا جاتا ہے ۲۸۴ھ میں انتقال ہوا۔

[3] یہ شعر بحتری کے دیوان میں جو دار بیروت سے چھپا ہے موجود ہے یہ چالیس اشعار کا قصیدہ ہے جو اس نے یوسف بن محمد کی مدح میں کہا تھا۔

بعض مشہور اور ذہین شعراء سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں شاعر بحتری اپنے ایک ممدوح کے ہاں گیا اور یہ شعر کہا۔ لك الويل من ليل تطاول آخره تجھے اس رات سے ہلاکت ہو جس کا آخری حصہ لمبا ہے تو ممدوح نے کہا تجھے بھی ہلاکت اور جنگ ہو۔

ایک شخص نے معن زائدہ [۱] کی مدح کرتے ہوئے کہا۔

اتيتك	اذلم	يبق	غيرك جابر
ولا	واهلب	يعطى	اللها والرغائب

جب کوئی شخص تیرے سوا ظالم شوق اور تمنا کا ھدیہ دینے والا نہ رہا تو میں تیرے پاس آگیا تو اسے معن نے کہا یہ مدح نہیں ہے تو نے وہ شعر کیوں نہیں کہا جو بنو تیم کے بھائیوں نے مالک بن مسمع [۲] کے لئے کہا تھا۔

قلدنه	عرى	الامور	نزار
قبل	ان	تملك	السراه النحورا

تو نے اہم امور نزار کے سپرد کردیئے قبل اس کے کہ سرداران شہہ رگ پر قابض ہو جائیں۔

---

[۱] یہ معن بن زائدہ بن عبداللہ شیبانی ہے اس کا عرب کے مشہور بہادروں اور فصیح لوگوں میں شمار ہوتا ہے غیلہ مقام پر ۱۵۱ھ میں قتل ہوا۔ [۲] یہ ابو غسان مالک بن مسمع بن شیبان البکری امریعی ہے جو اپنے وقت میں بنو ربیعہ کا سردار تھا م برد کہتے ہیں کہ مسامعہ بھی انہی کی طرف منسوب ہیں عہد نبوی میں پیدا ہوا اور ۷۳ھ میں انتقال ہوا۔

بیسواں باب (۲۰)

بے وقوف قصہ گوافراد کابیان

ان میں سے ایک " سیفو یہ قصہ گو " ہے جو بے وقوفی میں ضرب المثل ہے۔
محمد بن عباس بن حیوبہ سے مروی ہے کہ سیفو یہ کو کہا گیا کہ تجھے لوگ ملے تھے مگر تو نے انھیں قصہ بیان کیوں نہیں کیا۔ اس نے کہا اچھا لکھو ہمیں شریک نے بیان کیا مغیرہ کے حوالے سے اور اس نے ابراہیم بن عبداللہ کے حوالے سے اس جیسے برابر ہیں لوگوں نے کہا "اس جیسے" کا کیا مطلب۔ کہا اسی طرح ہم نے سنا ہے اور اسی طرح بیان کرتے ہیں۔
ابن خلف سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص کسی شادی سے واپس آرہا تھا اس سے سیفو یہ نے پوچھا کہ کیا کھایا۔ تو وہ بتانے لگا آخر میں سیفو یہ نے کہا کاش جو تیرے پیٹ میں ہے وہ میرے حلق میں ہوتا۔ ...
ابن خلف سے مروی ہے کہ عبدالعزیز قصہ گو نے کہا کہ کاش اللہ نے مجھے پیدا ہی نہ کیا ہوتا اور میں ابھی ابھی کانا بن جاؤں یہ بات ابن غیاث (سیفو یہ) کو بتائی گئی تو اس نے کہا کہ اس نے بہت بری بات کہی میں چاہتا ہوں خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اللہ تعالی مجھے پیدا ہی نہیں کرتے اور میں ابھی ابھی اندھا بولا لنگڑا ہو جاؤں۔
ابوالعباس بن مشروح سے مروی ہے کہ ایک دن سینو یہ نے اپنے گھر کے

لئے دوپہر میں آٹا خریدا اور رات کو کھانا مانگا گھر والوں نے کہا ہم نے نہیں پکایا ہمارے پاس ایندھن نہیں تھا تو سینویہ نے کہا تم روٹی تازہ بناتے ہو۔

ابو منصور ثعالبی نے حکایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے سیفویہ سے قرآن میں مذکور دو غسلوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ خیبر میں ساقط ہو گئے میں نے ایک حجازی فقیہ سے پوچھا تھا تو اس کے پاس نہ تھا تھوڑا نہ زیادہ۔

سیفویہ قبرستان میں اپنے گدھے پر سوار کھڑا تھا کہ ایک قبر کے پاس گدھا بدک گیا تو سیفویہ نے کہا کہ شاید قبر والا شخص جانوروں کا ڈاکٹر تھا۔

سیفویہ نے پڑھا۔ **ثم فی سلسلته لبعون ذراعا** (سورہ الحاقہ آیت نمبر ۳۲) اس نے سبعون کو تسعون پڑھا" پھر (جھنم) میں ایک زنجیر ہے جس کی پیائش ستر گز ہے) تو لوگوں نے کہا کہ تو نے بیس زیادہ کر دیئے اس نے کہا یہ تو بدکاروں اور لونڈوں کے لئے ہے اور تمہارے لئے تو ڈیڑھ دانق کی زنجیر کافی ہو جائے گی۔

ایک قاری نے اس کے سامنے تلاوت کی۔ **کانما اغشیت وجوههم قطعا من اللیل مظلما** (آیت نمبر ۲۷ سورہ یونس

ترجمہ: گویا کہ ان کے چہروں کو کسی اندھیری رات کے ٹکڑے سے ڈھانپا گیا ہے) قاری نے "اعشیت" عین کے ساتھ پڑھا (ترجمہ ہوا ان کو اندھیری رات میں کھانا کھلایا گیا) تو اس نے کہا" واللہ یہ اس قوم کو صرف رات کی عبادت کی بدولت عطا ہوا۔ ایک قاری نے تلاوت کی "کانھن الیاقوت والمرجان" گویا کہ وہ حورین یاقوت اور مرجان ہیں (سورہ رحمٰن آیت نمبر ۵۸) اس نے کہا یہ تمہاری فاجر بیویوں کے علاوہ ہیں۔

سیفویہ کو کہا گیا کہ اگر اھل جنت سے عصیدہ (آٹا، شیرہ اور گھی وغیرہ سے بننے والا کھانا) کھانے کی خواہش کی تو وہ کیا کریں گے۔ اس نے کہا اللہ شیرے کی ایک نہر آٹا اور چاول بھیج دے گا اور کہے گا کہ "خود بناؤ اور کھاؤ اور ہمیں معاف رکھو۔

ابن خلف کہتے ہیں کہ ابو احمد تمار نے اپنے قصے کے دوران کہا کہ آنحضرت ﷺ نے پڑوسی کے حق کی عظمت بیان فرمائی ہے اور آپ ﷺ کا ایک ارشاد بھی ہے مگر واللہ مجھے بیان کرتے ہوئے شرم آ رہی ہے۔

ابن خلف کہتے ہیں کہ ایک قصہ گو نے مدینہ میں بیان کیا کہ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو فرمایا کہ بیٹی سونے کی انگوٹھی مت پہنا کرو یہ تو آگ ہے یہ بیان کرتے ہوئے اس کا ہاتھ ظاہر ہوا تو اس نے بھی سونے کی انگوٹھی پہنی تھی۔ لوگوں نے کہا کیا تو ہمیں منع کرتا ہے اور خود انگوٹھی پہنی ہوئی ہے اس نے کہا میں ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی نہیں ہوں۔

محمد بن الجھم سے مروی ہے کہ میں نے فراء کو یہ کہتے سنا کہ ہمارے ہاں ایک شخص اپنی رائے سے تفسیر بیان کرتا تھا اسے کہا گیا کہ "ارایت الذی یکذب بالدین کی تفسیر کیا ہے اس نے کہا یہ برا آدمی ہے اسے کہا گیا فذلك الذی بدع الیتیم کی تفسیر کیا ہے تو وہ کافی دیر خاموش رہا پھر بولا کہ میں اس آیت سے خود حیرت میں ہوں۔

عبدالرحمٰن بن محمد حنفی سے مروی ہے کہ ابو کعب القاص نے اپنے قصے میں بیان کیا کہ جس بھیڑیئے نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کھایا اس کا نام فلاں تھا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت یوسفؑ کو بھیڑیئے نے کھایا ہی نہ تھا تو اس نے کہا تو یہ اس بھیڑیئے کا نام ہوگا جس نے انھیں نہیں کھایا تھا۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ حافظ نے حکایت بیان کی ہے کہ ابو علقمہ قصہ گو نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کھانے والے بھیڑیئے کا نام "حجون" تھا۔

علاء بن صالح سے مروی ہے کہ عبدالاعلی بن عمر قصہ گو تھا اس نے قصہ بیان کیا جب اس کی مجلس ختم ہونے والی تھی تو اس نے کہا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں قرآن پڑھا ہوا نہیں ہوں مجھے قرآن بہت یاد ہے الحمد للہ۔ پھر اس نے پڑھا بسم الله الرحمن الرحیم قل هو الله احد اس کے بعد وہ اٹک گیا پھر کہنے لگا جو لوگ سورت کے آخر تک سننا چاہتے ہوں وہ میری فلاں مجلس میں پہنچ جائیں۔

ابو محمد التمیمی نے حکایت کیا ہے کہ ابوالحسن سماک واعظ ایک دن کچھ لوگوں کے ہاں پہنچا وہ گفتگو میں مصروف تھے اس نے پوچھا تم لوگ کیا باتیں کر رہے ہو۔ انھوں نے کہا کہ ابابیل کے الف پر گفتگو کر رہے ہیں کہ الف وصلی ہے یا قطعی تو اس نے کہا یہ الف نہ وصلی ہے نہ قطعی بلکہ یہ ائف سخطی (ناراضگی و مصیبت) ہے

لوگوں نے کہا وہ کیسے تو اس نے کہا کہ تم نے نہیں دیکھا کہ اس نے ان کی زندگی کس طرح پریشان کی ہوئی ہے۔ تو سب لوگ اس بات پر ہنسنے لگے۔

ایک آدمی ایک قصہ گو کے پاس آیا وہ کہہ رہا تھا "وہ اسے گھونٹ گھونٹ کر کے پئیں گے مگر وہ حلق سے نہیں اترے گا (جھنم کا ابلتا پانی) (سورہ ابراہیم آیت نمبر ۱۷) تو اس نے کہا اے اللہ ہمیں اسے پینے والا اور نگلنے والا بنادے۔

حافظ کہتے ہیں کہ میں نے ایک احمق قصہ گو کو سنا وہ حضرت موسیٰ اور فرعون کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ جب فرعون سوکھے دریا کے بیچ میں پہنچا تو اللہ تعالی نے دریا کو کہا کہ چل پڑ۔ تو تھوڑی دیر بعد اس پر پانی بلند ہو گیا تو فرعون بھینسے کی طرح گوز مارنے لگا اس گوز سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

حافظ کہتے ہیں کہ میں نے ایک قصہ گو کو کوفہ میں یہ کہتے سنا کہ واللہ اگر ایک یہودی بھی حضرت علی سے محبت رکھتا ہو اور پھر وہ جھنم میں جائے تو اسے آگ نقصان نہ پہنچائے گی۔

ایک قصہ گو نے کہا، اے لوگو! جب کھانے یا پینے کی چیز پر اللہ تعالی کا نام لے لیا جائے تو شیطان قریب نہیں آتا (کھانے میں شریک نہیں ہوتا) لہذا تم لوگ کھانا کھاتے وقت بسم اللہ نہ پڑھو تاکہ وہ کھانا تمہارے ساتھ کھالے اور پھر پانی پر بسم اللہ پڑھ لو تاکہ شیطان پیاس سے مر جائے۔

ابو سالم قصہ گو نے ایک دن قصہ بیان کرتے ہوئے کہا۔ اے انسان! اے زانیہ کے بیٹے! کیا تو اللہ سے حیا نہیں کرتا جو قبیح کام سرانجام دیتا ہے۔

ایک مرتبہ ابو سالم کے گھر کا دروازہ چوری ہو گیا اس نے آکر مسجد کا دروازہ اکھاڑ لیا لوگوں نے کہا کیا کر رہے ہو۔ اس نے کہا اس (مسجد کے) دروازے کا مالک جانتا ہے کہ میرا دروازہ کس نے اکھاڑا ہے۔

ایک واعظ سے کہا گیا تو لوگوں کی اشیاء (چیزیں) کیوں واپس نہیں کرتا۔ اس کے سمجھ میں کچھ نہ آیا تو بولا تم ملحدین جیسا سوال کر رہے ہو۔ اس لئے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ اشیاء کے بارے میں سوال مت کرو" (المائدہ آیت نمبر ۱۰۰)

ایک شیخ کہتے ہیں کہ کسی نے ایک قصہ گو کو رقعہ بھیجا جس میں حاملہ عورت

کیلئے دعا پوچھی گئی تھی اس نے رقعہ پڑھا پھر اسے پلٹا تو اس کے پیچھے کچھ دواؤں کے نام کسی طبیب کے ہاتھ سے لکھے ہوئے تھے ان میں "قنبیل، خشیرک، افتیمون وغیرہ لکھا تھا۔ تو وہ یہ سمجھا کہ انہی کلمات کے بارے میں پوچھا گیا ہے تو اس نے لکھ کر بھیجا۔

یارب قنبیل یارب خشیرک یارب افتیمون جو آخر تک لکھا تھا اس پر یارب بڑھا دیا۔

اکیسواں باب (۲۱)

اپنے آپ کو زاھد ظاہر کرنے والے بے وقوفوں کا بیان

علی بن محسن تنوخی کہتے ہیں ہمارے "لکام" پہاڑ کے قریب ابو عبد اللہ مزابلی نامی ایک شخص رہتا تھا وہ رات کو شہر میں داخل ہوتا اور مزابل کی گلیوں میں گری پڑی اشیاء ڈھونڈتا جو کچھ ملتا اسے اٹھا کر دھوتا اور اسے کھالیتا اس کے علاوہ اس کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ ہوتی تھی یا وہ پہاڑ میں گھومتا اور وہاں مباح پھل کھا کر گزارا کرتا وہ ایک نیک اور کوشش کرنے والا شخص تھا مگر کم عقل تھا اور انطاکیہ میں مجون والا موسی زکوری بھی رہتا تھا اس کی ایک مرتبہ اپنے پڑوسی سے لڑائی ہوگئی یہ پڑوسی مزابل آتا جاتا رہتا تھا اس نے ابو عبد اللہ مزابلی سے اس کی شکایت کردی تو اس نے اپنی دعا میں اس پر لعنت کرنا شروع کردی لوگ جمعہ کے دن اس مزابلی کے پاس آتے تھے وہ ان کے سامنے وعظ کرتا اور دعا کراتا تھا لوگوں نے دیکھا کہ وہ زکوری پر لعنت کر رہا ہے تو لوگ زکوری کو قتل کرنے کے لئے پہنچ گئے تو وہ بھاگ گیا اور روپوش ہوگیا جب اس کی روپوشی طویل ہوگئی اور لوگ اسے ڈھونڈتے رہے تو اس نے مزابلی سے جان چھڑانے کی ترکیب سوچی اور اپنے جاننے والوں سے کہا تو انھوں نے پوچھا کیا چاہتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ نئے کپڑے کچھ خوشبوئیں اور لڑکے جو پہاڑ

تک آگ لے جائیں اور پہاڑ کے اندر روشنی ڈالیں تو تنوخی کہتے ہیں کہ میں نے یہ چیزیں اس کے حوالے کر دیں وہ وہاں گیا اس نے وہاں بند اور مشک کی خوشبو کی دھونی دی اور خوشبو پھینکی اور خوشبو مزابلی کے غار تک پہنچی زکوری نے آواز بنا کر اسے آواز دی مزابلی نے جب خوشبو سونگھی اور آواز سنی تو کہنے لگا اللہ تمہیں معاف کرے کون ہو تم۔ زکوری نے کہا میں جبرئیل ہوں مجھے میرے رب نے بھیجا ہے مزابلی کو اس کی بات کی سچائی میں شک بھی نہیں پڑا وہ رونے لگا اور دعا کرنے لگا اور کہنے لگا اے جبرئیل میں کون ہوتا ہوں جو اللہ نے تجھے میرے پاس بھیجا ہے۔ زکوری نے کہا کہ اللہ نے تمہیں سلام کہا ہے اور کہلوایا کہ موسی زکوری کل جنت میں تیرا ساتھی ہو گا یہ سن کر ابو عبداللہ بے ہوش ہو گیا زکوری اسے چھوڑ کر واپس چلدیا جب جمعہ کا دن آیا تو مزابلی نے لوگوں کو جبرئیل اور زکوری کے بارے میں بتلایا اور کہا کہ اسے ڈھونڈو اور میری طرف سے معافی طلب کرو تو لوگ زکوری کے پاس آئے اور اس سے مزابلی کیلئے معافی مانگنے لگے۔

ابو نقاش اپنے ایک شیخ سے راوی ہیں کہ میں واسط کی جامع مسجد میں تھا دو آدمی وہاں آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اللہ تعالی کافر کی خلقت کو بہت بڑا کر دیں گے حتی کہ کافر کی ایک داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہو جائے گی تو دوسرے نے کہا کہ یہ بات اس طرح نہیں ہے۔ ان دونوں کے قریب ایک بڑے میاں بیٹھے تھے جو نماز بہت پڑھتے تھے وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور گویا ہوئے کہ اس بات کا انکار مت کرو کیونکہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے اور تم جو بات کر رہے ہو قرآن میں اس کی تصدیق موجود ہے وہ دونوں بولے وہ کیا۔ اس نے کہا قرآن میں ہے فاولئك يبدل الله سنا نهم خشبات کہ (اللہ تعالی ان کے دانتوں کو اینٹوں میں تبدیل کر دے گا) تو جو ذات ان کے دانتوں کو اینٹوں میں بدل سکتی ہے وہ ان کی داڑھ کو احد پہاڑ کے برابر بنانے پر بھی قادر ہے (حالانکہ قرآن میں "يبدل الله سياتهم حسنات ہے کہ اللہ ان کے گناہوں کو نیکی سے بدل دیں گے۔")

زھری سے مروی ہے کہ مجھے حجاج [1] شاعر کی یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ

[1] یہ حجاج بن یوسف الشعر بن حجاج الشقفی ہے مشہور حافظ اور مشہور ثقہ ہے ۲۵۹ھ میں وفات ہوئی دیکھئے شذرات الذھب صفحہ ۲۳۹

وہ ایک گلی سے گزر رہا تھا اور اس کے آخر میں پرنالہ بہہ رہا تھا یہ وہاں سے گزر تو گیا مگر شک میں کہنے لگا کہ مجھے چھینٹے آئے ہیں کبھی کہتا نہیں آئے جب کافی دیر ہو گئی تو پرنالہ کے نیچے بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ مجھے اب شک سے نجات مل گئی۔

ابو علی طائی سے مروی ہے کہ ایسے ہی ایک صوفی کے سامنے کسی نے یہ آیت تلاوت کی۔ وقال نسوہ فی المدینتہ الخ (سورہ یوسف آیت نمبر ۳۰) ترجمہ (شہر کی عورتوں نے کہا کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام سے محبت کرتی ہے) تو صوفی نے کہا کہ ان فجار کی آیتیں ہمیں نہ سناؤ۔

محمد المخرمی سے مروی ہے کہ ہم ایک مجلس میں تھے وہاں مجھے بدبو محسوس ہوئی میں نے ادھر ادھر دیکھا تو ایک شخص نے اپنی مونچھوں پر پاخانہ لگا رکھا تھا تو میں نے اسے کہا یہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ تواضع اختیار کرنے کے لئے لگایا ہے۔

طاہر بن حسین [۲] نے مروزی کو کہا کہ تم عراق میں کب سے ہو۔ اس نے کہا بیس سال سے اور تیس سال سے میں صائم الدھر ہوں۔ تو طاہر نے کہا میں نے ایک سوال پوچھا ہے اور تم نے جواب دو دیئے ہیں۔

ابو عثمان جاحظ سے مروی ہے کہ مجھے یحیی بن جعفر نے بتایا کہ اھل فارس میں سے ایک شخص میرا پڑوسی تھا اور اس کے جیسی لمبی داڑھی میں نے کسی کی نہیں دیکھی۔ وہ ساری رات روتا رہتا ایک رات اس کے رونے کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی تو وہ اس وقت پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا اور اپنے سر اور سینے کو پیٹ رہا تھا اور قرآن کریم کی ایک آیت دہرا رہا تھا جب میں نے اس کی یہ حالت دیکھی تو میں نے سوچا کہ وہ آیت ضروری سننی چاہئے جس نے اس کو قتل کر کے رکھ دیا ہے اور میری نیند اڑا دی ہے تو میں نے کان لگا کر سنا تو وہ آیت یہ تھی ویسئلو نک عن المحیض قل ھو اذیً (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۲)

---

[۲] یہ ابو طیب طاہر بن حسین بن مصعب خزاعی ہیں انھیں ابو طلحہ بھی کہا جاتا ہے بڑے وزراء اور رہنماؤں میں سے تھے ادب حکمت اور شجاعت میں معروف تھے یہ وہی شخص ہیں جس نے امین کے قتل کے بعد مامون کی حفاظت کی تھی مامون نے انھیں خراسان کا والی بنایا تھا۔ ۲۰۷ھ میں قتل ہوئے یا زہر دے دیا گیا تھا۔

ترجمہ اور یہ تجھ سے سوال کرتے ہیں حائضہ کے بارے میں) تو میں سمجھ گیا کہ لمبی داڑھی کبھی جھوٹ نہیں بولتی۔

ابو عثمان ہی سے مروی ہے کہ مجھے نظام [۱] نے خبر دی کہ میں باب شام کے قریب سے گزرا وہاں ایک بڑے میاں کو بیٹھے دیکھا ان کے سامنے کنکریاں اور گھٹلیاں پڑی وہ ان پر گن گن کر تسبیح پڑھ رہا تھا اور کہا جاتا حسبی اللہ حسبی اللہ میں نے کہا چاچا میاں! سبحان اللہ کہو اس نے کہا اے احمق یہ تسبیح میں نے عبادان میں سیکھی تھی اور ساٹھ سال سے یہی تسبیح پڑھ رہا ہوں۔

جاحظ کہتے ہیں کہ میں نے ابو محمد سیرافی کو دیکھا وہ لمبی داڑھی والا شخص تھا وہ دعا کرتے ہوئے کہہ رہا تھا اے مردوں کو چھڑانے والے ارے ڈوبتوں کو بچانے والے توبہ قبول کرنے والے اے بے کسوں پر رحم کرنے والے تجھے تو وہ لوگ مل جاتے ہیں جن پر تو رحم کرے مگر مجھے وہ نہیں ملے گا جو مجھے تیرے سوا عذاب دے۔

جاحظ کہتے ہیں کہ میں ابو سعیدی بصری کو یوں دعا کرتے دیکھا اور یہ ایک لمبی داڑھی والا احمق تھا وہ کہہ رہا تھا۔ اے ربا اے آقا اے مولی اے جبرائیل اے اسرافیل اے میکائیل اے کعب الاحبار اے اویس قرنی محمد اور جرجیس کا جو تجھ پر حق ہے اس کا واسطہ اپنی امت پر آٹے کو سستا کر دے۔

بشر بن وھاب سے مروی ہے کہ دمشق میں ایک اچھی ھیئت والا شخص ایک ستون سے ٹیک لگائے بیٹھتا تھا ایک میں نے اسے سجدے میں دیکھا وہ کہہ رہا تھا۔ کہ تجھے میری سبزی، سرخی، سپیلاہٹ، سفیدی اور کالک نے سجدہ کیا ہے خشوع سے گر کر ذلیل ہو کر اپنی ماں کا بظر چوستے ہوئے اور میں تیرے نزدیک اگر تو مجھے معاف نہ کرے تو میں زانیہ کا زانی بیٹا ہوں۔

ابو العتاھیہ کا ایک شاگرد تصوف اور زھد منش ہو گیا اور اس کی ایک آنکھ

---

[۱] یہ ابراھیم بن سیار بن مانی بصری ہے ابو اسحاق نظام کہلاتا ہے۔ معتزلہ کا امام تھا فلسفہ کے علوم میں ماہر اور طبیعیات اور الھیات سے واقف تھا بعض رائے اس کی علیحدہ تھیں اس لئے ایک الگ فرقہ بنالیا انھیں نظامیہ کہا جاتا ہے۔ جاحظ کہتے ہیں کہ پہلے لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہر ہزار سال میں ایک شخص بے نظیر ہوتا ہے اور ابو اسحاق انہی میں سے ہے۔ متوفی ۲۳۱ھ۔

پھوٹ گئی تھی اس نے کہا دنیا کو دونوں آنکھوں سے دیکھنا اسراف ہے۔

ایک شخص نے کہا کہ میرا ایک ستر سالہ چچا تھا ایک دن میں نے اسے یوں دعا کرتے سنا۔ ان کا واسطہ جو کہ محمد ﷺ اور ان کی آل کے درمیان انبیاء اور مرسلین میں سے تھے۔ میں نے کہا چچا یہ لوگ کون تھے۔ اس نے کہا وہ دس آدمی جنھوں نے درخت کے نیچے آپ ﷺ سے بیعت کی۔

ہمارے ایک جاننے والے ایک مجلس میں حاضر تھے وہاں ایک ایسا ہی صوفی تھا بعض لوگ اس سے برکت لینے آجاتے تھے ایک مرتبہ اس کے پاس کچھ لوگ آئے اور ان میں قاضی شہر بھی تھا۔ وہاں لوط علیہ السلام کا ذکر چھڑا تو صوفی نے کہا اس پر اللہ کی محنت ہو لوگوں نے کہا کم بخت یہ تو نبی ہیں اس نے کہا مجھے پتہ نہیں تھا پھر قاضی کے ذریعے توبہ کرائی گئی پھر فرعون کا ذکر آیا تو لوگوں نے کہا کہ اس کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ صوفی نے جواب دیا میں نے اب توبہ کرلی ہے میں اس لئے انبیاء کے معاملے میں نہیں بولتا۔

بائیسواں باب (۲۲)

بچوں کو پڑھانے والے بے وقوفوں کا بیان

ایسا بہت کم ہوتا ہے یہ صفت خطا کر جائے اور ہم اسے کم دیکھیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ان کی بے وقوفی میں سبب صرف بچوں کے ساتھ زندگی گزرنا ہے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ مامون وادب سکھانے والا خود ادب بھول گیا تھا مامون اس وقت چھوٹا تھا۔ مامون کہتا تھا کہ تم اس کے بارے میں کیا گمان رکھتے ہو جس نے ہماری عقل کو جلاء بخشی اور ہماری جہالت سے اس کی عقل ماؤف ہو گئی ہو۔ وہ ہمیں اپنی سمجھ بوجھ سے ہمیں بڑھاتا رہا اور ہم اپنی ناسمجھی سے اسے بجھاتے رہے وہ ہمارے ذہن کو اپنے فوائد سے تیز کرتا رہا اور ہم اپنی جہالت سے اس کے ذہن کو کند کرتے رہے وہ برابر اپنے علم سے ہمارے جہل کو اپنی بیداری سے ہماری غفلت کو اور اپنے کمال سے ہمارے نقص کو دور کرتا رہا حتی کہ ہم اس کی اچھی صفات میں مستغرق ہو گئے اور وہ ہمارے برے خصال میں غرق ہو گیا جب ہم استفادہ کی روشنی میں آئے وہ خاک میں مل گیا جب ہم بہترین ادب سے مزین ہوئے اس کے سارے اسباب معطل ہو گئے ہم ایک زمانے تک اس کے آداب مستفید یہ اس سے کھینچتے رہے اور اپنے بے شمار اخلاق اس میں بگاڑ دیئے وہ اس میں یکتا ہو گیا۔ وہ ساری عمر ہمیں عقل سکھاتا رہا اور ہم سے جہالت سیکھتا رہا۔ پس اس کی مثال چراغ کی بتی (جلنے والا دھاگہ) اور ریشم کے کیڑے کی ہے۔ (جو خود جلتا اور ختم ہوتا ہے دوسروں کو فائدہ دیتا

ہے مگر خود اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا)

جاحظ کہتے ہیں کہ ابن بشرمہ بچوں کو پڑھنے والے کی گواہی کو قبول نہیں کرتے تھے اور بعض فقہاء کہتے ہیں کہ عورتوں کی گواہی بچے پڑھانے والے کی گواہی سے بہتر ہے۔

ہمیں روایت پہنچی ہے کہ شعبی نے کہا کہ میں نے ابو بکر کو یہ کہتے سنا کہ میں ایک استاد کے پاس سے گزرا وہ ایک بچے کو سبق پڑھا رہا تھا۔ فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر تو میں نے اسے کہا کہ قرآن میں ایسا نہیں ہے وہاں تو فریق فی الجنتہ و فریق فی السعیر ہے تو اس نے کہا کہ تم ابو عاصم بن علاء کسائی کی قرات بتا رہے ہو جبکہ میں ابو حمزہ بن عاصم مدنی کی قرات پڑھا رہا ہوں تو میں نے طنزاً کہا کہ تمہاری قراء کی معرفت بڑی عجیب ہے۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن حلف نے بیان کیا کہ مجھے ایک مخولی نے بیان کیا کہ میں ایک حاکم کے دروازے کے پاس سے گزرا وہاں میں نے ایک معلم کو پردے کے سامنے کھڑا دیکھا وہ چاروں ہاتھ پاؤں پر کتے کی طرح کھڑا بھونک رہا تھا اتنے میں ایک بچہ پردے کے پیچھے سے نکلا تو معلم نے اسے پکڑ لیا میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ بچہ پڑھنے سے بھاگتا ہے اور گھر میں جا کر واپس نہیں آتا اس کے پاس ایک کتا ہے جس سے یہ کھیلتا ہے تو میں اس کی طرح اس لئے بھونک رہا تھا کہ وہ سمجھے کہ اس کا کتا ہے اس لئے یہ باہر نکلا اور میں نے اسے پکڑ لیا۔

کسائی سے مروی ہے ایک شخص نے مجھے ری میں پڑھانے کے لئے بلوایا اسی نے مجھے بتایا کہ میں ایک استاد کے پاس سے گزرا وہ بچوں کو سبق پڑھاتے ہوئے پڑھ رہا تھا۔ ذواتی اکل خمط واتل (قرآن میں اثل ہے) میں وہاں سے آگے گیا اور دوسرے معلم کو بتایا کہ اس نے ایسا پڑھا ہے اس نے کہا کہ وہ غلط پڑھ رہا ہے صحیح لفظ وابل ہے۔

جاحظ کہتے ہیں کہ میں نے ایک قاری کو کہا کہ تمہارے پاس ڈنڈا نہیں ہے۔ اس نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں میں تو اپنے شاگردوں کو یوں کہہ دیتا ہوں کہ جو بچہ آواز سے نہیں پڑھے اس کی ماں بدکار ہو گی۔ تو بچے خود بخود آواز سے پڑھتے ہیں اور یہ چیز ڈنڈے سے زیادہ بہتر اور مفید ہے۔

جاحظ کہتے ہیں کہ میں نے ایک معلم کو کہا کہ تم بغیر جرم بچوں کو کیوں مارتے ہو اس نے کہا ان کا جرم بہت بڑا جرم ہے وہ یہ کہ دعا کرتے ہیں کہ میں حج پر چلا جاؤں اگر میں حج پر چلا گیا تو یہ دوسرے مکتب میں چلے جائیں گے میں حج پر کب جاؤں گا میں پاگل تھوڑا ہی ہوں۔

ایک لڑکے نے دوسرے بچوں سے کہا کہ آج استاد کو پاگل بنانا چاہتے ہو۔ بچوں نے کہا ہاں ! اس نے کہا آؤ استاد کو کہتے ہیں کہ آج وہ (استاد) بیمار ہے وہ آیا اور اس نے کہا استاد جی آج آپ کچھ کمزور لگ رہے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ آپ کو بخار ہے اگر آپ گھر جا کر آرام کریں تو اچھا ہے۔ استاد نے دوسرے شاگرد سے کہا اے فلاں۔ اس کا خیال ہے کہ میں بیمار ہوں اس نے کہا واللہ یہ سچ کہہ رہا ہے اور دوسرے طلبہ سے بھی یہ بات مخفی نہیں ہے اگر آپ ان سے پوچھیں گے تو وہ آپ کو بتادیں گے استاد نے ان سے پوچھا ان سب نے گواہی دی تو استاد نے کہا اچھا سب لوگ گھر جاؤ اور کل پڑھنے آنا۔

ایک استاد نے بچے کو مارا اس کو کہا گیا کہ تو نے کیوں مارا؟ اس نے کہا میں نے غلطی سے پہلے اس لئے مارا ہے کہ یہ غلطی نہ کرے۔ [۱]

کہتے ہیں کہ جاحظ کے پاس ایک معلم نے آکر کہا تم وہی ہو جس نے کتاب المعلمین لکھی ہے اور معلمین کے عیوب بتائے ہیں۔ جاحظ نے کہا ہاں معلم نے کہا تم نے یہ قصہ بھی لکھا ہے کہ ایک معلم نے شکاری سے پوچھا تھا کہ تازہ شکار کرتے ہو یا باسی۔ جاحظ نے کہا ہاں۔ تو یہ معلم بولا دیکھو وہ معلم بے وقوف تھا اگر اس میں عقل ہوتی تو وہ تھوڑی دے کر رک کر دیکھ لیتا کہ مچھلی تازہ نکلتی ہے یا باسی؟ اسے معلوم ہو جاتا۔

جاحظ کہتے ہیں کہ میں ایک استاد اور اس کے شاگردوں کے پاس سے گزرا وہ ایک دوسرے کو تھپڑ مار رہے تھے ایک بچہ استاد کو گدی پر تھپڑ لگا رہا ہے میں نے ان

---

[۱] جاحظ نے لکھا ہے کہ ایک عورت نے اپنے بچے کے استاد کو کہا کہ میرا بچہ میرا کہنا نہیں مانتا اس کو ڈراؤ۔ یہ استاد لمبی داڑھی والا تھا اس نے داڑھی اپنے منہ میں لی اور اپنا سر ہلا کر زوردار چیخ ماری یہ دیکھ کر عورت کا خوف سے گوز نکل گیا اس نے ڈرتے ہوئے کہا کہ معلم صاحب میں نے بچے کو ڈرانے کے لئے کہا تھا نہ کہ مجھے۔ تو معلم نے کہا کہ اے احمق عورت جب اللہ کا عذاب آتا ہے تو نیک اور بد دونوں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ (شرح مقامات للشریشی)۔

سے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے تو معلم نے کہا کہ میرا ان پر قرض ہے میں کہتا ہوں کہ یہ بھول جائیں یا ادا کردیں مگر کچھ ادا ہوتا نظر نہیں آرہا۔

جاحظ کہتے ہیں کہ میں ایک معلم کے پاس سے گزرا وہ ایک لڑکے کو یہ سبق لکھور ہا تھا واذقال لقمان لابنه يعظمه(لقمان)یا بنی لاتقصص رئویاك على اخوتك فیکید والك كيدا(یوسف)واکید کید أفمهل الكفروين امهلهم رویدا(سورہ طارق) تو یہ اس نے مسلسل ایک آیت کی طرح لکھوادیا میں نے کہا کہ تیرا ستیاناس تو نے ایک سورت کو دوسری میں داخل کردیا ہے اس نے کہا کہ اس لڑکے کا باپ بھی ایک مہینہ کو دوسرے مہینے میں داخل کر دیتا ہے (یعنی فیس نہیں دیتا) تو میں بھی ایک سورت دوسری میں داخل کر دیتا ہوں نہ میں کچھ لیتا ہوں اور نہ ہی یہ کچھ سیکھتا ہے۔

جاحظ کہتے ہیں کہ میں ایک بچوں کو پڑھانے والے کے پاس سے گزرا وہ اکیلا بیٹھا ہوا تھا میں نے پوچھا کہ تیرے بچے کہاں گئے؟ اس نے کہا وہ ایک دوسرے کو مارنے پیٹنے گئے ہیں میں نے کہا کیا میں جاکر انھیں دیکھ سکتا ہوں۔ اس نے کہا اگر ممکن ہو تو ضرور دیکھو مگر اپنا سر ڈھک لینا کیونکہ اگر انھوں نے تمہیں "میں" گمان کرلیا تو تمہاری پٹائی کر کے تمہیں ادا کردیں گے۔

اور میں نے ایک استاد کو دیکھا کہ اس کے پاس دو لڑکے آئے انھوں نے ایک دوسرے کو پکڑا ہوا تھا ایک نے کہا استاد جی اس نے میرا کان چباڈالا ہے دوسرا بولا نہیں اس نے خود اپنا کان چبایا ہے۔ استاد نے کہا خبیثہ کے بچے یہ کوئی اونٹ ہے جو اپنا کان خود چبائے گا۔

جاحظ کہتے ہیں کہ سب سے عجیب میں نے کوفہ میں ایک بوڑھے معلم کو دیکھا وہ ایک کونے میں بیٹھا رو رہا تھا میں نے پوچھا چاچا جی! کیوں رو رہے ہو۔ اس نے کہا بچوں نے میری روٹی چرالی ہے۔

ابوالعبنس [۱] کہتے ہیں بغداد میں ایک استاد بچوں کو گالیاں دے رہا تھا تو

---

[۱] یہ محمد بن اسحاق بن ابراہیم الصیمری ابوالعنبس ہیں۔ مزاحیہ ادیب اور ھجو گو شاعر تھے۔ صمیرہ میں قاضی بنے تھے اسی لئے اس طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ متوکل عباسی کے ہمنشین تھے اور عباسی خلیفہ معتمد کے ہم نشین رہے ان کی تصنیف ھندسۃ العقل بھی ہے متوفی ۲۷۵ھ

میں اور ایک شیخ اس کے پاس گئے اور کہا کہ گالیاں دینا جائز نہیں ہے اس نے کہا میں صرف مستحق کو گالیاں دیتا ہوں کسی دن آجاؤ تو میں جس وجہ سے گالی دیتا ہوں آپ بھی سن لینا چنانچہ ہم ایک دن آگئے ایک بچے نے یوں پڑھا۔

علیھا ملائکتہ غلاظ شداد یعصون اللہ ما امر ھم

ولا یفعلون مایو مرون

(اس بچے نے لایعصون کی "لا" غائب کر دی اور یفعلون پر لالگا دی)

تو استاد نے کہا کہ یہ نہ تو فرشتے ہیں اور نہ ہی دیہاتی اور نہ ہی کردی ہیں یہ سن کر ہم خوب ہنسے حتی ان میں ایک کا تو شلوار میں پیشاب نکل گیا۔

اس قاری کو ایک بچے نے یوں سنایا۔ "وھم الذین یقولون لاتنفقوا الا من عند رسول اللہ قرآن مبین (علی من عند رسول اللہ) ہے تو قاری نے کہا قاتلہ کے بیٹے! کیا تو رسول پر وہ نفقہ لازم کر رہا ہے جو ان پر واجب نہیں۔

ایک راوی کہتے ہیں کہ میں ایک بچوں کو پڑھانے والے کے پاس سے گزرا بچے اسے مار رہے تھے اور اس کی داڑھی نوچ رہے تھے میں اسے چھڑانے کے لئے آگے بڑھا تو معلم نے مجھے روک دیا اور کہا انہیں رہنے دو میں نے ان سے شرط لگائی تھی کہ اگر میں مکتب پہلے پہنچا تو میں انھیں ماروں گا ورنہ یہ مجھے ماریں گے آج مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا تھا تو مجھے دیر ہو گئی لیکن تیری زندگی کی قسم کل میں یہاں آدھی رات سے ہی آکر بیٹھ جاؤں گا پھر تم دیکھنا کہ میں کل ان کے ساتھ کیا حشر کرتا ہوں تو ایک بچہ بولا میں رات یہیں رہوں گا اور جب تم آدھی رات کو آؤ گے تو تمہاری پٹائی لگا دوں گا۔

ابو الفتح محمد بن احمد حریمی سے مروی ہے کہ ہمارے ہاں خراسان میں ایک قروی باشندہ رہتا تھا اس کے پاس ایک بچھڑا تھا وہ ایک دن گھر میں آیا اور گھر میں بنے ہوئے کنوئیں میں منہ ڈال کر پانی پینے لگا۔ کنوئیں کی منڈیر تنگ تھی اس میں اس کا سر پھنس گیا قروی نے نکالنے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہوا اتنے میں بستی کا معلم آگیا قروی نے اسے معاملہ بتایا اور اسے لاکر دکھایا اس معلم نے کہا میں اس کا حل نکالتا ہوں ذرا چھری دینا چھری آگئی تو اس نے بچھڑا ذبح کر کے اس کی گردن تن سے جدا کر دی جو کنوئیں میں گر گئی اور اس نے ایک بڑا پتھر لے کر کنوئیں کی

منڈیر کو توڑ دیا۔ قروی نے دیکھا تو کہا اللہ تجھ میں برکت دے بچھڑا بھی ذبح کر دیا اور کنواں بھی توڑ دیا۔

تئیسواں باب (۲۳)

بے وقوف جولاہوں کا بیان

ابو عبداللہ (یعنی احمد بن حنبل) سے مروی ہے کہ ہمیں سفیان نے ابو ھرون (موسی بن ابی عسی) سے روایت کیا کہ ایک مرتبہ بی بی مریم حضرت عیسیٰؑ کو ڈھونڈنے نکلیں راستے میں ایک جولاہا ملا اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس طرف گئے ہیں۔ سفیان کہتے ہیں کہ اس نے جھوٹ بولا تو بی بی مریم نے بددعا کی کہ اللہ اس کو ہلاک کردے تو بی بی نے اسے ہلاک ہوتے دیکھا پھر ایک درزی ملا اس سے پوچھا اس نے صحیح صحیح بتلایا تو اس کے لئے دعا کی تو وہ درزی حضرت عیسیٰ سے محبت کرنے لگا اور بعد میں ان کے حواریوں میں شامل ہو گیا۔

موسی بن ابی عیسی سے مروی ہے کہ بی بی مریم سے ننھے حضرت عیسی کھو گئے وہ انھیں ڈھونڈنے نکلیں تو ایک جولاہا نظر آیا اس نے صحیح نہ بتلایا تو بی بی نے اسے بددعا دی وہ ہلاک ہو گیا ایک درزی ملا اس نے صحیح بتلایا تو بی بی نے اسے دعا دی تو وہ ان لوگوں سے مانوس ہوا اور ان کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔

چوبیسواں باب (۲۴)

عام بے وقوفوں کا بیان

ابو العیناء سے مروی ہے کہ مجھے جاحظ نے کہا کہ ہمارا ایک پڑوسی انتہائی بے وقوف تھا اس کی داڑھی بہت لمبی تھی ایک دن اس کی بیوی نے کہا کہ تیری حماقت کی وجہ سے تیری داڑھی لمبی ہو گئی ہے۔ تو اس نے جواب دیا جو کسی کو عار دے گا اسے بھی عار دی جائے گی۔

ایک مرتبہ اس نے اپنے دروازے پر گندگی پڑی دیکھی تو کہا کہ یہ کوئی شخص ہماری غفلت میں ڈال گیا ہے اگر سچا ہے کہ ہمارے چہرے میں گندگی ڈالے تا کہ ہمیں معلوم تو ہو۔ اس کے ہاں بیٹا ہوا کسی نے پوچھا کہ اس کا نام کیا رکھو گے۔ کہا عمر بن عبد العزیز اس کو بچے کی مبارک باد دی گئی تو کہا یہ اللہ اور تمہاری طرف سے ہے۔

احمد بن عمر بر کی [۱] سے مروی ہے کہ ابو المنذر نے کہا کہ میرے سامنے سے ایک آیت گزری کہ "میں مالک نہیں مگر صرف اپنے نفس کا اور اپنے بھائی کا۔" (سورہ مائدہ آیت نمبر ۲۵) تو موسیٰ صرف اپنے نفس کی ملکیت کے دعوی پر راضی نہیں ہوئے بلکہ اپنے بھائی کی ملکیت کا بھی دعوی کیا اللہ تعالی موسیٰؑ پر رحم کرے وہ

---

[۱] یہ ابو العباس احمد بن عمر بن احمد بر کی حنبلی ہیں خطیب کہتے ہیں کہ میں نے ان سے حدیث لکھی ہے یہ صدوق تھے ۴۴۱ھ میں وفات ہوئی۔

قدری تھے میری دعا ہے کہ اللہ ان سے مواخذہ نہ کرے۔

اسماعیل بن زیاد سے مروی ہے کہ اعمش سے اس کی بیوی نے لڑائی کی۔ اعمش کے پاس ایک شخص ابو البلاد نامی آیا کرتا تھا وہ چیخ کر عربی میں بات کرتا اور حدیث سننے کی فرمائش کرتا تو اعمش نے اسے کہا اے ابو البلاد میری بیوی نے مجھ سے لڑائی کی ہے اور مجھے غم میں مبتلا کر دیا ہے اس کے پاس جا کر لوگوں میں میرا مرتبہ اور مقام اسے بتلاؤ تو وہ آدمی ان کے گھر گیا اور اس کی بیوی کو کہا کہ اللہ تعالی نے تمہاری قسمت اچھی بنائی ہے یہ ہمارے شیخ اور سید ہیں ہم ان سے دین کی باتیں حلال و حرام سیکھتے ہیں۔ تمہیں ان کی آنکھوں کے چندھے پن اور پنڈلیوں کے بھدے پن سے خائف نہیں ہونا چاہئے یہ سن کر اعمش غصہ ہوئے اور کہا اللہ تیرے دل کو اندھا کرے تو نے اسے میرے تمام عیوب بتا دیئے ہیں نکل میرے گھر سے یہ کہہ کر اسے وہاں سے نکال دیا۔

محمد بن سلام سے مروی ہے کہ شعبی فرماتے ہیں احنف کی مجلس میں ایک نوجوان بیٹھا کرتا تھا۔ مجھ کو اس کی خاموشی سے حیرت ہوتی اسے ایک دن کہا گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم مسجد کے کنگرے پر چڑھو۔ تمہیں ایک لاکھ درھم ملیں گے۔ اس نوجوان نے جواب دیا کہ بھتیجے ایک لاکھ کی رقم اچھی پیشکش ہے مگر میں بوڑھا ہو گیا ہوں اس کنگرہ پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔

یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا جب وہ چلا گیا تو احنف نے کہا۔

وکاين ترى من صامت لك معجب
زيادته اونقصه في التكلم
لسان الفتى نصف ونصف فواده
فلم يبق الاصوره اللحم والدم

ترجمہ: اگر تو کہیں کسی چپ رہنے والے سے متعجب ہو اس کے بولنے میں کوئی کمی یا زیادتی ہے جوان کی زبان آدھی اور آدھا اس کا دل ہے پس سوائے ایک گوشت اور خون کی تصویر کے کچھ باقی نہ رہا۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ اپنی ایک پڑوسن بڑھیا کو مزاحاً کہتے کہ مجھے معزز لوگوں کے خالق نے پیدا کیا اور تجھے کمینوں کے خالق نے تو وہ غصہ ہوتی چیختی اور روتی ابن عمر خوب ہنستے۔

محمد بن حسن بن زیاد سے مروی ہے ایک احمق لب دریا رہنے والے دیہاتی لڑکے کو اس کے باپ نے کہا کہ دانوں پر تارکول مل دے اس نے ڈھیری پر اوپر سے لگادیا اس کے باپ نے کہا یہ کیا کیا تو اس نے کہا اگر آپ اس کو پلٹنا چاہتے ہیں تو پلٹ دیں۔ اسی لڑکے کو ایک ٹھنڈی رات میں احتلام ہو گیا اس نے ٹھنڈے پانی سے نہانا مناسب نہ سمجھا اس نے بالٹی وغیرہ مانگی تاکہ اس میں پانی گرم کرلے تو وہ نہیں ملی اس نے کپڑے اتارے نہر میں کودا اور تیرتا ہوا دوسرے کنارے گیا وہاں سے تیرتا ہوا برتن لایا اور اس میں پانی گرم کر کے غسل کیا۔

ابوالعیناء سے مروی ہے ایک بے وقوف کاتب کے ہاتھ میں مصحف (قرآنی نسخہ) تھا وہ اسے فروخت کے لئے آواز لگا رہا تھا اس میں سیاہی پھیلی ہوئی تھی تو میں نے اسے کہا کہ تو عیب سے برات کی آواز لگا کر بیچ۔ اس نے قرآن میں "مذکور" سے برات کا اعلان کر دیا تو اس کی پٹائی ہو گئی۔

بحتری سے مروی ہے کہ مجھے سراج نے کہا کہ چالیس سال سے میں نے واجب کرنے والوں کی مخالفت میں وتر نہیں پڑھی کیونکہ میں اسے واجب نہیں مانتا میں نے کہا کہ اس شخص کی بے وقوفی کو دیکھو کہ اس نے ایسے عمل کو چھوڑ دیا جو ایک قوم کے نزدیک واجب اور بہت سوں کے نزدیک سنت ہے اور جس نے اسے واجب کیا ہے اسے اس کا وتر ترک کرنا مضر نہیں ہو سکتا۔

معمر سے مروی ہے کہ میں حمص کی مسجد میں داخل ہوا تو وہاں کچھ لوگ بیٹھے گفتگو کر رہے تھے میں سمجھا کوئی اچھی بات کر رہے ہوں گے تو میں وہیں بیٹھ گیا۔ دیکھا تو وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازیبا کلمات کہہ رہے تھے اور ان کی برائی کر رہے تھے۔ میں وہاں سے اٹھ گیا وہاں ایک بوڑھا نماز پڑھ رہا تھا میں اسے اچھا سمجھ کر اس کے پاس بیٹھ گیا جب اس نے مجھے محسوس کیا اور نماز سے فارغ ہوا تو میں نے اس سے کہا۔ اے اللہ کے بندے کیا تم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ

کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں اور انھیں برا بھلا کہہ رہے ہیں اور میں اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مناقب بیان کرنے لگا کہ یہ آپ ﷺ کے داماد اور حضرات حسنین کے والد آپ کے چچازاد تھے وغیرہ تو اس بوڑھے نے کہا یہ لوگ لوگوں سے نہیں ملے اور اگر لوگوں میں سے کوئی نجات پائے گا تو وہ "ابو محمد" ہے۔ میں نے کہا ابو محمد کون ہے۔ اس نے کہا حجاج بن یوسف اور یہ کہہ کر رونے لگا۔ تو میں اس کے پاس سے بھی اٹھ گیا اور میں نے کہا کہ میرے لئے حلال نہیں کہ میں اس شہر میں رات تک رکوں تو میں دن ہی دن میں وہاں سے نکل گیا۔

ابن جوزیؒ کہتے ہیں کہ اسی طرح کی ایک روایت ابن ماجشون [1] کی بھی ہے وہ کہتے ہیں کہ اھل مدینہ میں سے ایک شخص میرا دوست تھا وہ کافی عرصہ کے لئے غائب ہو گیا میں نے مدت بعد اسے دیکھا تو اس سے حال احوال پوچھا اس نے کہا میں کوفہ میں تھا۔ میں نے کہا تم وہاں کیسے رکے رہے وہ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہیں۔ اس نے کہا کہ بھائی میں نے وہاں ایک اس سے زیادہ عجیب بات دیکھی میں نے کہا وہ کیا۔ اس نے کہا کہ وہ کباشی کو گانے میں معبد [2] پر فضیلت دیتے ہیں۔ یہ بات مھدی نے سن لی تو خوب ہنسا اور ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گیا۔

علی بن مھدی سے مروی ہے کہ ایک حکیم ابو واسع کے پاس سے گزرا تو اس نے پیٹ میں گیس کی شکایت کی اس نے کہا پودینہ کھاؤ اس نے آواز لگائی اے لڑکے دوات اور کاغذ لاؤ اور کیا آپ نے کیا بتایا تھا۔ اللہ آپ کو نیکی دے اس نے کہا کہ پودینہ نچوڑ کے جو میں ملا کر کھاؤ تو ابو واسع نے کہا آپ نے پہلے جو کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ تو طبیب نے جل کر کہا کہ مجھے اب پتہ چلا ہے کہ تو گدھا ہے۔

ابو خلف سے مروی ہے کہ ایک شخص "سکی" مشہور تھا اس کا دعوی تھا کہ وہ گھوڑوں کا ماہر ہے ایک دن اس نے ایک گھوڑے کو کھڑے دیکھا اس نے لگام کا اوپری

---

[1] یہ ابو مروان عبدالملک بن عبدالعزیز بن عبداللہ ہیں ولاء تیمی ہیں ابن ماجشون کہلاتے ہیں فقہ مالکی کے عالم تھے ۲۱۲ھ میں وفات ہوئی۔ ایک قول اس کے بعد وفات کا بھی ہے۔

[2] یہ معبد بن وھب ابو عباد مدنی ہے اموی دور میں بڑا گلوکار تھا مدینہ میں پلا بڑھا بعد میں شام منتقل ہو گیا۔ وہاں کافی مدت مقیم رہا حتی کہ اس کی آواز بند ہو گئی۔ متوفی ۱۲۶ھ۔

حصہ ننگا ہوا تھا تو کہنے لگا۔ حیرت ہے اسے قے کیوں نہیں ہو رہی۔ میں تو اپنے حلق اگر انگلی ڈالوں تو میرے پیٹ میں کچھ نہ رہے ابو خلف کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ مجھے اب معلوم ہو گیا ہے کہ تو واقعی گھوڑوں کا ماہر ہے۔

ابو نواس [۱] نے ایک کاتب سے جو ابو داؤد کی دکان میں لکھتا تھا۔ پوچھا کہ تم بڑے ہو یا تمہارا بھائی۔ اس نے کہا جب رمضان آتا ہے تو ہم دونوں برابر ہو جاتے ہیں۔

اس کے کچھ درہم چوری ہو گئے تو اسے کہا گیا کہ ہمیں امید ہے کہ وہ تمہارے میزان (اعمال) میں ہوں گے اس نے کہا میزان (یعنی دکان کے ترازو) سے ہی چوری ہوئے ہیں۔

ابو حصین سے مروی ہے کہ ایک شخص بیمار کی عیادت کو گیا تو وہاں لواحقین سے تعزیت کی تو کسی نے کہا کہ وہ مرا نہیں ہے اس نے کہا انشاء اللہ مر جائے گا۔

سورہ واسطی سفر پر جا رہا تھا اسے کہا گیا کہ اللہ تمہارے ہم سفر بہترین دے اس نے کہا کہ مجھے ضرورت نہیں جگہ اس سے زیادہ قریب ہے۔

ابو عاصم [۲] سے مروی ہے کہ ایک شخص نے امام ابو حنیفہؒ سے پوچھا روزہ دار پر کھانا کب حرام ہو جاتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ جب فجر طلوع ہو جائے۔ اس نے کہا اگر فجر آدھی رات کو طلوع ہو جائے تو پھر۔ انھوں نے کہا چل اٹھ نکل یہاں سے۔

ابو بکر بن مروان سے مروی ہے کہ ایک شخص امام ابو حنیفہؒ کی مجلس میں خاموش بیٹھا رہتا تھا امام ابو حنیفہ کو یہ بات بڑی عجیب لگتی۔ انھوں نے چاہا کہ وہ کچھ بولے تو اسے فرمایا کہ بھئی تم ہماری گفتگو میں کیوں شامل نہیں ہوتے اس نے کہا کہ روزے دار پر کھانا کب حرام ہوتا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ تم ایسے شخص ہو

---

[۱] یہ حسن بن ھانی بن عبدالاول بن صباح ہے ولاء حکمی ہے۔ ابو نواس عراق میں اپنے وقت کے بڑے شاعر تھے۔ جاحظ کہتے ہیں کہ میں لغت اور لہجہ میں ابو نواس سے زیادہ فصیح کسی شاعر کو نہیں جانتا۔ کلثوم عتابی نے کہا کہ اگر ابو نواس جاہلیت کے دور میں ہوتا تو اس سے بڑا شاعر کوئی نہ ہوتا۔ ولادت و وفات میں مختلف اقوال ہیں۔ ولادت ۱۳۰ھ۔ ۱۴۵ھ۔ ۱۴۶ھ۔ وفات ۱۹۰ھ۔ ۱۹۴ھ۔ ۱۹۷ھ

[۲] یہ ضحاک بن مخلد بن ضحاک بن مسلم شیبانی ہیں جو نبیل کہلاتے ہیں حفاظ حدیث کے اپنے دور میں شیخ تھے۔ مکہ میں ۱۲۲ھ میں پیدا ہوئے بصرہ منتقل ہوئے اور وہاں ۲۱۲ھ میں وفات ہوئی۔

جو خود کو بہتر جانتے ہو۔

طاہر زھری سے مروی ہے کہ ایک شخص امام ابو یوسف ؒ کی مجلس میں خاموش رہتا تھا تو امام ابو یوسف ؒ نے اسے فرمایا کہ کیا تم بولتے نہیں۔ اس نے کہا کیوں نہیں۔ بتائیے روزے دار کب روزہ کھولتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب غروب آفتاب ہو جائے۔ اس نے کہا اگر آدھی رات تک آفتاب غروب ہی نہ ہو تو۔ امام ابو یوسف ہنس پڑے اور فرمایا کہ تم نے چپ رہ کر صحیح کیا اور میں نے تم سے بولنے کی فرمائش کر کے غلطی کی۔ پھر فرمایا۔

عجبت لازراء العیی بنفسه
وصحت الذی کان بالصمت اعلما
وفی الصمت ستر للعییسی وانما
صحیفته لب المر ان یتکلما

ترجمہ: میں حیران ہوا خود کو عجز کا عیب لگانے والے سے اور اس کی خاموشی سے جو خاموشی کو زیادہ جانتا تھا اور چپ رہنے میں عاجز کا ستر ہے اور بولنے میں انسان کی عقل کی نشاندہی ہوتی ہے۔

ابوالحسن مدنی سے مروی ہے کہ ابو جہم بن عطیہ کا گدھا چوری ہو گیا تو اس نے کہا نہیں واللہ میرے رب تیرے علاوہ میرا گدھا کسی نے نہیں لیا تو اس کی جگہ بھی جانتا ہے لہذا میرا گدھا واپس کر دے۔

مسعود سے مروی ہے کہ عمرو بن سلمہ بن قتیبہ نے اپنے بھائی کو اپنی والدہ کے لئے کفن خریدنے بھیجا اس نے کفن والے کو کہا کہ کوئی انتخاب کرنے کی ضرورت نہیں ہماری اماں مرحومہ بے کار لباس پہنا کرتی تھیں۔

امام دار قطنی فرماتے ہیں کہ ابوالحسین بن عبدالرحیم الخیاط سے مروی ہے کہ میں احمد بن حسین کے پاس بیٹھا تھا ایک عورت ان کے پاس ایک پرچہ لائی جس میں استفتاء تھا انھوں نے مجھے کہا کہ ذرا یہ رقعہ پڑھو۔

میں نے پڑھا اس میں لکھا تھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ تجھے طلاق ہے اگر۔۔۔ پھر وہ شخص اگر کہہ کر خاموش ہو گیا انھوں نے عورت سے پوچھا کہ اگر

کے بعد کیا ہوا۔ اس نے کہا مجھے نہیں پتہ۔ انھوں نے مجھے کہا دوبارہ پڑھو میں نے پھر پڑھا۔ انھوں نے عورت کو کہا پھر وہ "اگر" کہہ کر خاموش ہو گیا اور پورا جملہ نہیں کہا۔ عورت نے کہا کہ واللہ مجھے نہیں معلوم وہ اگر کہہ کر رک گیا تھا۔ ابوالحسین کہتے ہیں کہ مسجد میں کچھ لوگ تھے احمد نے انھیں کہا اس پر غور کرو تو ان سب نے اسی طرح پڑھا جس طرح میں نے پڑھا تھا پھر ایک آدمی کو جیسے سمجھ میں آگیا ہو وہ بولا کہ یہ مسئلہ یوں ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ تجھے طلاق ہے اگر۔۔۔ پھر وہ بھی "اگر" کہہ کر خاموش ہو گیا۔

ملازبان سے مروی ہے کہ ابو عثمان بصری کہتے ہیں کہ تین بھائی تھے۔ جن سے نام ابو قطیفہ، طبلی اور ابو کلیر تھے۔ یہ غیاث بن اسید کے بیٹے تھے ان میں سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حج کرتا تھا اور کہتا کہ وہ حج کرنے سے پہلے شہید ہو گئے تھے دوسرا حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرف سے قربانی کرتا اور کہتا کہ ان دونوں حضرات نے قربانی ترک کر کے غلطی کی۔ اور تیسرا حضرت عائشہ کی طرف سے ایام تشریق میں خوب کھاتا پیتا اور کہتا حضرت عائشہ نے عید کے روزے رکھ کر غلطی کی تھی کوئی تو اپنے باپ کی طرف سے روزے رکھتا ہے اور میں اپنی عائشہ امی کی طرف سے افطار کرتا ہوں۔

ابو عثمان کہتے ہیں کہ ابو شعیب کے سامنے عبداللہ بن حازم، حمید طوسی[۱] اور یحیی حرمی کا ذکر ہوا یہ لوگ قتل و قتال مار پٹائی میں بہت آگے تھے تو ابو شعیب نے کہا کہ یہ لوگ اس شیر (یعنی اللہ) پر کتنی جرات رکھتے تھے۔ (اللہ تعالی اس صفت سے منزہ ہے)

علی بن محسن تنوخی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ۳۵۸ھ میں میں اھواز کی مجلس قضا پر فائز تھا دو آدمی میرے پاس آئے ایک نے دوسرے پر دعوی کیا میں نے اس سے پوچھا تو اس نے دعوی کی صحت سے انکار کیا پھر میں نے مدعی سے گواہ مانگے گواہ موجود نہیں تھے اس نے کہا فریق مخالف سے قسم لی جائے میں نے

---

[۱] یہ حمید طوسی ہے جو مشہور سالار ہے مامون عباسی کے لشکر میں تھا بڑا ظالم اور قاتل تھا۔ ۲۰۸ھ میں مر گیا۔

دوسرے کو کہا گیا تو قسم کھاتا ہے۔ اس نے کہا جب میرے پاس کوئی چیز ہی نہیں تو میں قسم کیوں کھاؤں اگر چیز ہوتی تو قسم کھاتا اور اس کا اکرام کرتا۔

ثمامہ بن اشرس سے مروی ہے کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو ایک والی کے پاس اپنے مخالف کو لے کر آیا تھا اس نے کہا اللہ آپ کو نیکی دے میں تو رافضی ناصبی ہوں اور میرا مخالف جہمی مشبہ مجسم اور قدری ہے حجاج بن زبیر کو گالی دیتا ہے جس نے کعبہ کو علی بن ابی سفیان پر گرا یا تھا اور یہ معاویہ بن ابی طالب کو لعنت کرتا ہے۔ والی نے کہا میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں کس بات پر حیرت کروں تیری انساب کے علم پر معرفت پر یا القاب کی معرفت پر اس نے کہا آپ جس کاتب کو نکالتے ہیں میں یہ سب سیکھ لیتا ہوں۔

محمد بن مبرد سے حسن بن رجاء کے حوالے سے مروی ہے کہ رشید جب ثمامہ [1] پر غصہ ہوتا اسے سلام ابرش کے پاس بھیج دیتا اور اسے کہتا کہ اس پر سختی کرے اور اسے ایک گھر میں بند کر کے اس پر لیپ کر کے اسے بند کر دے وہ اس حکم کے خلاف کرتا اسے کھانا وغیرہ مہیا کرتا۔ ایک مرتبہ "سلام" رات میں قرآن پڑھ رہا تھا۔ اس نے یہ آیت پڑھی ویل یومئذ للمکذبون ثمامہ نے کہا یہ "للمکذبین" ہے اور تشریح یہ کی کہ "مکذبون" رسول ہیں اور "مکذبین" کفار ہیں۔ تو سلام ابرش نے کہا کہ مجھے کہا گیا تھا کہ تو زندیق ہے تو میں نے نہیں مانا تھا۔ اس کے بعد اس نے اس پر بہت سختی کی۔ حسن کہتے ہیں کہ پھر رشید ثمامہ سے راضی ہو گیا تو اسے اپنی مجلس میں بٹھالیا ایک مجلس میں اس نے کہا کہ مجھے سب سے برے حال والے شخص کے بارے میں بتاؤ۔ تو ہر شخص نے کچھ نہ کچھ کہا۔ ثمامہ کہتا ہے کہ اور بات کہنے کی میری باری آئی تو میں نے کہا، اے امیر المومنین ایک عقلمند پر جاہل کا حکم چل رہا ہے۔ یہ سن کر امیر کے چہرے پر غصہ کے آثار نمودار ہو گئے تو میں نے کہا اے امیر المومنین آپ یہ نہ سمجھیں کہ جو میں سوچ رہا ہوں وہ فی الوقت ایسا ہو۔ امیر نے کہا واللہ میں نہیں سمجھا وضاحت کرو تو میں نے انھیں "سلام" کا واقعہ سنایا تو امیر خوب ہنسے حتی کہ لوٹ پوٹ

---

[1] یہ ثمامہ بن اشرس المیری معتزلی ہے معتزلہ میں بڑا آدمی تھا اس کے متبعین کو ثمامیہ کہا جاتا ہے۔ ہارون رشید سے اس کا ملنا جلنا بہت تھا۔ متوفی ۲۱۳ھ

ہو گئے اور کہا تو نے سچ کہا تو واقعی اس وقت بدحال تھا۔

مزربان سے مروی ہے کہ ہمیں ہمارے ایک ساتھی نے بتایا کہ ایک شخص نے دوسرے کو سخت سردی میں کہا کہ میں تجھ پر ایک مٹکا پانی ڈالتا ہوں اور ایک درھم دوں گا اور تو ایک مکہ مار دوسرے نے کہا ہاں ٹھیک ہے یہ پانی مجھ پر ڈال دے اور درھم آدھا میرا اور آدھا اس کا ہو گا۔

ابن مزربان سے مروی ہے کہ ہمیں ایک ادیب نے بتایا کہ ایک عراقی اور شامی میں لڑائی ہوئی تو عراقی نے اسے کہا اللہ تیرے داڑھی مونڈے شامی نے ٹکڑا لگایا مکہ میں انشاء اللہ۔ اسی طرح ایک اور ادیب نے بتایا کہ خطیب بغدادی سے پوچھا گیا کہ حضرت معاویہ ؓ افضل ہیں یا حضرت عیسیٰ بن مریم تو خطیب نے کہا لا الہ الا اللہ کیا تو کاتب وحی پر نصاریٰ کے نبی کو قیاس کرتا ہے۔

ابن الجوزی کہتے ہیں ایک آدمی نے کسی فقیہ سے پوچھا اگر آدمی کی ہوا خارج ہو جائے تو کیا نماز پڑھنا اس کے لئے جائز ہے۔ فقیہ نے کہا نہیں۔ تو اس نے کہا میں نے ایسا کیا ہے اور یہ جائز ہے۔

ابن المزربان سے مروی ہے کہ ایک معزز شخص نے مکہ میں یہ کہا کہ "اے اللہ اگر تو مجھے نہیں جانتا تو سن میں فلاں بن فلاں ہوں میں تیرے فلاں بندے کے پاس سے گزرا تو وہ گندی بات کہہ رہا تھا میں نے اسے ایک لات ماری تو وہ گر پڑا اور پاؤں رگڑتے ہوئے مر گیا۔ اے اللہ میں نے اقرار کر لیا ہے تو اب مجھے معاف کر دے جیسے چاہے۔

ایک آدمی، گدھا خریدنے بازار گیا اس کا ایک دوست اسے ملا اس نے پوچھا کہاں۔ اس نے کہا بازار جا رہا ہوں گدھا خریدنے۔ اس نے کہا انشاء اللہ کہو۔ اس نے کہا کہ یہاں انشاء اللہ کہنے کی جگہ نہیں دراھم میری جیب میں موجود ہیں گدھا بازار میں موجود ہے۔ تو جس وقت یہ گدھا خریدنے کے لئے بازار گھوم رہا تھا تو کسی نے اس کے دراھم چرا لئے (جیب کٹ گئی) یہ منہ لٹکائے واپس آیا تو اسے اس کا دوست ملا اس نے پوچھا کیا کر کے آئے۔ اس نے کہا میرے دراھم چوری ہو گئے انشاء اللہ۔ تو دوست نے کہا انشاء اللہ کہنے کی جگہ یہ نہیں ہے۔

دو احمق ایک کشتی میں سوار اچانک تیز ہوا چلنے لگی ایک نے کہا کہ واللہ ہم ڈوب گئے دوسرا بولا انشاء اللہ پہلے نے کہا استثناء مت کرنا کہ تو اکیلا بچ جائے۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ مجھے میرے ایک دوست نے بتایا کہ ایک شخص نے چھوٹی عورت سے شادی کرلی کسی نے کہا یہ کیا کیا۔ تو اس نے جواب دیا کہ عورت شر ہے اور تم شر کو جتنا کم کرو بہتر ہے۔

ابو علی بصری سے مروی ہے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ ایک شخص کو بہت سا مال ورثہ میں مل گیا وہ جو چاہتا اس مال سے کام لیتا۔ اس نے اپنے دوستوں سے کہا کہ تم مجھے کوئی ایسا کاروبار بتاؤ جس میں میرے پاس کوئی چیز واپس نہ آئے اور میں سارا مال اسی میں ضائع کر دوں ایک دوست نے کہا کہ موصل سے کھجوریں خرید کر بصرہ لے جاؤ۔ دوسرے نے کہا کہ درزی کی سوئیاں جو ایک درھم کی تین ملتی ہیں خرید رکھو اور جب وہ دس رطل ہو جائیں تو انھیں محض دو درھم میں بیچ دو ایک نے کہا کہ جو چاہو خریدو اور لے جا کر دیہاتیوں کو بیچ دو اور ان سے بجائے پیسے لینے کے ہنڈی کی رسید لے لو پھر کردوں کے ہاں جا کر بیچو، ان سے بھی ہنڈی کی رسید لے لو پھر دوبارہ دیہاتیوں کو بیچو ان سے ہنڈی کی رسیدیں لیتے رہو (اور ہنڈی کے پیسے وصول ہی نہ کرو) اس نے ایسا ہی کیا حتی کہ سارا مال ضائع کر دیا۔

حارثی سے منقول ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو غصہ میں کہا کہ اے سن! جب میں عورت کو برا کام کرتے دیکھتا ہوں تو اسے بہت ذلیل کرتا ہوں اور جو اسے ذلیل کرتا ہے اسے بھی ذلیل کرتا ہوں۔

حارثی کہتے ہیں کہ ہم ایک چاندنی رات میں چلے جا رہے تھے تو ابو فضالہ نے ایک سفید بلی دیکھی جس کی دم سفید تھی اس نے مجھے کہا اے احمد، یہ چاندی کی اینٹ دیکھ رہے ہو جس کے ایک طرف چراغ بھی ہے یہ شاید کسی سے گر گئی ہے یہ کہہ کہ وہ اس کو اٹھانے لگا تو بلی نے جھپٹا مار کر اسے زخمی کر دیا تو اس نے بلی کو چھوڑ دیا۔

ھذیل کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں مدینہ میں ایک قصاب کے پاس ایک بڑھیا آئی اور اس نے کہا کہ ایک درھم کا اچھا گوشت دو اور مجھے اپنا نام بتاؤ تاکہ تمہارے لئے دعا بھی کروں اس نے بڑھیا کو بیکار ترین گوشت دیا اور کہا میرا نام "من تمد" (معنی جو

درست کرتی ہے) ہے۔

جب بڑھیا گوشت کے ٹکڑے کرنے لگی یعنی اسے درست کرنے لگی تو وہ کٹ کے نہ دیا اس نے لعنت کی کہ اللہ من تمد پر لعنت کرے (مطلب ہوا کہ اللہ اس پر لعنت کرے جو درست کرتی ہے) یعنی خود کو لعنت کرنے لگی۔ حکایت ہے کہ ایک قصاب گوشت پر یہ آوازیں لگاتا تھا بڑا زبردست گوشت ہے آؤ چاروں پاؤں سے چل کر آؤ۔

محمد داری سے مروی ہے کہ ہمارے علاقے دارا میں ایک شخص تھا جو تھوڑا سا بے وقوف تھا ایک مرتبہ وہ دارا سے نکلا اس کے ساتھ دس گدھے بھی تھے وہ ایک پر سوار ہوا اور گدھے شمار کئے تو وہ نو تھے اس نے سواری کے گدھے کو شمار نہیں کیا پھر گھبرا کر اترا اور پھر شمار کئے تو دس نکلے پھر سوار ہو گیا پھر گنے تو نو نکلے اس نے پھر اتر کر دس شمار کئے ایسا کئی مرتبہ ہوا تو اس نے کہا کہ اگر میں پیدل چلوں تو ایک گدھے کا فائدہ حاصل ہوگا اور اگر سوار چلوں تو ایک گدھا کم ہوگا لہذا پیدل چلنا بہتر ہے وہ پورا سفر اسی طرح طے کرتا رہا حتی کہ تھک کر مرنے کے قریب ہو گیا تو منزل پر جا پہنچا۔

ابوھذیل کی بیوی کے ہاں ولادت کا وقت قریب تھا اسے کہا گیا کہ دائی کو لے کر آؤ یہ گیا اور دائی سے کہنے لگا کہ ہمارے گھر چلو میری بیوی کو دیکھو اور ہاں کوشش کرنا کہ لڑکا پیدا ہو اگر ایسا کیا تو ایک دینار انعام دوں گا۔

ابوالعیناء سے مروی ہے کہ بصرہ میں ایک شخص تھا جسے ابوحفص کہا جاتا تھا اور بلاغت سے ملقب تھا وہ جب کسی کے پاس سے گزرتا تو کہتا کہ " اللہ تمہاری صبح نہ کرے مگر خیر کے ساتھ اور دوسروں کے پاس سے گزرتے ہوئے کہتا کہ اللہ تمہاری شام نہ کرے مگر عزت کے ساتھ وہ اپنی آخری بات دہرا نہیں پاتا تھا کہ اسے بھگا دیا جاتا۔

ابوسعید حربی سے مروی ہے کہ ابراہیم بن خصیب نامی احمق کے پاس ایک گدھا تھا اس نے رات کو جس وقت لوگ گدھوں کے گلے میں تھیلا لٹکا دیتے ہیں (جس میں چارہ بھسی چنے وغیرہ ہوتے ہیں) وہ تھیلا اٹھایا اور اس میں قل ھو اللہ احد کہہ کر دم کر دیا اور خالی تھیلا لٹکا کر بولا۔ جو شخص جو کی بھسی یا دانوں کو قل ھو اللہ احد

سے بہتر کہتا ہے اللہ اس پر لعنت کرے اتنے میں گدھے نے رینکنا شروع کر دیا تو اس نے کہا کہ میں سمجھتا نہیں تھا کہ قل ھو اللہ احد جانور کو قتل کر دیتا ہے یہ تو انسانوں کو بھی قتل کر دے گا واللہ اب میں جب تک زندہ ہوں قل ھو اللہ احد نہیں پڑھوں گا۔

ابو اسحاق الجونی سے مروی ہے کہ ہمارے پڑوس میں ایک ٹھٹھرا (تانبے کا کام کرنے والا) رہتا تھا اس کی عمر تقریباً پچاسی سال ہو چکی تھی ایک دن اس سے ایک عورت نے مسئلہ پوچھا کہ میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دی ہیں میں کیا کروں۔ اس نے پوچھا کیا تیرے ماں باپ طلاق سے راضی ہیں عورت نے کہا نہیں۔ اس نے کہا پھر تو لوٹنا جائز ہے عورت نے کہا میں نے ابو اسحاق سے مسئلہ پوچھا تھا اس نے کہا ہے کہ طلاق ہو گئی ہے۔ اس نے کہا کہ ابو اسحاق کو کیا پتہ میں اس سے زیادہ صاحب بصیرت، عالم اور عمر میں بڑا ہوں میں نے ایک مرتبہ ابو اسحاق کو ایک مسئلہ میں پھنسا دیا تھا وہ اس سے نکل نہ سکا تھا۔

مروزی سے منقول ہے کہ ابو عبدالحمید نے ایک مچھلی خریدی اور پھر مچھلی پکنے کے انتظار میں سو گیا مچھلی پک کر تیار ہو گئی تو اس کی بیوی نے دوسری عورتوں کے ساتھ مل کر کھالی اور مچھلی کے ٹکڑے کو اس کے ہونٹ اور انگلیوں پر مسل دیا اس کے بعد جب وہ نیند سے بیدار ہوا تو اس نے کہا مچھلی لاؤ اس کی بیوی نے کہا پاگل شخص تو نے ابھی تو مچھلی کھائی تھی اور ہاتھ منہ دھوئے بغیر سو گیا تھا اس نے اپنی انگلیاں سونگھیں تو ان میں سے مچھلی کی بو آرہی تھی اس نے کہا کہ میں نے اس مچھلی سے زیادہ بہترین زود ہضم غذا نہیں دیکھی مجھے پھر بھوک لگ گئی ہے میرے لئے کھانا تیار کرو۔

یحیی بن معین[۱] سے مروی ہے کہ غندر نے مچھلی خریدی اور اپنے گھر والوں کو کہا کہ اسے پکاؤ اور خود سو گیا گھر والوں نے مچھلی پکا کر خود کھالی اور اس کے ہاتھ لتھڑ دیئے جب یہ بیدار ہوا تو اس نے مچھلی مانگی انھوں نے کہا کہ تم کھا چکے ہو اس نے کہا ہاں تم سچ کہہ رہے ہو مگر میرا پیٹ نہیں بھرا۔

---

[۱] یہ یحیی بن معین بن عون، بن زیاد بغدادی ہیں ابوزکریا کنیت ہے حدیث اور اس کے رجال کے امام تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں یہ رجال کے سب سے بڑے عالم تھے۔ امام ذھبی نے ان کی تعریف یوں کی ہے کہ "سید الحفاظ" ہیں وفات حج کے ایام میں مدینہ میں ۲۳۳ھ ہوئی۔

غندر کو کہا گیا کہ لوگ تمہاری صحت وسلامتی کو عظیم سمجھتے ہیں ہمیں کوئی اس کی صحیح صحیح بات بتاؤ اس نے کہا کہ میں نے روزہ رکھا اور تین مرتبہ بھول کر کھالیا مجھے ہر دفعہ کھانے کے بعد یاد آیا کہ میں روزے سے ہوں تین دفعہ کھا کر میں نے اپنا روزہ مکمل کر لیا۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ مامون نے اپنے والد کو کہا کہ کوئی بہترین نام بتاؤ کہ میں اپنی اس بچی کا نام رکھوں انھوں نے کہا کہ اس کا نام "مسجد دمشق" رکھ دو اس سے اچھی چیز کوئی نہیں۔

ابو بکر بن زیاد [1] سے مروی ہے کہ ایک گلی کا پڑوسی مر گیا اس نے جنازے میں شرکت نہیں کی اس سے کسی نے کہا تیرا ستیاناس تو جنازے میں کیوں نہیں گیا۔ اس نے کہا تم لوگ پاگل ہو مجھے اپنا خیال آ گیا تھا۔

سفیان ؒ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عمرو بن [2] دینار کو کہا کہ میں علم نجوم جانتا ہوں انھوں نے کہا کہ کیا تم حقعہ، قعہ لور وقعہ کو جانتے ہو۔ اس نے کہا ہاں جانتا ہوں انھوں نے کہا کہ اب تم علم نجوم میں سے کچھ نہیں جانتے۔

حاتم عقیلی کے ہاں اہل "ری" میں سے ایک بوڑھا آیا اس نے کہا کہ کیا تم وہ شخص ہو جو یہ روایت کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے حاتم نے کہا ہاں، نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں صحیح حدیث موجود ہے اس نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو کیونکہ سورہ فاتحہ تو نبی کریم ﷺ کے دور میں نازل ہی نہیں ہوئی تھی یہ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں نازل ہوئی ہے۔

مدائنی ؒ کہتے ہیں کہ اسماء بن خارجہ [3] نے کسی کو دہائی دیتے ہوئے سنا

فمن   للمنابر   والخافقات

---

[1] یہ عبداللہ بن محمد بن زیاد نیشاپوری ہیں حافظ الحدیث ہیں عراق میں شافعی مسلک کے امام تھے۔ متوفی ۳۲۴ھ۔ [2] یہ عمرو بن دینار میں وکلاء جمحی ہیں کنیت ابو محمد الاثرم ہے اہل مکہ کے مفتی تھے اہل مدینہ نے انھیں تشیع سے متہم کیا تھا۔ اسی طرح حضرت ابن زبیر کی مخالفت سے۔ ذہبی ؒ نے اس کا انکار کیا ہے۔ متوفی ۱۲۶ھ۔

[3] یہ اسماء بن خارجہ بن حصن بن حذیفہ انفزاری تابعی ہیں طبقہ اولی کے شخص ہیں متوفی ۶۶ھ

والجرد بعد امام العرب
ومن للطعان غداه الهباج
ومن یمنع البیض عند الھرب
ومن للعفاه وفك العقاه و
من یفرج الکرب عند الکرب

ترجمہ: متابر اور ستاروں اور غریبوں کا امام عرب کے بعد کون ہے اور کون ہے شام کے وقت سخت لڑائی میں نیزے چلانے والا اور سخت لڑائی میں خودوں کو روکنے والا کون ہے۔ کون کے بیکسوں کا سرپرست اور سرکشوں کا دشمن اور کون تکلیف کے وقت تکلیف دور کرے گا۔

اسماء کہنے لگے کہ یہ کسی نیک اور معزز شخص کی موت پر دہائی دی جا رہی ہے وہ کون شخص ہے ؟ کسی نے بتایا کہ یہ فلاں سبزی والا ہے جو ابن وردان جولاہے کا بیٹا ہے۔ اسماء نے یہ سن کر کہا کہ یہ تعریف دو مصیبتوں میں سے بڑی مصیبت ہے۔

مدائنی" سے مروی ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے ملا جس کے پاس دو کتے تھے اس نے کہا کہ ایک کتا مجھے ھبہ کر دے دوسرے نے کہا کہ کون سا لینا چاہتے ہو مجھے تو کالا کتا سفید سے زیادہ پسند ہے پہلے نے کہا تو سفید دے دو دوسرے نے کہا سفید مجھے دونوں سے زیادہ پسند ہے۔

طارق کہتے ہیں کہ ایک شخص امیر بلال کے پاس آیا اس نے اسے دو کپڑے دیئے تو اس شخص نے کسی کو بتایا کہ مجھے امیر نے دو کپڑے دیئے ہیں دوسرے سے میں نے تہبند بنالیا اور دوسرے سے چادر بنالی ہے۔ (دونوں کیلئے "دوسرے" کا لفظ کہا)

طارق کہتے ہیں کہ دو پڑوسیوں کے مابین منہ ماری ہو گئی ایک کی کنیت ابو عیسی تھی اس نے کہا۔ اے اللہ مجھ سے ابو عیسی کیلئے (بددعا) لے لے۔ لوگوں نے کہا تو اپنے لئے بددعا کر رہا ہے اس نے پھر سے کہا تو لے لے ابو عیسی کے لئے مجھ سے۔

ابن الفرج کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ میں نے ایک شخص کو اپنے آپ گدگدی کرتے دیکھا میں نے کہا یہ گدگدی کیوں کر رہے ہو۔ اس نے کہا

میں نے عمامہ باندھا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ تھوڑا سا ہنس لوں۔

ابن خلف ؒ کہتے ہیں ھبیرہ کی بیوی مر گئی اسے کہا گیا کہ اس کی شان میں کچھ کہو، اس نے کہا اے فلانہ اللہ تجھ پر رحم کرے تیرا دروازہ کھلا رہتا تھا اور تیرا سامان ہر ایک کے لئے تھا۔

عبدالرحمٰن بن داؤد سے مروی ہے کہ ایک تاجر کی دوسرے تاجر سے ملاقات ہوئی اس نے کہا آپ کا نام۔ مگر زیادہ لمبانہ کرتا اس نے بتایا ابو عبد منزل القطر علیکم من السماء تنزیلا الذی یمسك اسماء ان تقع علی الارض الا باذنه پہلے نے کہا خوش آمدید جناب تہائی قرآن صاحب۔

ابن حبیبؒ [1] نے لکھا ہے کہ عثمان بن سعید کا بھائی کنوئیں میں گر گیا اس کے کسی بھائی نے (کنوئیں میں جھانک کر) کہا بھائی تم کنوئیں میں ہو؟ اس نے کہا کیا میں تجھے نظر نہیں آرہا؟ اس نے کہا اچھا کہیں جانا نہیں میں کسی کو لے کر آتا ہوں جو تمہیں باہر نکالے۔

ابن خلف کہتے ہیں کہ کسی چوکیدار نے ایک آدمی کو پکڑا اور اسے حوالات میں بند کرنے کا حکم دیا گیا تو اس آدمی نے کہا اللہ تجھے نیکی دے میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ اپنے گھر پر رات نہیں گزاروں گا۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے ایک دوست نے بتلایا کہ ناجبہ نامی ایک شخص نے عراق جانے کا ارادہ کیا اس نے ایک سیڑھی لی اور اس پر چڑھنے اور اترنے لگا کسی نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہو۔ اس نے کہا کیا تو سفر جانتا ہے؟

کعبہ نامی شخص کے گھر میں پانی داخل ہو گیا یہ چیخا ہائے میں ڈوبا۔ کسی نے اس سے کہا ایسا کیوں کیا۔ اس نے کہا کچی بات معلوم کرنا چاہتا تھا۔

ابو یعقوب کے پاس لوگ آئے وہ حالت نزع میں تھا اس کو کہا گیا کہ لا اله الا الله کہو تو اس نے کہا۔

---

[1] یہ محمد بن حبیب بن امیہ بن عمرو ہیں ولاء ہاشمی ہیں ابو جعفر بغدادی کنیت ہے علم انساب، لغت اور شعر واخبار کے علامہ تھے ان کی تصانیف میں سے ایک المجر ہے متوفی ۲۴۵ھ۔

امثلی یروع بالنائبات
ویخشی حوادث صرف الزمن
اذلنی الله ذل الحماد
واد خلنی حر امی اذن

ترجمہ: کیا مجھ جیسا آدمی مصیبتوں سے ڈر جائے گا اور زمانے کے حوادث سے خوف کھا جائے گا۔

اللہ مجھے ذلیل کرے گا گدھے کی ذلت کی طرح اور مجھے سخت گرمی والی جگہ میں داخل کر دے گا۔

ابن خلف سے مروی ہے کہ مجھے عبدالرحمٰن بن محمد نے بیان کیا کہ ایک شخص نے اخروٹ خریدا اور اسے الٹنے پلٹنے لگا پھر اپنے ایک ہاتھ میں پکڑ لیا اور کہنے لگا مجھے اس کے اندر کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی پھر کہنے لگا استغفر اللہ کہیں اس اخروٹ کی غیبت نہ ہو جائے۔

انہی سے مروی ہے کہ حباب بن علاء نے لکھا ہے کہ میں مدینہ میں تھا وہاں کے قاضی کے پاس حاضر ہوا وہاں ایک شخص ایک گدھے کو کھینچتا لایا اور پیچھے پیچھے ایک شخص بھی آیا آگے والے شخص نے دعوی کیا کہ یہ میرا گدھا ہے جو چوری ہو گیا تھا اور اب اس شخص کے پاس سے ملا ہے دوسرے شخص نے کہا جی یہ گدھا میرا ہے اور یہ میرے ہاتھ میں ہے قاضی نے مدعی کو کہا کہ تیرے پاس کوئی گواہ ہے اس نے کہا ہاں ہے کہا لے کر آؤ اس نے گدھا لیا اور اس پر بیٹھ کر چلا گیا۔ جس کے پاس سے گدھا ملا تھا میں نے اسے کہا کہ جب تم نے اس کا دعوی سن لیا تھا تو اس کو اپنا گدھا کیوں دیا اس نے کہا وہ مجھ سے عاریت پر لے گیا ہے۔

ابن خلف کہتے ہیں کہ مجھے ابو صالح بصری نے بتایا کہ ایک شخص کی غیر موجودگی میں اس کے ہاں ولادت ہوئی اس کی بیوی نے اسے خوشخبری بھجوائی تو اس نے جواب میں لکھا کہ "مجھے پتہ چلا ہے کہ تمہارے بچہ پیدا ہوا ہے اللہ تمہیں جزائے خیر دے اور اس کا بدلہ عنایت کرے میں نے اس بچے کا نام محمد بن عبداللہ ﷺ رکھا ہے۔ (نعوذ باللہ)

ابن جوزی کہتے ہیں ایک ادیب نے مجھے بیان کیا کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی ختنہ کرانے کا ارادہ کیا تو حجام کو کہا کہ نرمی سے کرنا کیونکہ اس نے پہلے کبھی ختنہ نہیں کرائی۔

عثمان بن عمر[1] کہتے ہیں کہ ایک شخص پر حالت نزع طاری تھی اس کی بیوی کو کہا گیا کہ اس کے پاس جا کر اس سے بات کرو تو اس نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ملك الموت مجھے نہ پہچان لے۔

ابراہیم تاجی شخص کا ایک وکیل تھا جس کا نام خلیل تھا وہ زمین سے واپس آیا تو ابراہیم نے اس سے پوچھا کب آئے اس نے کہا "غداً" آقا کل آیا تھا (۔غداً عربی میں آنے والے کل کو کہتے ہیں) تو ابراہیم نے کہا پھر تو تمہیں راستے میں ہونا چاہئے تھا۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ میں نے ابو بکر بن محمد کو کہتے سنا کہ میں نے ابو العبر کو کہا کہ تم جلدی بوڑھے ہو رہے ہو اس نے کہا بوڑھا جلدی کیوں نہ ہوں۔ میں ہر شخص کے پاس جلدی پہنچ جاتا ہوں تا کہ وہ کوئی کام میرے ذمہ لگادے کہ میں اس کی بھیڑوں کے ساتھ چلا جاؤں یا مرغیوں کو دانہ وغیرہ کھلادوں یہ ابن حمدان لاکھ درھم کا مالک ہے میں اس کے پاس گیا میں وہاں بیٹھا تھا کہ اسے چھینک آئی تو میں نے یرحمک اللہ کہا تو اس نے جواب میں مجھے یعر فک اللہ کہا۔

حاکم ؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن بن عمر کو کہتے سنا کہ میں نے اپنا گھر بیچ دیا تھا، تو بعد میں میں جب بھی مسجد جاتا واپسی میں بھول جاتا کہ میں گھر بیچ چکا ہوں میں نماز پڑھ کر لوٹتا اسی گھر میں دروازہ کھول اندر داخل ہو جاتا۔ عورتیں چیخنے لگتیں کہتیں کہ اے شخص ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر۔ میں ان سے معذرت کرتا کہ میں اسی گھر میں پیدا ہوا ہوں اور ہر دن بھول جاتا ہوں کہ یہ گھر بیچ چکا ہوں اور میرے ساتھ مدت تک ایسا ہوتا رہا۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ عبدان اسدی شاعر احمق تھا کہا جاتا ہے کہ وہ ابن بشر کے پاس آتا اور کہتا کہ آج نقد پانچ سو تجھے پسند ہیں یا کل ایک ہزار وہ کہتا کہ کل ایک ہزار وہ دوسرے دن آکر کہتا کہ آج نقد ایک ہزار تجھے پسند ہیں یا کل دو ہزار۔ وہ

---

[1] یہ عثمان بن عمر بن موسیٰ تیمی ہیں اہل مدینہ کے قاضی تھے ۱۴۵ھ میں انتقال ہوا۔

کہتا دو ہزار کل اسی طرح وہ روزانہ یہی کرتا حتی کہ اس کی وفات ہو گئی۔

ابو الحسن دامغانی جو معزالدولہ کا دربان تھا سے مروی ہے کہ میں معزالدولہ کے ہاں دربان تھا دروازے میں کھڑا تھا کہ ایک آدمی چیخا۔ نصیحت ہے میں نے اسے بلایا اور پوچھا تیری نصیحت کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں صرف امیر المومنین کو سناؤں گا میں نے امیر کو جا کر بتایا انھوں نے اسے بلوایا اور پوچھا کہ کیا نصیحت ہے۔ اس نے کہنا شروع کیا کہ میں مدائن کے مضافات میں مچھلی کا شکاری ہوں ایک دن شکار کر رہا تھا کہ میرا جال نہر کی تہہ میں پھنس گیا میں نے بہت کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہوا تو میں نہر میں اترا اور وہاں جا کر دیکھا تو وہ ایک لوہے کے بکس سے پھنسا ہوا ہے میں نے بکس لا کر کھول کر دیکھا تو وہ مال و دولت سے بھرا ہوا تھا تو میں نے اس کو واپس اسی جگہ رکھ دیا اور اب آپ کو اطلاع دینے آیا ہوں۔ دامغانی کہتا ہے کہ مجھے اسی وقت اس کے ساتھ مدائن بھیجا گیا ہم وہاں پہنچے اور تہہ سے اس کو نکال لائے وہ خوب مال ہیرے جواہرات سے بھرا تھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اس جگہ کو اور دیکھ لیا جائے تو میں نے اس شکاری کی مدد سے اس جگہ کو خوب کھنگال لیا تو وہاں سے مزید سات بکس جو مال سے بھرے تھے نکل آئے ہم وہ سب لے کر معزالدولہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے امیر بہت خوش ہوئے اور اس شکاری کو دس ہزار درھم دینے کا حکم دیا تو اس نے وہ لینے سے انکار کر دیا اس نے کہا میں کچھ اور انعام لینا چاہتا ہوں امیر نے کہا وہ کیا۔ اس نے کہا کہ وہ جگہ میرے شکار کے لئے مختص کر دی جائے اور وہاں میرے علاوہ ہر ایک کا شکار کرنا ممنوع قرار دے دیا جائے۔ امیر یہ سن کر بہت ہنسے اور اس کی جہالت اور حماقت سے حیران ہوئے اور جو اس نے مطالبہ کیا تھا اس کا حکم صادر کر دیا۔

مدائنی سے عمرو بن حسن کے حوالے سے مروی ہے یمن سے ایک خاندان اپنے علاقے کو چھوڑ کر پہاڑی گھاٹیوں میں جا کر ٹھہر گیا اور وہاں چھپ گیا اور انھوں نے کہا کہ ہم ماہ رمضان سے بھاگ آئے ہیں تا کہ وہ ہم پر داخل نہ ہو۔

ابو علی دارانی کہتے ہیں کہ ایک طالقانی حنفی تھا اور بہت زیادہ بے وقوف تھا ایک دن ابن عقیل کو کہنے لگا کہ تمہارا مذہب کیا کہتا ہے۔ کیا عورت اپنے بیٹے سے شادی کر سکتی ہے۔ ابن عقیل نے اسے کہا اس میں تفصیل ہے کہ اگر عورت باکرہ ہے

تو جائز ہے اور شبہ ہے تو جائز نہیں۔ طالقانی نے کہا میں نے یہ تفصیل کبھی نہیں سنی۔

دارانی کہتے ہیں کہ طالقانی سے پوچھا گیا کہ آپ اس مرے ہوئے چوہے کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ اگر وہ کسی چیز پر چلے تو کیا وہ چیز نجس ہو جائے گی۔ اس نے کہا نہیں۔

مجھے میرے ایک دوست نے بتایا کہ واسط میں ایک سیدھا سادا آدمی ایک اصطبل کے قریب گھر میں رہتا تھا ایک دن اس کی بیوی نے اسے کہا کہ میں آج گھر کی چھت پر کپڑے دھو رہی تھی کہ ہمارے کچھ کپڑے اڑ کر اصطبل میں چلے گئے وہ انھوں نے واپس نہیں کئے تو اس شخص نے کہا کہ اگر اصطبل سے کوئی چیز اڑ کر آجائے تو تم بھی نہ دینا بیوی نے کہا کہ کون سی چیز اصطبل کی زمین سے اڑ کر ہمارے ہاں آسکتی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ جو چیزیں اڑ سکتی ہیں وہ آسکتی ہیں مثلاً لگام ، پالان اور گھوڑے وغیرہ۔

کہتے ہیں کہ ایک شخص سندیہ کا رہنے والا تھا (سندیہ بغداد سے چھ فرسخ کے فاصلے پر ہے) وہ ایک دن مرغیاں لے کر دجلہ بغداد کے قریب آیا تاکہ انھیں بیچ دے ایک مرغی وہاں بھاگ نکلی اس نے پکڑنے کی بڑی کوشش کی مگر وہ ہاتھ نہ آئی ۔اس نے مرغی کو کہا اچھا گاؤں چلی جا تاکہ میں دوسری مرغیاں بیچ آؤں۔ اس نے مرغیاں بیچیں اور واپس گاؤں آکر مرغی کو ڈھونڈا مگر وہ نہ ملی تو اپنی بیوی سے پوچھا کہ وہ نقطے والی مرغی کہاں ہے۔ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم آدمی نے کہا کہ میں نے اس کو بغداد میں چھوڑا تھا تاکہ وہ تمہارے پاس واپس لوٹ آئے مگر وہ نہیں آئی۔

مشہور ہے کہ ایک ادیب نے "حمام" کے لفظ کے ساتھ التی "لکھ دیا کسی نے کہا حمام تو لفظ مذکر ہے (الذی آنا چاہئے) اس نے کہا کہ یہ عورتوں کا حمام ہے۔

ایک بے وقوف کو کسی دعوت میں بلایا گیا یہ آگیا لوگ کھانا کھانے لگے مگر یہ شامیانے کو تکتا رہا شامیانے کے دروازے بند کر دیئے گئے تھے کسی نے کہا بھئی کھاتے کیوں نہیں۔ اس نے کہا میں بہت حیران ہو رہا ہوں یہ پورا شامیانہ بند ہے تو میں اندر کیسے آگیا۔

ابراہیم بن دینار سے مروی ہے کہ ایک شخص کہتا تھا کہ وہ فقیہ ہے اس کی

کنیت "ابو الغوث" تھی۔ اس میں بے وقوفی موجود تھی۔ اس سے میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں بتاؤ جس نے عاشوراء کے روزے کی نذر مانی ہو اور عاشوراء ماہ رمضان میں آجائے تو کیا رمضان کے روزے کے ساتھ عاشوراء کا روزہ جائز ہو جائے گا۔ اس نے کہا یہ بات تو منصوص ہے جائز ہو جائے گا پھر میں نے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی پھر اسے ٹھہرا لیا۔ کیا بیوی کو ٹھہرانے میں حاکم کے حکم کی ضرورت ہے۔ اس نے جواب دیا کہ امام ابو حنیفہ ؒ کے مذہب میں تو حاکم کے حکم کی ضرورت ہے البتہ ہمارے مذہب شافعی ؒ میں ویسے ہی ٹھہرانا جائز ہے۔

ایک بے وقوف کسی مریض کی عیادت کو گیا واپسی میں اس کے گھر والوں کو کہنے لگا کہ اس کے معاملے ایسا نہ کرنا جیسا تم نے فلاں کے معاملے میں کیا کہ وہ مر گیا اور تم نے ہمیں اطلاع بھی نہ دی اب اگر یہ مر جائے تو اطلاع ضرور دینا تا کہ ہم جنازہ میں آسکیں۔

صقلاطی سے مروی ہے ان کے مغربی جانب ایک شخص تھا اس نے اپنے غلام کو کسی گاؤں بھیجا کہ وہاں سے بکریاں لے آئے انھوں نے بکری کے دس بچے اسے دے دیئے اور الگ پرچہ پر تعداد وغیرہ لکھ کر اسے دے دی یہ جب واپس آیا بکریاں نو تھیں مالک نے پوچھا انھوں نے بکریاں بھیجیں۔ اس نے کہا دس مالک نے کہا یہ تو نو ہیں غلام نے کہا نہیں دس ہیں مالک نے گن کر دکھائیں ایک دو تین۔ نو غلام نے کہا واللہ مجھے نہیں پتہ آپ کیا کہہ رہے ہیں یہ دس ہی ہیں۔ اس نے پھر گنیں تو غلام نے کہا اچھا دس آدمی کھڑے کرو اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک بکری کا بچہ دے دو تو پتہ چل جائے گا مالک نے ایسا کیا تو ایک آدمی پھر بچ گیا تو اس نے غلام کو کہا کہ اس کے پاس کچھ نہیں ہے غلام نے کہا یہ گھوم کر دوبارہ آخر میں آگیا ہے یہ پہلے بکری کا بچہ لے چکا ہے۔

حکایت ہے کہ ایک شخص نے عکبری جانے کے لئے کرائے والی کشتی میں بیٹھا اور ایک درھم دیا جب یہ تھوڑا سا چلے تو ملاح نے کہا کہ کاش ایک چپو چلانے والا اور ہوتا اس نے کہا میں ہوں اس نے اسے ایک درھم دیا اور یہ راستہ بھر چپو چلاتا رہا۔

ابن جوزی" کہتے ہیں کہ ایک بڑھیا کسی کے ہاں تعزیت پر گئی وہاں ایک شخص کو بیمار دیکھا تو کہنے لگی دیکھو مجھے چلنے میں بہت تکلیف ہوتی ہے لھذا اللہ تمہیں اس بیمار کی موت پر بھی تسلی عطا فرمائے اور ایڈوانس میں تعزیت کر چلی؛)

بزاز" کہتے ہیں کہ ہم ابو حماد کے پاس گئے وہ بیمار تھا تو ہم نے کہا کیا محسوس کر رہے ہو۔ اس نے کہا کہ میں خیریت سے ہوں اگر میرا یہ پڑوسی نہ ہو۔ یہ کل میرے پاس آیا تو میری تکلیف اور بڑھ گئی اس نے مجھے کہا کہ "ابو حماد م مجھے پتہ چلا ہے کہ ذنجویہ کا انتقال ہو گیا مجبوراً میں نے کہا اللہ اس پر رحم کرے۔

بزاز کہتے ہیں کہ میں موئل بن حسن کے ہاں گیا وہ حالت نزع میں تھا اس نے مجھے کہا کہ اے ابو حامد تمہاری عمر کتنی ہے۔ میں نے کہا چھیاسی سال اس نے کہا اس وقت تم اپنے والد سے بڑے ہو (اس حساب سے جب آپ کا انتقال ہوا تو اس کی عمر کم تھی)

ابو الفضل احمد ھمدانی سے مروی ہے کہ ایک عورت نے قاضی کو آکر بتایا کہ اس کے شوہر نے اسے تین طلاقیں دے دی ہیں قاضی نے کہا تمہارا کوئی گواہ ہے۔ اس نے کہا ہاں ہمارا پڑوسی گواہ ہے کہا اسے لے کر آؤ تو وہ لے آئی قاضی نے اس سے پوچھا کیا تم نے اس عورت کی طلاق سنی تھی۔ اس نے کہا جناب! میں بازار گیا تھا وہاں سے میں گوشت روٹی، شیرہ اور زعفران خریدی۔ قاضی نے کہا میں نے تم سے یہ نہیں پوچھا بلکہ یہ بتاؤ کہ تم نے اس عورت کی طلاق سنی تھی۔ اس نے کہا کہ پھر وہ سامان میں نے گھر میں چھوڑا اور دوبارہ بازار گیا وہاں سے میں نے ایندھن اور سرکہ۔ خریدا قاضی نے کہا اس کے تذکرہ کو چھوڑو تو پڑوسی گواہ نے کہا بات شروع سے بتانا زیادہ اچھا ہے۔ پھر اس نے تسلسل برقرار رکھتے ہوئے کہا میں جب گھر میں آیا اور ٹہل رہا تھا تو میں نے ان کی لڑائی کی آوازیں سنیں اور تین طلاقیں سنیں اب یہ معلوم نہیں کہ شوہر نے اسے طلاق دی یا اس نے شوہر کو دی ہے۔

ابن جعفری کہتے ہیں کہ مجھے سابور کے کچھ لوگوں نے بتایا جن میں کاتبین اور تجار تھے کہ ان کے ہاں ۳۴۰ھ کی دہائی میں شہر کا ایک نوجوان کاتب تھا اس کے والد کا نام ابو الطیب قلانسی تھا وہ کسی کام سے شہر سے باہر گیا تو اسے کردوں نے پکڑ لیا

اور سخت تکلیفیں دیں اور رہائی کے لئے تاوان مانگا اس نے نہ دیا اور اپنے گھر والوں کو خفیہ طریقے سے پیغام بھجوایا کہ میرے پاس چار درھم کی افیون بھیجو اور ظاہر یہ کرو کہ یہ دوائی ہے اور یہ دوائی پی کر مجھے سکتہ طاری ہو جائے گا اور کرد سمجھیں گے کہ میں مر گیا وہ مجھے آپ لوگوں کے پاس بھیج دیں گے تم مجھے حمام میں لے جا کر مارنا تاکہ میرا جسم گرم ہو جائے اور لید وغیرہ سنگھا دینا مجھے ہوش آجائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا مگر اس نوجوان سے ایک غلطی ہو گئی اس نے یہ تو صحیح سنا تھا کہ افیون سے سکتہ ہو جائے گا مگر افیون کی مطلوبہ صحیح مقدار اسے معلوم نہ تھی لہذا جب کردوں نے اسے اس کے خاندان والوں کو واپس کیا تو یہ اسے حمام لے گئے اور اس کے جسم کو مارا مگر اس میں حرکت پیدا نہ ہوئی اب یہ سب پریشان ہوئے اور حکیموں سے رجوع کیا انھوں نے کہا یہ نوجوان تو ختم ہو چکا اس نے افیون کتنی پی تھی۔ انھوں نے کہا چار درھم کی۔ حکیموں نے کہا تب تو اگر اسے جھنم میں بھی گرم کیا جائے تو اس کے جسم میں زندگی نہیں آسکتی۔ اور افیون چار دانق یا ایک درھم کے وزن کی پینا اس کھیل کے لئے صحیح ہوتا ہے مگر اس کے گھر والوں نے نہ مانا وہ اسے پھر حمام لے گئے وہاں اس کے جسم میں بدبو پیدا ہو گئی پھر انھوں نے دفن کیا۔ اس نوجوان کی ترکیب الٹی اس کے گلے پڑ گئی۔

ابو الحسین بن برھان نے لکھا ہے کہ ایک شخص نے ایک مریض کی عیادت کی اور پوچھا کہ تکلیف کیا ہے؟ اس نے کہا وجع الرکبتین گھٹنوں کا درد ہے۔ تو عیادت کرنے والے نے کہا کہ جریر کی ایک نظم ہے جس کا میں ابتدائی حصہ بھول گیا ہوں اور آخری حصہ یاد ہے اس نے کہا ہے کہ "لیس لداء الرکبتین طبیب" گھٹنوں کے مرض کا کوئی معالج نہیں۔ تو مریض نے کہا اللہ تجھے خیر کی بشارت نہ دے تجھے شاید ابتدائی حصہ یاد ہے اور آخری حصہ بھول گیا ہے۔

ایک مرتبہ میں اپنے ایک دوست کی عیادت کے لئے گیا اسے آنکھ میں تکلیف تھی اور میرے ساتھ ایک بے وقوف بھی چلا آیا اس نے مریض سے پوچھا کہ آنکھ کیسی ہے۔ اس نے کہا درد ہو رہا ہے۔ بے وقوف نے کہا کہ فلاں شخص کی آنکھ میں بھی درد تھا کچھ دن کے بعد اس کی آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ یہ سن کر میں جھینپ گیا اور جلدی سے باہر نکل گیا۔

علی بن محسن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پتہ چلی ہے کہ ایک شخص نے اپنا مال ختم کرنے کی ٹھانی اس کے پاس پھر بھی پانچ ہزار دینار بچ گئے تو اس نے دوستوں کو کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ مال جلد ختم ہو جائے بتاؤ میں کیا کروں ایک دوست نے کہا کہ ایک موتی خرید و سو دینار میں اور اسے اپنے پاس رکھو اور پانچ سو دینار ایک دن میں مغنیہ کی اجرت میں دے دو اور جب شراب کا دور چلے تو موتی کے سامنے دو چوہے چھوڑ دو اور ان کے پیچھے ایک بلی یہ موتی کے لئے لڑیں گے تو وہ ٹوٹ جائے گا اور وہ ہم لوٹ لیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور موتی بعد میں اس کے ساتھیوں نے جمع کر کے بیچ دیا اور آپس میں رقم تقسیم کر لی۔ جس شخص نے اسے یہ مشورہ دیا تھا وہ کہتا ہے کہ میں کافی دن کے بعد اس کی طرف سے گزرا تو وہ اس وقت تک اپنے گھر کا گھاس پھونس تک بیچ چکا تھا اسی طرح دیواریں گرا کر چھت کا چھپر اور شہتیر بھی بیچ چکا تھا اس کے پاس صرف ڈیوڑھی باقی رہ گئی تھی وہ اس میں روئی پر سویا ہوا تھا میں نے اسے آواز دی کہ یہ کیا ہے۔ اس نے کہا تجھے کیا نظر آرہا ہے۔ میں نے کہا کہ کوئی حسرت ہے۔ اس نے کہا ہاں مغنیہ کو دیکھنے کی ہے۔ تو میں نے اسے اچھے کپڑے پہننے کے لئے دیئے اس نے پہن لئے ہم دونوں خوش خوش وہاں گئے یہ بھی گیا تو مغنیہ نے خوب آؤ بھگت کی پھر حال احوال پوچھا تو اس نے اپنی مالی حالت بھی بتادی۔ تو مغنیہ نے کہا کہ تو یہاں سے چلا جا اگر میرے نگران آئیں گے تو تجھے یہاں دیکھیں گے تو ناراض ہوں گے کیونکہ تیرے پاس کچھ بھی نہیں ہے لہذا تو ایسا کر کہ نکل جا میں تجھ سے کھڑکی سے بات کروں گی یہ اٹھ کر نیچے کھڑا منتظر رہا کہ وہ اس سے کھڑکی سے بات کرے گی تو مغنیہ نے اس پر سالن کا شوربہ پھینک کر اسے ذلیل کر دیا تو وہ رونے لگا اور کہنے لگا کہ اے فلاں میری یہ بات کسی کو نہ بتانا۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں توبہ کر رہا ہوں میں نے کہا کہ تجھے توبہ اب کیا فائدہ دے گی اور میں نے اسے لوٹا دیا اور اپنے کپڑے واپس لے لئے تین سال تک مجھے اس کی خیر خبر نہ چلی ایک دن میں باب الطاق کے قریب سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک گھڑ سوار کو دیکھا اس کے پیچھے ایک لڑکا بیٹھا تھا جب اس نے مجھے دیکھا تو آواز دی اے فلاں۔ میں نے اس وقت پہچانا کہ یہ میرا وہی ساتھی ہے اور اس کی حالت اب درست ہو گئی ہے تو میں نے اس کی ران کو بوسہ دیا تو اس نے کہا یہ سب اللہ نے دیا ہے اس کا شکر ہے۔ گھر چلو

میں اس کے پیچھے پیچھے چلا دیکھا کہ اس نے اپنا پرانا گھر پھر سے بنالیا ہے اور اس میں سامان بھی ڈلوالیا ہے اس نے مجھے ایک کمرے میں بٹھایا جو اس نے اپنے لئے بنایا تھا اس میں بہترین قالین بچھا تھا اور چار لڑکے بیٹھے تھے وہ درمیانے قسم کے پھل لایا اور ستھرا کھانا بھی مگر وہ تھوڑا تھا۔ تو ہم نے کھایا اور کھانے کے بعد اس نے ستار بجایا بہترین ساز تھا جب اسکو مزہ آنے لگا تو اس نے کہا اے فلاں تجھے اپنے پرانے دن یاد ہیں میں نے کہا ہاں یاد ہیں۔ اس نے کہا اب میں معتدل آسائشوں میں ہوں۔ اور اللہ نے جو مجھے شعور و آگہی اور زمانے کے سپوتوں کا جو علم دیا ہے وہ اس نعمت سے زیادہ بہتر ہے۔ پھر پوچھا کیا تجھے میرے ساتھ تیرا اور مغفیہ کا سلوک یاد ہے۔ تو میں نے کہا تیرے پاس یہ مال کہاں سے آیا۔ اس نے کہا میرے والد کا ایک خادم اور میرا چچازاد مصر میں ایک ہی دن فوت ہوگئے ان سے وراثت میں مجھے تیس ہزار دینار ملے کوئی اسے لے کر یہاں پہنچا اور میں ویسے ہی روئی پر سو رہا تھا جیسا تو نے دیکھا تو میں نے گھر بنولیا اور پانچ ہزار دینار سے گھر کا سامان خریدا اور پانچ ہزار دینار مصائب سے نمٹنے کے لئے زمین کے نیچے دبادیئے ہیں اور میں نے کچھ زمین دس ہزار دینار میں خریدی ہے اس سے میرا گزارا ہو رہا ہے۔ میں ایک سال سے تیری تلاش میں ہوں تاکہ تو میری اچھی حالت کا لوٹنا اور میری اصلاح حال کو دیکھ لے کہ اب میں کبھی تجھ سے نہیں ملا کروں گا۔ اے لڑکو! اسے یہاں سے نکال دو تو انھوں نے مجھے ٹانگوں سے پکڑ کر گھسیٹا اور باہر نکال دیا۔ اور پھر میں اسے راستے میں جب بھی ملتا وہ مجھے دیکھ کر ہنستا۔

ربیعہ بن عقیل یربوعی حضرت معاویہ ﷜ کے پاس آیا اور کہا امیر المومنین میں اپنا گھر بنانا چاہتا ہوں حضرت معاویہ نے پوچھا کہ تیرا گھر کہاں ہے؟ اس نے کہا بصرہ میں اور وہ دو فرسخ سے زیادہ زمین پر ہے تو حضرت معاویہ ﷜ نے پوچھا کہ تیرا گھر بصرہ میں ہے یا بصرہ تیرے گھر میں ہے۔

ابن سلام کہتے ہیں کہ مھدی نے اپنے وزیر یعقوب بن داؤد [1] کے ایک

---

[1] یہ یعقوب بن داؤد بن عمر سلمی ہے۔ وزراء میں سے کاتب تھا مھدی عباسی نے اس وزیر بنالیا تھا بعد میں یہ تمام اور کی نگرانی کرنے لگا۔ اس کے حاسد بن اور چغلخور بہت ہوگئے تو مھدی نے اس کا امتحان لیا اور پھر اسے قید کردیا۔ بعد میں یہ مدینہ منورہ چلا گیا اور موت تک وہیں مقیم رہا (متوفی ۱۸۷ھ)

بیٹے کو ایک باندھی ھبہ کی تھی اور اس کے کئی دن بعد اس سے باندی کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ میرے اور زمین کے درمیان کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں میں اس سے مل سکوں۔ مھدی نے یعقوب سے پوچھا تو کیا سمجھتا ہے یہ کسے کہہ رہا ہے تجھے یا مجھے تو یعقوب نے کہا کہ احمق ہر چیز سے بچ سکتا ہے مگر اپنے آپ سے نہیں بچ سکتا ہے۔

ایک شخص نے مھدی کے سامنے کچھ اشعار پڑھے اور اس میں ایک لفظ "جوار زفرات" بھی کہا مھدی نے پوچھا کہ یہ "زفرات" کیا ہے۔ اس نے کہا امیر المومنین! کیا آپ کو نہیں معلوم؟ اس نے کہا نہیں۔ تو شاعر کہنے لگا کہ آپ امیر المومنین ہیں اور سید المرسلین ہیں آپ نہیں جانتے تو میں کیسے جان سکتا ہوں واللہ ہرگز نہیں۔

عبداللہ بن ظبیان کی حکایت ہے کہ اس نے تقریر کی تو لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے جیسے لوگ ہم میں زیادہ کرے۔ اس نے کہا تم اللہ کو بڑی غیر منصفانہ بات کا مکلب کر رہے ہو۔

اسحاق بن ابراہیم نے لکھا ہے کہ کسی قبطی کا جنازہ آیا ان میں سے کسی شخص نے پوچھا کہ متوفی کون ہے۔ میں نے کہا اللہ! تو انھوں نے مجھے اتنا مارا کہ شاید میں مر جاتا (اصل میں متوفی کا معنی ہے اٹھانے والا اور متوفی بصیغہ مفعول کا معنی ہے اٹھائے جانے والا) تو اس نے پہلا لفظ ادا کیا تھا اس لئے اس نے جواب دیا کہ اللہ اٹھانے والا ہے)

ابو تمام ابو طالب کے پاس ایک ٹھنڈی رات کی صبح پہنچا اور اسے کہا کہ رات مجھے ٹھنڈ لگی تو میں نے ایک رضائی لوڑھی جس میں چار من روئی تھی میں نے اسے موڑ کر ڈبل کر لیا تو یہ آٹھ من ہو گئے پھر میں نے اسے اوڑھا۔

ابو سیار کہتے ہیں کہ میرے اور پڑوسی کے درمیان ایک کنواں مشترک تھا اس میں ایک چوہا گر گیا تو میں وضو کے لئے بڑا پریشان ہوا تو میرے پڑوسی نے کہا دل تنگ مت کر ہماری جانب سے پانی نکال لے اور وضو کر لے۔

ایک آدمی کا بیٹا گم ہو گیا تو لوگوں نے سمجھا کہ شاید وہ کہیں مر کھپ ہو گیا

ہوگا انھوں نے رونا پیٹنا شروع کر دیا اور اسی طرح کئی دن گزر گئے ایک دن اس لڑکے کا باپ دوسری منزل کے ایک کمرے میں گیا تو دیکھا کہ وہ بیٹا وہاں بیٹھا ہوا ہے اس نے کہا بیٹا تم زندہ ہو۔ کیا ہمارا رونا پیٹنا تمہیں نظر نہیں آرہا تھا۔ (یعنی نیچے کیوں نہیں آئے۔) تو اس نے کہا مجھے معلوم ہے مگر یہاں پر کچھ انڈے ہیں میں ان پر کڑک مرغی کی طرح بیٹھا ہوا ہوں میں چاہ رہا ہوں کہ کچھ چوزے نکل جائیں اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب میں اسی طرح بیٹھا رہا ہوں مجھ کو چوزے بہت پسند ہیں یہ سن کر باپ نے گھر والوں کو بتایا کہ بیٹا زندہ ہے مگر رونا پیٹنا بند کرو بلکہ رونا پیٹنا (اب اس کی ایسی زندگی) پر جاری رکھو۔

ایک بے وقوف اپنے بیٹے کے ساتھ سری پائے کھا رہا تھا بیٹے نے کہا کہ ابا اگر کھانے میں پاؤں کی ہڈی نکل آئے تو مجھے دینا میں اس سے کھیلوں گا۔ باپ نے کہا تیری آنکھیں خراب ہو رہی ہیں یہ کوئی تلی ہوئی مچھلی ہے جو اس میں سے یہ ہڈی نکلے گی۔

ایک راوی کہتا ہے کہ میں کوفہ گیا تھا وہاں ایک بچے کو کسی دیوار کے سوراخ کے پاس کھڑا دیکھا وہ روٹی کھا رہا تھا وہ لقمہ توڑتا اور اسے دیوار کے سوراخ میں رکھتا اور اسے کھاتا میں یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ اس کا باپ ادھر آنکلا اس نے کہا تو کیا کر رہا ہے۔ اس نے کہا کہ ان گھر والوں نے سالن پکایا ہے اس کی خوشبو اس سوراخ سے آرہی ہے تو میں اس سے روٹی کھا رہا ہوں اس کے باپ نے اسے ایک تھپڑ لگایا اور بولا تیری بچپن سے عادت ہے کہ تو سالن کے بغیر روٹی نہیں کھاتا۔

ایک بے وقوف نے اپنے ایک دوست کو دیکھا تو کہا کہ آج میں نے تجھے بیس دفعہ ڈھونڈا اور یہ تیسری مرتبہ ہے۔ اسی طرح اپنے ایک اور دوست کو دیکھا تو کہا کہ میں تجھ کو ڈھونڈ رہا تھا مگر جب تو نظر آتا میری نظر سے پھسل جاتا تھا گویا کہ تو چکنا ہوا ہے۔

ایک بے وقوف بیمار ہوا ایک حکیم اس کے پاس آیا اور حال احوال پوچھا تو اس نے کہا مجھے برف کھانے کی خواہش ہے تو حکیم نے کہا کہ برف کھانے سے تمہاری بیماری بڑھ جائے گی اس نے کہا کہ میں اسے کھاؤں گا نہیں بس اسے چوس کر باقی

تھوک دوں گا۔

ایک بوڑھا مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا۔ اتنے میں اقامت ہوئی یہ مسجد میں اندر چلا گیا تو موذن نے اس کی ہیئت اور بڑھاپے کو دیکھ کر کہا کہ آپ نماز پڑھائیں۔ اس نے منع کر دیا موذن نے خود ہی آگے بڑھ کر نماز پڑھائی پھر بعد میں اس کی طرف متوجہ ہو کر بولا باباجی اگر آپ نماز پڑھاتے ہم آپ کو کچھ نہ کچھ دیتے۔ تو اس بوڑھے نے کہا ہاں مگر جب میں بغیر طہارت کے ہوتا ہوں تو نماز میں امام نہیں بنتا۔

عبداللہ النوفلی نے نقل کیا ہے کہ ایک مدنی کہتا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ایسی محبت کرتا ہوں جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کی کسی نے پوچھا وہ کیسی محبت ہے۔ اس نے کہا میری خواہش ہے کہ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب اسلام لے آئیں تاکہ آپ ﷺ کو خوشی حاصل ہو اور میں اس کے بدلے کافر مر جاؤں۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ عمرو بن ھذاب کی بینائی ختم ہو گئی اس کے پاس ابراہیم بن مجاشع آیا اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا کہ اے ابو اسید اپنی بینائی جانے سے پریشان نہ ہو اگرچہ یہ تجھے بڑی آرام دہ تھیں اگر تو اس کے ثواب کو نامہ اعمال میں دیکھ لے تو تو یہ تمنا کرے گا کہ اللہ تعالیٰ تیرے پاؤں کاٹ دے کمر توڑے اور پاؤں بوسیدہ کر دے وہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر سب لوگ چیخ پڑے اور بعض ہنسنے لگے تو عمرو نے کہا کہ اس کی بات کا معنی درست ہے نیت بھی بہت اچھی ہے مگر اس نے صرف الفاظ میں غلطی کر دی ہے۔

ایک بے وقوف نے اپنی ماں کو کہا کہ میرے پاس دو قیراط ہیں ایک حبہ کم (یعنی ایک قراط ہے) ان کو حفاظت سے رکھ لو۔ پھر وہ بعد میں آکر واپس لے گیا اور بازار میں اسے وزن کرایا تو دکاندار نے کہا کہ یہ آدھا دانق ہے (یعنی ایک قیراط ہے) تو وہ واپس آکر اپنی ماں سے لڑنے لگا اتنے میں باپ آگیا اس نے پوچھا کیوں لڑتا ہے اس نے کہا میں نے ماں کو دو قیراط ایک حبہ کم دیئے تھے مگر اس نے مجھے آدھا دانق واپس کیا ہے باپ کہنے لگا کیا تجھے اللہ سے حیا نہیں آتی کہ "دو حبہ" مال کے لئے اپنی ماں سے لڑتا ہے۔ (باپ بھی بے وقوف نکلا)

ایک احمق نے اپنے غلام کو کہا کہ جب ہم طبیب کے پاس سے گزریں تو مجھے یاد دلانا کہ میری داڑھ سے درد ہے تا کہ میں دوائی لے سکوں تو غلام نے کہا آقا اگر آپ کی داڑھ میں درد ہو گا تو آپ کو خود بخود یاد آجائے گا

ایک احمق جب غصہ ہوتا تو کہا اللہ المستعین (اللہ مدد مانگتا ہے) جبکہ کہنا چاہئے اللہ المستعان)

ایک احمق ایک مریض کے پاس آیا اور کہا جب تم مریض کو اس حال میں دیکھو تو اس سے اپنے ہاتھ دھولو۔

ایک احمق نے کسی والی کو دعا دی کہ اللہ تمہاری نیک بختی لکھے اور تمہارے دشمن بڑھائے۔ کثیر کو کہا گیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ تم دجال ہو تو اس نے کہا جب سے تم لوگوں نے کہنا شروع کیا ہے میری آنکھ میں کمزوری پیدا ہو گئی ہے۔

ابوالنجم نے ایک رات دو مرتبہ گوز مارا پھر اسے خوف ہوا کہ کہیں بیوی نے نہ سن لئے ہوں اس نے اس سے پوچھا کیا تم نے کوئی آواز سنی ہے۔ بیوی نے کہا نہیں میں نے دونوں کی آوازیں نہیں سنیں تو ابوالنجم بولا تجھ پر اللہ کی لعنت ! پھر تجھے کس نے بتادیا کہ یہ دو تھے۔

ایک شخص نے بتایا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو بخار کے مارے گرا پڑا تھا وہ کھجور کھا رہا تھا اور گھٹلیاں جمع کر رہا تھا میں نے اسے کہا تیرا ستیاناس ! تو اس حالت میں بھی کھجوریں کھا رہا ہے۔ اس نے کہا میرے دوست میرے پاس ایک دودھ دینے والی بکری ہے آج اس کے پاس کھانے کو گھٹلیاں نہیں ہے اس لئے باوجود کھجور کے اس حالت میں ناپسند ہونے کے میں کھجور کھا کر اس کے لئے گھٹلیاں جمع کر رہا ہوں تو میں نے کہا تو اسے کھجور سمت گھٹلیاں کھلادے۔ اس نے پوچھا کیا ایسے صحیح ہو گا؟ میں نے کہا ہاں۔ تو کہنے لگا واللہ تو نے میری مشکل دور کر دی لا الہ الا اللہ کتنی اچھی بات بتائی ہے۔

گھوڑوں کی دوڑ ہو رہی تھی ایک گھوڑا آگے نکلا تو ایک شخص خوشی سے اچھل اچھل کر تکبیر کے نعرے لگا رہا تھا ایک شخص نے اس سے پوچھا کیا یہ گھوڑا تمہارا ہے۔ اس نے کہا نہیں اس کی لگام میری ہے۔

قبیصہ بن مھلب نے ایک ٹڈی کو اڑتے دیکھا تو اپنے ارد گرد بیٹھے لوگوں سے کہا کہ جو تم دیکھ رہے اس سے ڈرنا نہیں یہ میری موت کی علامت ہے۔

ایک بے وقوف ایک شخص کے پاس اس کے بھائی کی تعزیت کرنے گیا اور کہا اللہ تعالی آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے اور آپ کے بھائی پر رحم کرے اور قبر میں یاجوج ماجوج کے سوالوں پر اس کی مدد فرمائے حاضرین ہنسنے لگے اور کہا تیرا ستیاناس ! کیا یاجوج ماجوج لوگوں سے سوال کرتے ہیں۔ اس نے کہا اللہ ابلیس پر لعنت کرے میں تو ھاروت ماروت کہنا چاہ رہا تھا۔

ایک عورت کا انتقال ہوا تو اس کے شوہر نے اس کے لئے کفن خرید امگر وہ چھوٹا تھا نہلانے والی نے کہا کہ کفن چھوٹا ہے تو اس شخص نے کہا اسے موزے پہنادینا۔

ایک قصہ گو نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ قیامت کے دن آگ میں سے ایک سر نکلے گا جو ایسا ہو گا...... مجلس میں ایک شخص خوف سے ڈانوڈول ہو رہا تھا تو اسے کہا تجھے کیا ہو گیا کیا تو اللہ تعالی کی قدرت کا انکار کرتا ہے ؟اس نے کہا یہ بات نہیں مگر میں پانی پلانے والا شخص ہوں اگر میری ڈیوٹی اس کا حلق تر کرنے کی لگ گئی تو میں کیا کروں گا ؟

ایک بے وقوف نے سنا کہ عاشوراء کا روزہ پورے سال کے روزے کے برابر ہے اس نے ظہر تک روزہ رکھا پھر کچھ کھاپی لیا اور بولا کہ مجھے چھ مہینے کافی ہیں۔

ایک قافلہ کا سامنا شیر سے ہو گیا ایک آدمی نے اسے دیکھا تو زمین پر گر گیا شیر نے اس پر چھلانگ لگادی لوگ آئے اور بڑی مشکل سے اس کو شیر سے چھڑالیا پھر پوچھا کیا حال ہے۔ اس نے کہا مجھے تو کچھ نہیں ہوا البتہ شیر میری شلوار میں پاخانہ کر گیا ہے۔

ایک بے وقوف حمام میں داخل ہوا وہاں بھاپ دیکھ کر اسے غبار سمجھا تو نگران سے بولا کہ تجھے کتنی دفعہ کہا ہے کہ جب میں حمام میں داخل ہوں تو مٹی نہ اڑایا کر۔

ابو عطوف کا بیٹا مر گیا اس نے گورکن کو کہا کہ بچے کو بائیں پسلی کے بل لٹانا

اس طرح لیٹنا کھانے کے لئے جلد ہاضم ہوتا ہے۔ ایک آدمی کسی جنازے میں شریک ہوا اس نے مردے کے بھائی کو دیکھا تو کہا یہ مرحوم ہے یا اس کا کوئی بھائی ہے۔

مامون نے محمد بن عباس سے پوچھا کہ اھواز میں اپنے غلہ کا حال کیا ہے۔ اور اس کی قیمت کیا چل رہی ہے ؟ تو اس نے جواب دیا کہ امیر المومنین کا سامان بازار میں کھڑا ہے اور ام جعفر کا سامان گرا ہوا ہے تو مامون نے کہا دفع ہو جا اللہ تجھ پر لعنت کرے۔

لقمان بن محمد نے ایک جیکٹ خریدی اور کہا کہ اس کے بال کچھ چھوٹے لگ رہے ہیں کیا یہ بال بڑھیں گے ؟

ابو العیناء کہتے ہیں کہ میں حمص میں تھا وہاں میری پڑوسی کی بیٹی کا انتقال ہو گیا اس سے پوچھا گیا کہ اس کی عمر کیا تھی ؟ اس نے کہا پتہ نہیں لیکن یہ ایام براغیث میں پیدا ہوئی تھی۔

اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو کہا کہ تو کہاں گیا تھا؟ اس نے کہا میں فلاں شخص کے بیٹے کے جنازے میں گیا تھا۔ میں نے پوچھا کہ اس کا کون سا بیٹا مر گیا۔ اس نے کہا کہ اس کے دو بیٹے تھے درمیان والا مر گیا۔

ثمامہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے میرے پاس آکر کہا رات میں نے خواب دیکھا کہ امیر المومنین تجھ سے سرگوشی کر رہے ہیں اور تو میری طرف دیکھ رہا ہے میں نے کہا فباللہ کس لئے ؟ اس نے کہا وہ تجھے میری مدد کرنے کا کہہ رہے تھے۔

حکایت ہے کہ ایک بے وقوف نے کتے کو پکڑ کر اسے کاٹ لیا اور کہنے لگا کہ کچھ دن پہلے اس نے مجھے کاٹ کھایا تھا اور میں چاہتا ہوں کہ شاعر کے اس شعر کے خلاف کروں۔

شاتمني عبد بني مسمع فصنت عنه النفس والعرضا
ولم اجبه لاحتقاري له و من بعض الكلب ان عضا

ترجمہ : مجھے عید بنی مسمع نے گالی دی میں ن ے اس سے اپنا نفس اور عزت بچالی۔ لور اسے میں نے اسے حقیر سمجھنے کی وجہ سے جواب نہ دیا اور پھر کتے کو کون کاٹتا ہے اگر وہ کسی کو کاٹ لے۔

ایک بے وقوف کو کہا گیا کہ تیرا گدھا چوری ہو گیا اس نے کہا الحمد للہ کہ میں اس پر سوار نہیں تھا

ایک شخص نے میں کنوئیں جھانکا تو اسے اپنا چہرہ نظر آیا وہ اپنی ماں کے پاس آیا اور کہا کہ کنوئیں میں چور ہے ماں نے آکر دیکھا تو کہنے لگی اس کے ساتھ ایک بد معاش عورت بھی ہے۔

ایک شخص کے سامنے کسی کا تذکرہ ہوا اس نے کہا یہ خراب آدمی ہے اس سے پوچھا گیا کہ تجھے کہاں سے پتہ چلا۔ اس نے کہا کہ اس کو میرے بعض گھر والوں نے خراب بتایا ہے۔ کہا گیا کس نے۔ کہا میری ماں نے اللہ اسے محفوظ رکھے۔

ایک بے وقوف سے اس کی تاریخ پیدائش پوچھی گئی تو جواب دیا کہ میں نصف رمضان کے پہلے چاند کو عید کے تین دن بعد پیدا ہوا تھا اب خود حساب لگالو۔

ایک بے وقوف نے اپنے باپ کو خط لکھا کہ میں آپ کو جمعہ کے دن بدھ کی رات کو خط لکھ رہا ہوں جبکہ جمادی الاوسط کی چالیس راتیں گزر چکی ہیں میں آپ کو اطلاع دے رہا ہوں کہ میں ایسا بیمار ہوا تھا کہ میری جگہ کوئی اور ہوتا تو مر جاتا۔ اس کے باپ نے جواب میں لکھا تیری ماں کو تین طلاقیں ہیں، اگر تو مر گیا تو میں تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔

ایک بے وقوف نے دعا کی اے اللہ مجھے پانچ ہزار درھم دے دے تاکہ میں ان میں سے دو ہزار درھم صدقہ کروں اور اگر تو مجھے سچا نہیں سمجھتا تو تین ہزار درھم دے اور دو ہزار روک لے پھر اگر میں اپنی بات سچ نہ کروں تو تو جسے چاہے وہ دو ہزار دے دینا۔

ایک بے وقوف گھر سے نکلا اور اپنے بیٹے کو گردن پر بٹھالیا اس نے لال قمیص پہنی ہوئی تھی پھر وہ بچہ کو بھول گیا اور ہر ملنے والے سے پوچھتا کہ کیا تم نے کوئی بچہ دیکھا ہے جس نے لال قمیص پہنی ہوئی ہے۔ ایک شخص نے اسے کہا کہ شاید وہ بچہ تمہاری گردن پر بیٹھا ہوا ہے تو اس نے سر اٹھا کر بیٹے کو دیکھا اور اسے ایک تھپڑ مار کر بولا کہ کیا تجھے میں نے کہا نہیں تھا کہ جب میرے ساتھ ہو تو جدا نہ ہونا۔

ایک بے وقوف نے جامع مسجد کا مینارہ دیکھا تو بولا وہ لمبا آدمی کون ہو گا جس

نے یہ مینارہ بنایا ہوگا۔ تو ایک دوسرے بے وقوف نے کہا چپ رہ تو تو بڑا جاہل ہے کیا تو نے کبھی مینار کے برابر لمبا آدمی دیکھا ہے۔ اصل میں اس مینار کو زمین پر بنایا گیا تھا بعد میں اسے کھڑا کر دیا گیا۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ میں نے ایک لمبی داڑھی والے احمق کو دیکھا کہ وہ گدھے پر سوار ہے اور اسے مار رہا ہے میں نے کہا اس سے نرمی کرو تو اس نے جواب دیا جب یہ چل نہیں سکتا تو گدھا کیوں بنا ہے۔

ایک مصری اور یمنی آپس میں فخر میں مقابلہ کر رہے تھے مصری نے کہا واللہ یمن تباہ ہو گیا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ یمن کے نہ تھے۔ یمن والے جنت میں نہ جائیں گے۔ تو یمنی نے کہا اگر ایسا ہوا تو ابن مہلب اور اس کی اولاد لڑیں گے اور تلوار کے زور پر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

ایک بے وقوف یہ کہہ رہا تھا کہ اے اللہ مجھے وہ سب گناہ معاف فرما جنہیں تو جانتا ہے اور وہ بھی جنہیں تو نہیں جانتا۔

ایک احمق شخص کہیں سے آیا ایک آدمی نے اس سے پوچھا کب آئے۔ اس نے کہا غداً (آئندہ) کل دوسرے نے کہا اگر آج آتا تو میں تجھ سے کسی کے بارے میں پوچھتا۔ پھر پوچھا کب جاؤ گے۔ اس نے جواب دیا امس (گزشتہ) کل۔ دوسرے نے کہا کاش اگر میری تجھ سے ملاقات ہو جاتی تو میں تیرے ساتھ ایک خط بھیج دیتا۔

ایک ادیب کا ایک بیٹا احمق تھا اور بہت باتونی بھی تھا ایک اسے اس کے باپ نے کہا بیٹا اگر تم بات مختصر کرو تو کیا تمہیں ثواب نہیں ملے گا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے ایک دن وہ اپنے باپ کے پاس آیا تو باپ نے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو۔ اس نے کہا "من سوق" بازار سے۔ باپ نے کہا یہاں مختصر نہ کرو بلکہ الف لام بھی لگاؤ۔ بیٹے نے کہا "من سو قال" باپ نے کہا الف لام پہلے لگاؤ بیٹے نے کہا "من الف لام سوق" بالآخر باپ نے جھنجھلا کر کہا تو اگر "السوق" کہہ دیتا تو تیرا کیا جاتا واللہ تیرے احتصار میں بھی مجھے طوالت ہی ملی۔

اسی بیٹے نے ایک دن باپ کو کہا کہ مجھے جباعہ سلوا دیں۔ باپ نے کہا کپڑوں میں جباعہ کون سا لباس ہے۔ اس نے کہا میں نے کلام میں اختصار کیا ہے مطلب ہے

کہ جبہ اور دراعہ (کوٹ) سلوادیں۔

ایک بے وقوف نے آدھا مکان خرید اپھر ایک دن کہنے لگا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ آدھا گھر بیچ کر اس کے ثمن سے دوسرا آدھا بھی خریدلوں تاکہ پورا مکان میرا ہو جائے۔

ایک بے وقوف نے ایک شخص کو اس کی بیٹی کے وفات پر تعزیتی خط لکھا" لکھا کہ مجھے تم پر آنے والی اس مصیبت کا علم ہوا اگر یہ مصیبت نہیں ہے حدیث میں نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ جس کی ایک بیٹی مرجائے اس کے لئے اجر ہے۔ جو میں بھول گیا ہوں اور جس کی دو بیٹیاں مرجائیں اس کے لئے اجر ہے وہ بھی میں دو مرتبہ بھول رہا ہوں اور اس کے علاوہ آپ ﷺ کی بیٹی عائشہ کا انتقال بھی تو ہو گیا تھا تو پھر تیری غیر مختون بیٹی کون ہوتی ہے کہ نہ مرے؟

محمد بن ابی سعید نے ابوالحسین الطیوری کو ایک ادیب سے یہ مطالبہ کرتے دیکھا کہ وہ اسے کچھ ادبی باتیں سکھائے۔ تو اس نے کہا جب تم کسی کے پاس جایا کرو تو اسے "انعم اللہ صباحک" خدا تمہاری صبح اچھی کرے کہا کرو تو یہ دن کے آخری حصے میں بھی کسی کے پاس آتا تو اسے انعم اللہ صباحک کہتا تو وہ خوب ہنستا۔

قاضی القضاہ ماوردی [1] نے حکایت بیان کی ہے کہ میں مجلس میں بیٹا اپنے ساتھیوں کو کچھ پڑھا رہا تھا کہ ہمارے ہاں ایک بوڑھا آیا جس کی عمر کم وبیش اسی سال ہو گی اس نے مجھے کہا کہ میں خاص آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا وہ کیا ہے۔ میرا گمان تھا کہ وہ کسی پیش آمدہ مسئلے کے بارے میں دریافت کرے گا اس نے کہا شیخ مجھے یہ بتایئے کہ حضرت آدم اور ابلیس کا ستارہ کون سا ہے۔ یہ دو مسئلے ایسے ہیں جن کی عظمت شان کی وجہ سے صرف علماء دین سے ہی پوچھے جاسکتے ہیں۔ ماوردی کہتے ہیں کہ میں اور تمام حاضرین اس کے سوال سے بڑے متعجب ہوئے اور

---

[1] یہ علی بن محمد بن حبیب ابوالحسن ماوردی ہیں اپنے دور کے قاضی القضاہ تھے بڑے علماء میں سے تھے بڑی نافع اور زیادہ تصانیف کیں۔ "قائم بامر اللہ عباسی" کے دور میں قاضی القضاہ مقرر ہوئے خلفاء کے ہاں ان کا بڑا مرتبہ تھا۔ ۴۵۰ھ میں بغداد میں وفات ہوئی۔ ماوردی "ماء الورد" کی بیع کی طرف نسبت ہے ان کی مشہور کتب اعلام النبوہ اور الاحکام السلطانیہ اور ادب الدنیا والدین ہیں۔

بعض لوگ اس کے سوال کے انکار اور مذاق اڑانے پر اتر آئے میں نے انھیں روکا کہ ان بڑے میاں کی ظاہری حالت کے پیش نظر یہ مناسب نہیں بلکہ ان کے جیسا ہی جواب دیا جائے تو میں اس کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ کہ بابا جی !لوگوں کے ستارے ان کی تاریخ پیدائش معلوم ہونے پر ہی بتائے جاسکتے ہیں اگر تمہیں کوئی ایسا شخص مل جائے جسے ان کی تاریخ پیدائش معلوم ہو تو اس سے ضرور پوچھنا۔ بڑے میاں نے کہا جزاك الله خیرا اور خوشی خوشی واپس لوٹ گیا۔ وہ کچھ دن کے بعد واپس آیا اور بتایا کہ مجھے اب تک کوئی ایسا آدمی نہیں ملا جسے ان دونوں حضرات کی تاریخ پیدائش معلوم ہو۔

فضل بن عبداللہ کو کہا گیا کہ تو شادی کیوں نہیں کرتا۔ اس نے کہا کہ میرے والد نے مجھے اور میرے بھائی کو ایک باندی دے دی تھی۔ تو کہا گیا تیرا ستیا ناس کیا ایک باندی تیرے بھائی اور تیرے لئے ہے۔ اس نے کہا اس میں حیرت کی کون سی بات ہے ہمارا وہ فلاں پڑوسی ہے نا اس کی دو باندیاں ہیں۔

ابوالعنبس کہتے ہیں میں اپنے کسی کام سے راستے پر چلا جا رہا تھا کہ اچانک ایک عورت نے میرے سامنے آکر کہا کہ کیا تجھے خوشی ہو گی اگر میں تیرا ایک باندی سے نکاح کراؤں اور اس سے تیرا ایک بیٹا پیدا ہو۔ میں نے کہا ہاں تو وہ کہنے لگی پھر تم ایسے مدرسے میں داخل کردو وہ وہاں سے نکل کر کھیلنے لگے اور اونچائی پر چڑھ کر گر جائے اور اس کی موت واقع ہو جائے یہ کہہ کر وہ چیخنے لگی کہ ہائے میرا بیٹا اور رونے پیٹنے لگی تو میں نے کہا ارے یہ عورت تو پاگل ہے میں فوراً وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا میں نے ایک بوڑھے کو دروازے پر کھڑا دیکھا اس نے مجھے بھاگتے دیکھا تو پوچھا میرے دوست تمہیں کیا ہوا۔ میں نے اسے پوری بات بتائی جب میں نے اسے اس کے رونے پیٹنے کا بتایا تو اس نے اس بات کو بڑا سمجھا اور کہنے لگا کہ عورتوں کے لئے رونا ضروری ہے اگر ان کا کوئی مر جائے تو وہ تو روتی ہی ہیں۔ تو یہ بوڑھا اس عورت سے زیادہ احمق اور جاھل نکلا۔

ایک آدمی نے دوسرے کو کہا کہ رات میں نے خواب میں تمہارے والد کو دیکھا کہ ان کے کپڑے خراب ہیں تو دوسرے نے کہا کہ کل ہی تو میں نے اسے چار

نئے کپڑوں میں کفن دیا ہے ضرور تو نے ان کے کپڑے خراب کئے ہوں گے۔

ایک موصل والے سے پوچھ گیا کہ اس جگہ سے تمہارے گھر کا کتنا فاصلہ ہے۔ اس نے کہا تین میل جاتے وقت دو میل آتے وقت۔

ثمامہ نے اپنے دربان کو کہا کہ جلدی کر دن بہت تھوڑا رہ گیا ہے تو اس نے جواب دیا میرے آقا! واللہ رات بھی چھوٹی ہو چکی ہے۔

ایک بے وقوف نے دعا کی اے اللہ میری ماں بہن اور بیوی کی مغفرت فرما۔ کسی نے کہا کہ اپنے ابا کا نام کیوں نہیں لیا۔ اس نے کہا کہ میں چھوٹا سا تھا جب ان کا انتقال ہو گیا تھا اس لئے۔

عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے پوچھا مہینہ ختم ہونے میں کتنے دن رہ گئے۔ اس نے میری طرف دیکھا اور بولا کہ واللہ میں اس شہر کا رہنے والا نہیں ہوں۔

ابوالعباس کہتے ہیں کہ میں نے ایک لمبی داڑھی والے شخص سے پوچھا کہ آج کیا دن ہے۔ اس نے کہا واللہ مجھے نہیں پتہ میں اس شہر کا نہیں ہوں میں دیر[1] العاقول کا رہنے والا ہوں۔

ایک بے وقوف کی چھت کی لکڑی ٹوٹ گئی وہ اس کا بدل ڈھونڈنے نکلا دکاندار نے کہا کہ لکڑی کی لمبائی کتنی ہے۔ اس نے کہا سات میں آٹھ۔

ایک بے وقوف نے کہا کہ رات میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے میں نے اس کا نام اس کی خالہ کے نام پر رکھا ہے۔

---

[1] یہ جنوبی بغداد میں ایک پرانا قصبہ ہے۔ معجم البلدان ۶۷۶ / ۲ پر ہے کہ دیر العاقول مدائن کسریٰ اور نعمانیہ کے مابین واقع ہے۔ اور بغداد اور اس کے درمیان ۱۵ فرسخ کا فاصلہ ہے یہ دجلہ کے کنارے واقع تھا اب (محشی کے زمانے میں) دجلہ اور اس کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہے اس وقت اس میں بازار اور عمارتیں بھی تھیں جبکہ اس میں نہروان عامر تھا۔ آج کل یہ خود شہر کے درمیان ہے اور اس کے قریب دیر قنی کا علاقہ ہے دیر العاقول کی طرف مشہور لوگ منسوب ہیں جن میں ابو عبدالکریم بن ھیثم بن زیاد بن عمران القطان دیر عاقولی متوفی ۲۷۸ھ ہیں۔ یاقوت حموی کہتے ہیں کہ دیر عاقول مغرب میں واقع ہے اور اس علاقے کے ابوالحسن علی بن ابراہیم بن خلف الدیر عاقولی المغزی ہیں۔

ایک بے وقوف پر کوئی پریشانی آگئی اسے کہا گیا "عظم اللہ اجرک" (اللہ تجھے اجر عظیم دے) اس نے جواب دیا سمع اللہ لمن حمدہ

جاحظ کہتے ہیں کہ میں کوفہ میں داخل ہوا۔ میں وہاں راستوں پر گھوم رہا تھا ایک ہیبت والا بوڑھا اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھا تھا گھر کے ایک طرف سے چیخنے کی آواز آرہی تھی میں نے پوچھا باباجی! یہ چیخیں کیسی ہیں۔ اس نے کہا ایک آدھی زخمی ہو گیا ہے اور زخم گہری جگہ تک پہنچ گیا ہے یعنی شریان تک اور یہ آدمی مر جائے گا۔

حجاج بن ہارون نے اپنے ایک محبوب دوست کو کہا واللہ میں تجھے مائق ہلاک کر دوں گا وہ وامق (محبت کرتا ہوں) کہنا چاہ رہا تھا۔

ایک شخص کسی والی کے پاس آیا اور اس نے باتوں کے دوران کہا میں نے کانوں سے سنا اور اشارہ آنکھ کی طرف کیا۔ اور پھر کانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا اور میں نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھا کہ وہ ایک آدمی کے پاس آیا تو اس نے اسے گلے سے پکڑا یہ کہتے ہوئے اس نے سینے کی طرف اشارہ کیا۔ اور وہ مسلسل اس کے پہلو میں مارتا رہا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے جبڑے کی طرف اشارہ کیا۔ والی نے اسے کہا میرا گمان یہ ہے کہ تو نے کتاب "خلق الانسان" پڑھی ہوئی ہے تو اس نے کہا ہاں میں نے اصمعی سے اسے پڑھا ہے۔

ایک بے وقوف سے کسی نے کہا کہ "فلاں شخص تمہارا پوچھ رہا تھا اس نے جواب دیا اللہ اور اس کے فرشتے اس سے پوچھیں۔

ایک بے وقوف کسی قاضی کے پاس آیا اور بولا اللہ مجھے قاضی نہ بنائے۔ فلاں مر گیا اور میرے بعد جو پیچھے لوگ ہیں وہ یہ ہے مجھ پر ظلم کرنے والے مرے بھائی ہیں میرے رشتہ دار (تعداد میں) نو ہیں اور وہ سب (تعداد میں) ایک ہیں اور روزانہ میرا عمامہ قاضی کی گردن میں ڈال کر اسے میرے پاس گھسیٹ لاتے ہیں تو قاضی نے کہا کیا میرے علاوہ کوئی اور نہ ملا تھا جس کا امتحان لیا جائے (یعنی ایسی بکواس کسی اور کو سناتا)

ابو العبنس کہتے ہیں کہ ایک کشتی میں ایک آدمی میرا ہم سفر ہوا میں نے

اس سے پوچھا بھائی کہاں کے ہو؟ کہنے لگا اولاد شام سے ہوں۔ ان میں سے ہوں کہ میرا دادا منصور علی بن ابی سالم شاعر انبار کے دوستوں میں سے تھا اور وہ ان میں سے تھا جنھوں نے درخت کے نیچے ابی سالم بن یسار سے فاروق کے واقعہ میں بیعت کی تھی۔ جس زمانے میں حجاج بن یونس نہروان میں فرات کے کنارے ابوالسرایا کے ساتھ قتل ہوا تھا۔ ابوالعنبس کہتے ہیں کہ میرے سمجھ میں نہ آیا کہ اس کی کس چیز پر حسد کروں۔ معرفت انساب پر یا لوگوں کے حالات کے علم پر یا جنگی واقعات کے ازبر ہونے پر۔

ایک آدمی سے کسی شخص نے اس کے بیٹے کی موت پر تعزیت کی تو اس نے کہا اللہ آپ کا یہ تعزیت کرنے کا) احسان چکانے کی مجھے توفیق دے۔

حسن بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے ایک بے وقوف کو کہا کہ فلاں شخص تجھے کچھ نہیں سمجھتا۔ تو اس نے کہا واللہ اگر میں ہوتا اور میں اس کا بیٹا ہوتا جس سے میں ہوں تو میں ضرور میں ہوتا اور میں اس کا بیٹا ہوتا جس سے میں ہوں تو وہ کیسے کہتا ہے حالانکہ میں میں ہوں اور اس کا بیٹا ہوں جس سے میں ہوں۔

ایک احمق نے موت اور اسکی ہولناکیوں کا تذکرہ سنا تو اس نے کہا کہ اگر موت میں صرف اتنا ہوتا کہ تو سانس نہ لے سکے تو کافی تھا۔

ثمامہ نے اپنے کسی خادم کو کہا کہ بازار جا کر فلاں فلاں چیز لے آؤ تو اس نے کہا سرکار میں تو اونٹ ہوں میرے گھٹنے میں دماغ نہیں ہے۔ ثمامہ نے کہا اور نہ ہی سر میں ہے۔

ایک اندھے کو راستہ چلتے دیکھا گیا وہ کہہ رہا تھا "اے بادلوں کے چلانے والے بغیر مثال کے"۔

ایک شخص "معتضد باللہ کے پاس آیا اور کہا "اے امیر المومنین مجھ پر فلاں

---

[۱] یہ ابو سعید حسن بن یسار بصری تابعی ہیں عالم فقیہ فصیح بہادر اور درویش شخص تھے اور اپنے زمانے میں۔ اھل بصرہ کے امام تھے۔ امام غزالی فرماتے ہیں حسن بصری کلام میں انبیاء کے کلام سے مشابہت رکھتے تھے ھدیہ میں صحابہ سے مشابہہ تھے ان سے حکمت کے چشمے پھوٹتے تھے۔ یہ مدینہ میں پیدا ہوئے اور حضرت علی ؓ کی نگرانی میں جوان ہوئے پھر بصرہ میں مقیم رہے وہیں پر ۱۱۰ھ میں انتقال ہوا۔

عامل نے ظلم کیا ہے۔ تو معتضد نے کہا وہ کون ہے۔ اس نے کہا واللہ مجھے اسکا نام نہیں معلوم۔ مگر اسکے دایاں گال پر کوئی نشان، دھبہ ،یا تھپڑ کا نشان ،یا جلنے کا نشان یا کیل کا زخم ہے یا بایاں گال پر ہے اور اسکا ایک غلام ہے جسکا نام جریر یا نجم ہے مگر اسکے نام میں طاء یا لام آتا ہے۔ یہ سن کر معتضد ہنسا اور کہا، لگتا ہے تو وسوسہ کا شکار شخص ہے۔ اس نے کہا آپ جو چاہیں پوچھیں میں جواب دونگا۔ معتضد نے پوچھا" تیری کتنی انگلیاں ہیں اس نے کہا تین ٹانگیں ہیں۔ معتضد نے اسے باہر نکالنے کا حکم دیا تو اس نے کہا میں اپنی بیٹی کو نہیں کہتا جب وہ آتی ہے تو اسکی جھولی کھلی ہوتی ہے اور اسمیں عید کے دن کے (کھلونے) انڈے نہیں ہوتے۔ تو معتضد نے حکم دیا کہ اسکے ساتھ اسکے گھر کھانے کا سامان اور انعام پہنچا دیا جائے۔

ایک بے وقوف بیت الخلاء میں گیا اور اپنا لباس اتارنا چاہا مگر تہبند اتار کر باقی لباس میں قضائے حاجت کر کے کپڑے خراب کر لئے۔

اھل حمص میں سے کچھ لوگ انسانی اعضاء کے منافع کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے ایک نے کہا کہ کان سونگھنے کے لئے منہ کھانے کے لئے، زبان بولنے کے لئے ہیں اور دو کانوں کا کیا فائدہ ہے۔ ان کے سمجھ میں کچھ نہ آیا تو ایک قاضی کے پاس اس بارے میں پوچھنے گئے وہ مصروف تھا تو یہ اسکے دروازے پر بیٹھ گئے وہاں ایک درزی نظر آیا جس نے گٹی سوت کی گئی اپنے کان پر رکھی ہوئی تھی۔ تو انھوں نے کہا کہ ہم جو قاضی سے پوچھنے آئے تھے وہ اللہ نے خود ہمارے پاس بھیج دیا ،کان دھاگہ کی گٹی رکھنے کے لئے بنائے گئے ہیں وہ اپنے اس استفادے سے بڑے خوش ہو کر واپس لوٹ گئے۔

جاحظ کہتے ہیں کہ میں حمص میں تھا، وہاں ایک بکری گذری اسکے پیچھے اونٹ تھا تو ایک شخص نے دوسرے کو کہا کہ یہ اونٹ اس بکری کا بچہ لگتا ہے۔ دوسرے نے کہا نہیں یہ یتیم ہے بکری نے پالا ہے۔

ھشام بن عبد الملک فوج کا معائنہ کر رہا تھا کہ ایک حمصی اپنے گھوڑے پر آیا وہ اسکو آگے کرتا گھوڑا بدک کر پیچھے بھاگتا۔ ھشام نے کہا یہ کیا ہے۔ حمصی نے کہا

یہ گھوڑا تو اچھا ہے مگر آپکو جانوروں کا ڈاکٹر سمجھ رہا ہے اسلئے بھاگتا ہے۔

اھل حمص اپنے ایک بوڑھے کے ساتھ آئے اس جیسا عقلمند اور کامل شخص انکے ہاں نہ تھا انکے ساتھ اسکے دو بیٹے بھی تھے وہ بھی عقل و علم میں ممتاز تھے۔ وہ رشید کے پاس کسی ظلم کی شکایات لیکر آئے۔ انھیں اندر آنے کی اجازت ملی تو بوڑھا داخل ہوا اس نے کہا اسلام علیک یا ابا موسی ہارون رشید سمجھ گیا کہ یہ احمق ہے اسے بیٹھنے کا حکم دیا پھر کہا میرا گمان ہے کہ آپ نے علم حاصل کیا ہے اور علماء کی صحبت میں رہے ہیں۔ بوڑھے نے کہا جی ہاں! رشید نے پوچھ کن علماء کے ساتھ رہے۔ اس نے کہا اپنے والد کے ساتھ۔ ھارون نے پوچھا وہ عذاب قبر کے بارے میں کیا کہتے تھے اس نے کہا وہ اسے سخت ناپسند کرتے تھے۔ ھارون رشید اور تمام حاضرین ہنس پڑے۔ پھر ھارون نے کہا کہ دریا کس نے کھودے جو آپ نے سنا ہے۔ بوڑھا چپ ہو گیا تو اسکے بیٹے نے جواب دیا کہ موسی نے کھودے جب اسے دیکھا۔ ھارون نے کہا اسکا گارا کہاں بنایا۔ دوسرے بیٹے نے جواب دیا پہاڑ میں۔ بوڑھا اپنے دونوں بیٹوں کے جواب سے بہت خوش ہوا اور کہا واللہ یہ میں نے انہیں نہیں سکھلایا یہ صرف اللہ تعالی کی طرف سے الہام ہے اور اسکا شکر ہے۔

تین آدمی اھل حمص کے رشید کے پاس وفد لے کر آئے۔ ان میں سے ایک داخل ہوا اس نے رشید کے سر پر ایک بچہ بیٹھا دیکھا تو سمجھا لڑکی ہے تو اس نے کہا کہ "اسلام علیک یا ابا الجاریہ" ہارون نے اسے تھپڑ مار کر باہر نکال دیا پھر دوسرا آیا وہ سمجھا لڑکا ہے اس نے کہا السلام علیک یا ابا الغلام اس نے اسے بھی تھپڑ مار کر نکال دیا پھر تیسرا آیا اس نے کہا "اسلام علیک یا امیر المومنین" تو رشید نے کہا کہ تو ان دو احمقوں کے ساتھ کیسے آگیا۔ اس نے کہا امیر المومنین ان دونوں پہ حیران نہ ہوں اصل میں انھوں نے آپکو اس ھیئت پر دیکھا اور آپکی داڑھی لمبی دیکھی تو وہ سمجھے کہ آپ فلاں کے باپ ہیں۔ ھارون نے کہا اسے بھی باہر نکالو۔ اللہ ایسے شہر کو برباد کرے جسکے اخیار ایسے ہیں۔ "ایک صاحب" کہتے ہیں کہ میں نے ایک باریش شخص کو ایک قصہ گو کے حلقہ میں دیکھا جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا قصہ بیان کر رہا تھا جب وہ فارغ ہوا تو اس لمبی داڑھی والے نے کہا، تیرے لئے اللہ سے پناہ مانگتا ہوں

تو نے منصور ابن عمار کا کلام بڑا اچھا بیان کیا۔

جاحظ کہتے ہیں کہ میں قنطرہ بردان کے بالائی علاقے سے گذرا وہاں ایک لمبی داڑھی والا شخص تھا اور اسکی بیوی اس سے کوئی چیز مانگ رہی تھی اور وہ کہہ رہا تھا اللہ تجھ پر رحم کرے تیرا سامان آرہا ہے لیکن کافی فاصلہ ہے اور تو جلد باز ہے چارپاوں پر چل رہی ہے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابو عبیدہ ایک شخص کا نام پوچھا تو اس نے کہا مجھے نہیں معلوم ایک دوسرے ساتھی نے کہا مجھے معلوم ہے اسکا نام خراش یا خداش یا ریاش یا اور کچھ ہے۔

ایک دن عبادہ بازار جانے کے لئے نکلا اس نے ایک راستے پر ایک لمبی داڑھی والے بوڑھے کو دیکھا وہ جب بات کرنا چاہتا اسکی داڑھی آڑے آجاتی وہ کبھی اسے گریبان میں ڈالتا اور کبھی اسے گھٹنے کے نیچے دبالیتا۔ عبادہ نے اسے کہا باباجی! آپ نے داڑھی اس طرح کیوں چھوڑی ہوئی ہے۔ اس نے کہا کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں اسے نوچ لوں تاکہ تیری داڑھی کی طرح ہو جائے عبادہ نے کہا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں قد افلح من زکھا وقد خاب من دسھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھ کاٹو اور داڑھی بڑھاؤ، اور داڑھی بڑھانے کا مطلب یہ ہے کہ اسکا اثر نظر آئے بوڑھے نے کہا کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے سچ فرمایا، میں اسے اللہ اور اسکے رسول کے حکم کے مطابق کرلوں گا، پھر اس نے اپنی داڑھی مونڈدی اور اپنی دکان میں بیٹھ گیا پھر جو کوئی اسے دیکھ کر پوچھتا وہ اسے قرآنی آیت اور حدیث نبوی ﷺ سناتا۔

ایک مریض کو کہا گیا کہ ہم تجھے کیسے دیکھیں؟ اس نے کہا میں علت ہوں، پوچھا گیا علت کا مطلب۔ کہا کیا صحیح آدمی کو نہیں کہا جاتا کہ اسے کوئی علت (بیماری) نہیں۔ انھوں نے کہا ہاں اس نے کہا تو میں اسطرح ہوں جیسا کہ کہا میں علت ہوں۔

ایک شخص کو کہا گیا کہ تیرے پاس مال ہے اور تیری ماں بوڑھی نہیں ہے اگر تو مر گیا تو وہ تیری وارث بن کر مال ضائع کردیگی۔ اس نے کہا وہ میری وارث نہیں بنے گی۔ کہا وہ کیسے۔ اس نے کہا کہ میرے باپ نے مرنے سے پہلے اسے طلاق دے دی تھی۔

ابو الاسود الدئلی[1] نے اپنے بیٹے کو کہا کہ تیرا چچا زاد شادی کرنا چاہتا ہے اسکی خواہش ہے کہ پیغام لیکر تو جائے لھذا خطبہ یاد کرلے۔ اس نے دو دن دو رات خطبہ یاد کیا، تیسرے دن والد نے پوچھا کیا کیا؟ اسنے کہا خطبہ یاد کیا ہے، الدئلی نے کہا کہ سنا اس نے پڑھنا شروع کیا۔ الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نتوکل علیہ، و نشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح۔ تو باپ نے فوراً (طنزاً) کہا ٹھہر ابھی نماز کھڑی مت کر میرا وضو نہیں ہے۔

ایک شخص نے اپنے بیٹے کو مکتب میں چھوڑا کچھ دن بعد اس نے اس سے پوچھا کہ کچھ حساب سیکھا اس نے کہا ہاں سیکھا ہے اسنے کہا بتاؤ پچاس اور پچاس کتنے ہوئے۔ بیٹے نے کہا چالیس۔ باپ نے کہا منحوس پچاس پچاس تین مرتبہ (دنوں کے) ہو گئے مگر تجھے پچاس تک گنتی نہ آئی۔ پھر اس نے بیٹے کو مکتب سے چھڑا لیا اور کہا تو کامیاب نہیں ہو سکتا۔

حامد[2] بن عباس کا ایک دوست بیمار ہو گیا اس نے سوچا کہ اپنے بیٹے کو وہاں بھیج دے تاکہ وہ عیادت کرلے تو اسنے بیٹے کو سمجھایا۔ کہ بیٹا جب وہاں داخل ہو تو سب سے اونچی جگہ پر بیٹھنا اور مریض سے کہنا کیا تجھے تکلیف ہے۔ جب وہ یوں کہے تو یوں جواب دینا اور کہنا کہ تم ٹھیک ہو جاو گے انشاء اللہ اور اس سے پوچھنا کہ کونسا طبیب تمھارے پاس آتا ہے۔ وہ جو جواب دے تم کہنا اچھا طبیب ہے اور پوچھنا کہ کھا کیا رہے ہو۔ وہ بتائے تو کہنا کہ بہت اچھی ہے تو وہ مریض کے ہاں گیا اسکے قریب ایک منارہ تھا اسپر چڑھا تو واپس مریض کے سینے پر گر گیا اسے اور تکلیف بڑھ گئی پھر

---

[1] یہ ابو الاسود ظالم بن عمرو بن سفیان بن جندل الدئلی الکنھانی ہے۔ جو علم نجوم کے واضع ہیں۔ حضرت علی ؓ نے کچھ اصول نحو تحریر فرمائے تھے اسپر ابو الاسود نے لکھا۔ کتاب "صبح الاعشیٰ" میں لکھا ہے کہ ابو الاسود نے حرکات اور تنوین وضع کی تھیں اور کچھ نہیں (ص ۱۶۱۔ صفحہ ۲۔۳) یہ گنے چنے فقہاء امراء شعراء اور زہاد میں سے تھے اور نہایت حاضر جواب تھے۔ ایک قول کے مطابق قرآن کے نقطے سب سے پہلے انہوں نے لگائے۔ تھے متوفی ۶۹ھ۔

[2] یہ ابو محمد حامد بن عباس ہے عباسی عمال کا وزیر تھا۔ مقتدر کے دور میں ۳۰۶ھ میں وزیر بنایا گیا پھر ۳۱۱ھ میں معزول کیا گیا اور اسے گرفتار کر کے واسط بھیج دیا وہاں زہر خورانی سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

مریض سے پوچھا تمھیں کیا تکلیف ہے۔اس نے (جل کر) کہا موت کی بیماری ہے۔ اس نے کہا صحیح ہو جاؤ گے انشاء اللہ۔ پھر پوچھا کہ کونسا طبیب تمھارا علاج کر رہا ہے مریض نے کہا ملک الموت۔ اس نے کہا بڑا مبارک اور اچھا طبیب ہے۔ پھر پوچھا کیا غذا کھا رہے ہو؟ مریض نے کہا موت کا زہر اس نے کہا بڑا اچھا اور قابل تعریف کھانا ہے۔

ایک آدمی اپنے بیٹے کے استاد کے پاس آیا اور اسے کہا کہ اسے نحو اور فقہ کے علاوہ کچھ نہ سکھاؤ تو اس نے اسے دو مسئلے دونوں فن کے کے سکھا دیئے ایک یہ کہ "ضرب زید عمرواً" میں زید کو اسکے فعل کی وجہ سے رفع ملا ہے اور عمرہ منصوب ہے فعل اسپر واقع ہونے کی وجہ سے۔ دوسرا مسئلہ فقہ کا سکھایا کہ ایک آدمی مر گیا اسکے پیچھے اسکی ماں اور باپ ہیں ماں کو تہائی اور باقی باپ کو ملیگا۔ اور یہ سمجھا کہ پوچھ سمجھ گیا۔ اس نے کہا ہاں یہ پھر گھر واپس آیا تو باپ نے پوچھا بتاؤ "ضرب عبداللہ زیدا میں کیا کہتے ہو۔ اسنے کہا زید اسکے فعل کی وجہ سے مرتفع ہو (اٹھ) گیا اور باپ کے لئے نہیں بچا۔

ایک تاجر کا ایک بیٹا باؤلا تھا ایک مرتبہ اس کا باپ اپنی دکان پر آیا تو دیکھا کہ ایک صندوق جسمیں کافی سامان اور سونا وغیرہ تھا چور لیجا چکے ہیں تو وہ غم سے وہیں بیٹھ گیا لوگ آکر اسے تسلی دینے لگے اتنے میں اسکا بیٹا بھی ادھر آنکلا لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ واقعہ ہو گیا ہے تو وہ ہنسا اور قہقہ لگایا اور بولا کوئی بات نہیں، ہم سے کوئی چیز نہیں گئی۔ لوگ یہ سمجھے کہ شاید اسکے پاس کوئی خبر ہے یا صندوق اسکی دسترس میں ہے تو انھوں نے جلدی سے اسکے باپ کو آکر بتایا کہ تیرا بیٹا اسطرح کہتا ہے۔ تو اسکے باپ نے کہا کیا خبر ہے اس بارے تیرے پاس کیا چیز ہے۔ اسنے کہا کہ صندوق کی چابی میرے پاس ہے وہ چور تو اسے کھول نہ سکیں گے۔ تو اسکا باپ بولا۔ مجھے بھی حیرت ہو رہی تھی کہ تیرے پاس بھی کوئی خوشی کی خبر ہو سکتی ہے؟

ایک راوی کہتے ہیں کہ میں نصر رصیفی کے پاس اس کے گھر آیا۔ اس کا بیٹا اس سے کسی چیز کے بارے میں لڑ رہا تھا دونوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ میں نے اسے کہا یہ کیا تھا۔ تو اس نے بتایا کہ یہ سمجھتا ہے کہ حضرت علی ؓ ابن ابی طالب

ھاشمی تھے اور میں نے کہا کہ علوی تھے اب ہمارے درمیان فیصلہ کر میں نے کہا کہ وہ علوی تھے کیا تو ان کے نام (علی) کی طرف نہیں دیکھتا۔ تو اس نے مجھے کہا کہ اس کے منہ پر تھوکوں۔ تو میں نے کہا کہ تم دونوں اسی بات کے مستحق ہو۔

سجستان میں ایک بوڑھا نحو پڑھاتا تھا اس کا ایک بیٹا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کو کہا کہ جب تو کوئی بات کہنا چاہے تو اسے عقل پر پیش کر اور اپنی کوشش سے اس پر غور کر جب تو اسے پرکھ لے تو پھر یہ پرکھا ہوا کلمہ منہ سے نکال۔ ایک دن یہ دونوں سردی کے دن میں بیٹھے تھے اور آگ جل رہی تھی اچانک ایک انگار باپ کے کتانی جبہ پر آپڑا اسے پتہ نہ تھا بیٹے نے دیکھ لیا پہلے اس نے تھوڑا سوچا پھر کہا ابا جی میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں اجازت دے دیں۔ باپ نے کہا اگر حق بات ہے تو کہہ اس نے کہا میں اسے حق سچ سمجھتا ہوں۔ باپ نے کہا کہہ اس نے کہا کہ میں ایک لال چمکتی ہوئی چیز دیکھ رہا ہوں باپ نے کہا وہ کیا۔ اس نے کہا کہ ایک انگارہ آپ کے جبہ پر گر پڑا ہے باپ نے اپنا جبہ دیکھا تو وہ کافی جل چکا تھا اس نے کہا تو نے مجھے جلدی سے کیوں نہ بتادیا۔ بیٹے نے کہا کہ جیسا آپ نے کہا تھا میں اس کے مطابق پہلے غور کیا پھر پرکھا پھر بات کی۔ اس کے بعد اس کے باپ نے قسم کھائی کہ آئندہ نحو کے ساتھ بات نہیں کرے گا۔

ایک شخص نے ایک نحوی کا دروازہ کھٹکھٹایا نحوی بولا کون ہے؟ اس نے کہا انا الذی ابو عمرو میں وہ ابو عمرو حصاص ہوں نحوی نے کہا کیا تجھے "الذی" کا صلہ کچھ نہ ملا۔ دوبارہ صحیح صحیح دہراؤ۔

ایک عورت اپنی پڑوسن کے پاس آئی کہ وہ اسے اپنی ازار دے دے تاکہ وہ اسے پہن کر بازار چلی جائے پڑوسن نے کہا میں اسے بنا رہی ہوں دس ستریں میں نے بنالی ہیں تو ذرا ٹھہر کے میں اسے پورا کرلوں اور پھر جبولا ہے کہ دے آؤں وہ اس پر کام کر کے دے گا تو میں تجھے دیدوں گی اور ہاں کیل کے پاس سے مت گزرنا یہ نیا کپڑا ہے۔

ایک عورت نے دوسری کو کہا کہ آج میں احمد کی قبر پر گئی تھی وہاں میرے پاؤں میں کیل چبھ گئی دوسری نے کہا تمہارے پاؤں میں نیا موزہ تو نہیں تھا۔ اس نے

کہا نہیں تو دوسری نے کہا تو اللہ کا شکر ادا کر۔

ایک صاحب سے مروی ہے کہ میں بازار گیا وہاں لوگ ایک آدمی کو مار رہے تھے میں نے پوچھا کہ اس کا جرم کیا ہے۔ ایک بولا یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو گالی دیتا ہے جو نبی ﷺ کے صدیق ہیں اور جنھوں نے آپ ﷺ کے ساتھ چالیس سال تک ایک ہی وضو سے نماز پڑھی اور جو کہ مہاجرین اور انصار میں سے تھے جنھوں نے صحابہ کی اقتداء احسان سے کی اور انہی مومنین کا ماموں کہا گیا ہے اس لئے کہ یہ حضرت حواء کے سگے بھائی تھے۔

ایک سے مروی ہے کہ میں بازار گیا وہاں لوگ ایک آدمی کو مار رہے تھے میں نے ایک بوڑھے سے پوچھا بابا جی کیا قصہ ہے۔ اس نے کہا ان لوگوں میں مت ہونا یہ رافضی ہے کہتا ہے کہ آدھا قرآن مخلوق ہے اور آدھا نہیں اور قوم میں نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی خیر نہیں حالانکہ ان کے بعد خضر ہیں (راوی کہتا ہے) کہ یہ سن کر مجھے ہنسی آنے لگی میں نے پٹائی کے ڈر سے اسے روکا اور کہا کہ بابا جی اسے اور مارو ثواب ملے گا۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جو ایک شخص کو مار رہے تھے تو میں ایک شخص کو جو خوب اچھی طرح پٹائی کر رہا تھا مخاطب کیا کہ اس نے کیا کیا ہے۔ اس نے کہا واللہ میں نہیں جانتا کہ اس نے کیا کیا ہے لیکن میں نے لوگوں کو دیکھا کہ اسے مار رہے ہیں تو میں بھی اللہ کی رضا اور ثواب کی طلب میں اس پٹائی میں شریک ہو گیا۔

میں نے ایک بے وقوف کو دیکھا کہ وہ انار بیچ رہا ہے اور لوگ اس کے انار کھا رہے ہیں اور لوگ اس سے ان کو پیش آنے والے فقہی مسائل پوچھ رہے ہیں اس کی کنیت ابو جعفر تھی ایک عورت نے آکر اس سے کہا اے ابو جعفر! کیا مریم بنت عمران نبیہ تھیں۔ اس نے کہا نہیں اے جاہلہ، عورت نے پوچھا کہ وہ پھر کیا تھیں۔ اس نے کہا فرشتہ۔

جاحظ نے کہا کہ میں "واسط" گیا اور جمعہ کے دن جامع مسجد بہت پہلے جا پہنچا اور بیٹھ گیا تو میں ایک شخص کی ایسی داڑھی دیکھی کہ اس سے پہلے اتنی بڑی داڑھی

نہیں دیکھی۔ وہ دوسرے کو کہہ رہا تھا کہ سنت کو لازم رکھ تاکہ جنت میں داخل ہو جائے۔ تو دوسرے نے کہا کہ سنت کیا ہے۔ اس نے کہا ابو بکر بن عفان کی محبت اور عثمان فاروق ، اور عمر صدیق اور علی بن ابی سفیان اور معاویہ بن ابی غیبان کی محبت۔ دوسرے نے پوچھا یہ معاویہ بن ابی شیبان کون ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حاملین عرش میں سے ہیں نبی کریم ﷺ کے کاتب اور ان کے داماد، ان کی بیٹی عائشہ کے شوہر تھے۔

ایک راوی کہتے ہیں کہ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جو ایک شخص کو مار رہے تھے میں نے ایک بوڑھے سے پوچھا کہ اس کا جرم کیا ہے۔ اس نے کہا یہ اصحاب کہف کو گالیاں دیتا ہے میں نے کہا اصحاب کہف کون ہیں۔ اس نے کہا کیا تو مومن نہیں؟ اس نے کہا کیوں نہیں لیکن استفادہ کے لئے پوچھ رہا ہوں اس تے بتایا کہ اصحاب کہف ابو بکر و عمر و معاویہ بن ابی سفیان ہیں اور یہ معاویہ حاملین عرش میں سے ایک شخص ہیں تو میں نے اسے کہا کہ مجھے آپ کی علم انساب اور مذاہب کی معرفت پر تعجب ہو رہا ہے اس نے کہا ہاں علم کو اس کے اہل سے حاصل کرو۔

ایک بے وقوف نے کہا بتاؤ ابو بکر افضل ہیں یا عمر؟ دوسرے نے کہا بلکہ عمر افضل ہیں پہلے نے کہا تجھے کیسے پتہ۔ اس نے کہا ایسے کہ جب حضرت ابو بکر ؓ کا انتقال ہوا تو حضرت عمر ان کے جنازے میں آئے تھے مگر جب عمر کا انتقال ہوا تو ابو بکر ان کے جنازے میں نہیں آئے۔

ایک بے وقوف بیمار ہو گیا تو طبیب اسے دیکھنے آیا اس نے کہا کہ کل کے دن پیشاب محفوظ رکھنا تاکہ میں اسے دیکھ لوں۔ اس دن جب وہ وہاں سے نکلا تو مریض نے اس کے بعد پیشاب ہی نہیں کیا دوسرے دن طبیب آیا تو اس نے کہا کہ میرا مثانہ پیشاب روکنے سے پھٹنے کے قریب ہو گیا ہے تم دیر سے کیوں آئے۔ طبیب نے کہا کہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ کسی برتن میں محفوظ کر لینا۔ چلو دوسرے دن سہی پھر وہ دوسرے دن آیا تو مریض نے پیشاب ہرے رنگ کی برنی میں کیا ہوا تھا طبیب نے پوچھا کہ کیا کوئی بغیر رنگ کے شیشے کی بوتل نہیں ملی۔ پھر وہ اس سے اگلے دن آیا تو مریض نے لکڑی کے پیالہ میں پیشاب کیا ہوا تھا طبیب کو مریض نے ناراض دیکھا تو کہا کہ آپ کو پریشانی ہو رہی ہے کیا آپ اسی پانی کو دیکھ کر سچ سچ بتا سکتے ہیں کہ اس

مرض میں میرے لئے کسی قسم کا خوف ہے یا نہیں۔ طبیب نے کہا جب تم سچ بولنے کا کہہ رہے ہو تو میرے لئے کہنا ضروری ہو گیا ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ تو مر جائے گا۔ اس بیماری سے نہیں بلکہ اس عقل کی وجہ سے۔

ایک احمق طبیب ایک بیمار کو دیکھنے آیا بیمار نے اپنی بیماری بتائی تو طبیب نے کہا کہ چوہے کے سر کے برابر کلونجی لو اور اس کے ہموزن پانی لے کر اسے خوب کوٹو جب بالکل (رینٹ) (ناک کا مادہ) کی طرح ہو جائے تو اسے پی لو۔ بیمار نے کہا اٹھ !اللہ تجھ پر لعنت کرے تو نے زمین میں سب دواؤں کو گندہ کر دیا ہے۔

ایک احمق طبیب نے اپنے پڑوسی کو پینے کے لئے دوائی دی اس نے پی اور ایک سال زندہ رہا پھر مر گیا اس کے بعد طبیب ایک مرتبہ اس کا حال معلوم کرنے آیا تو پتہ چلا کہ وہ مر گیا ہے تو کہا لا الہ الا اللہ ایک دفعہ پینے سے کتنا طاقتور ہو گیا تھا اگر زندہ رہتا تو اگلے سال تک بغیر میری دوا پئے زندہ رہ سکتا تھا۔

ایک آدمی کے کپڑے حمام سے چوری ہو گئے تو وہ وہاں سے ننگا نکلا تو دروازے پر ایک احمق طبیب کھڑا تھا اس نے کہا کیا قصہ ہے۔ اس نے بتلایا کہ کپڑے چوری ہو گئے ہیں۔ تو طبیب بولا جلدی کر فصد لگوا لے تجھ سے غم کی گرمی ختم ہو جائے گی۔

ایک بے وقوف کی ماں مر گئی وہ بیٹھ کر رونے لگا اور کہتا جاتا اے ماں اللہ مجھے تجھ سے پہلے موت دے دیتا۔ اگر تو جنت میں داخل نہ ہو تو میری ماں بدکار ہو اور کوئی عورت جنت میں داخل نہ ہو۔

ایک آدمی کا بیٹا مر گیا اس کو کہا گیا کہ فلاں کو غسل کے لئے بلا لو اس نے کہا نہیں میں نہیں چاہتا اس لئے کہ اس کے اور میرے درمیان عداوت ہے وہ غسل کے دوران میرے بیٹے کا گلا گھونٹ کر اسے مار ڈالے گا۔

دو آدمی حج کے راستے میں جمع ہو گئے ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ تم نے کتنے حج کئے ہیں دوسرے نے کہا یہ جس حج میں ہم جا رہے ہیں اس کو ملا کر ایک حج کیا ہے۔

ایک آدمی کی باندی مر گئی جب اس نے اسے دفن کیا تو کہنے لگا تو میرے

حقوق کی ادائیگی کے لئے کھڑی رہتی تھی آج میں اس کا بدلہ ضرور چکاؤں گا لوگو ! گواہ رہو یہ آزاد ہے۔

ایک فقیرنی کسی کے دروازے پر آکر کھڑی ہو گئی ایک شخص نے اسے کہا بدکار عورت یہاں سے ہٹ۔ تو فقیرنی نے کہا کہ بھیک نہیں دیتے تو گالی کیوں دے رہے ہو۔ اس نے کہا کہ واللہ میرا ارادہ خیر کا تھا وہ یہ کہ تجھے دیر ہو اور میں گناہ گار بنوں۔

حکایت ہے کہ ایک بے وقوف نے بڑے پیالہ میں تلوں کا تیل خریدا پیالہ بھر گیا تیل باقی رہا دکاندار نے کہا کہ باقی تیل کس برتن میں لے گا؟ اس نے پیالہ الٹا کیا اور اس کے پیندے کی طرف اشارہ کر کے کہا اس میں ڈال دے اس نے پیندے میں ڈال دیا یہ تیل لے کر چلا اسے راستے میں ایک شخص ملا اس نے پوچھا یہ تیل کتنے کا خریدا؟ بے وقوف نے کہا اتنے کا وہ شخص بولا بس اتنا سا؟ تو اس نے پیالہ سیدھا کیا اور کہا کہ یہ بھی ہے۔

ایک شخص کے کسی پر چار درھم تھے وہ لینے گیا تو مقروض نے کہا کل دوں گا۔ قرض خواہ نے کہا کہ میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک تو حلف لکھ کر نہ دے کہ کل دیدے گا۔ اس نے حلف اٹھالیا کہ اگر تو آیا تو واپس اس کے بغیر نہ جائے گا اور میں اس بات کی قسم کھاتا ہوں تو وہ چلا گیا دوسرے دن مقروض کے پاس آیا تو اس نے کہا میرے پاس نہیں ہیں اور میں نے جو قسم کھائی تھی اس کا مطلب یہ تھا کہ تو واپس اس کے بغیر نہ جاسکے گا یعنی داڑھی کے بغیر اور میں قسم کھاتا ہوں کہ میں نے یہی مراد لیا تھا یہ آدمی واپس گیا اور حجام کے پاس جا کر داڑھی منڈا دی اور واپس آکر اٹک گیا اور دراھم لے کر ہی ٹلا۔

گھر والوں نے غلام کو کہا کہ پانی کا گھر بھر دو تو وہ بہت سارا پانی لے آیا اور کافی دیر ہو گئی تو وہ لوگ اسے دیکھنے چڑھے دیکھا تو وہ پانی کے گھر میں پانی انڈیل رہا تھا اس نے انہیں دیکھ کر کہا کہ تم نے میری ڈیوٹی اسے بھرنے پر لگائی ہے میرا خیال ہے کہ یہ مہینے میں بھرے گا۔

مجھے میرے ایک دوست نے حکایت سنائی ہمارے ہاں ایک آدمی کو چوری

کی تہمت لگائی گئی پکڑ لیا گیا اور پھر ایک لمبا قصہ ہوا وہ میرے پاس بہت دنوں کے بعد آیا اور کہا کہ میں ایک نجومی کے پاس گیا تھا اسے میں نے کافی رقم دی اس نے حساب لگا کر بتایا کہ واللہ تم اس تہمت سے بری ہو اور تم نے کوئی نہیں چرائی۔

ایک بے وقوف نے جنازہ آتے دیکھا تو کہنے لگا ربی وربك الله لا اله الا الله ایک دوسرے شخص نے کہا تم نے غلطی کی جب جنازہ دیکھو تو یوں کہو اللھم السبنا العافیته پھر یہ دونوں بحث کرنے لگے آخر کار ایک اور شخص سے فیصلہ کرانے گئے تو اس نے کہا کہ جب جنازہ دیکھو تو کہو

سبحان الله من یسبح الرعد بحمده والملکته من خیفته

اھل طرطوس کے ایک شخص سے ایک نجومی نے کہا کہ تیرا استارہ کیا ہے۔ اس نے کہا بکرا۔ لوگ ہنسنے لگے لور کہا کہ ستاروں میں کوئی ستارہ بکرا نہیں اس نے کہا کیوں نہیں ہے۔ میں جب چھوٹا تھا تو مجھے بتایا گیا تھا کہ میرا استارہ جید (بکرے کا بچہ) ہے تو اس وقت سے اب تک وہ پورا بکرا بن چکا ہوگا۔

ایک کاتب کے پاس غلام تھا ایک مرتبہ اس کاتب کو اپنے کسی دوست کے پاس دیر ہو گئی تو اس نے غلام کو کہا کہ گھر جاؤ اور وہاں سے مشعل لے آؤ۔ اس نے کہا مالک میں اس وقت اکیلے جانے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں اور شمع لے کر واپس یہاں آجائیں۔

ایک شخص نے اپنے غلام کو کہا کہ آگ لاؤ اور چولھا جلاؤ غلام نے کہا کہ کس لئے آگ منگاتے ہو۔ اس نے کہا کہ عصیدہ (ایک قسم کا سالن) بنائیں گے غلام نے کہا پہلے مجھے لقمہ کھلاؤ تا کہ میں جلدی آجاؤں۔ ایک شخص نے دوسرے کو مکہ مارا دوسرا چیخا ہائے خون نکال دیا پہلے نے کہا، خون کہاں ہے۔ اس نے کہا مجھے اندرونی نکسیر پھوٹی ہے۔

ایک قافلہ کو جس میں ساٹھ آدمی تھے دو آدمیوں نے لوٹ لیا ان کے کپڑے اور مال چھین لیا کسی نے ان سے کہا کہ وہ دو آدمی تھے تم ساٹھ تھے وہ دو پھر کیسے لوٹ کر لے گئے۔ اس نے کہا کہ ایک نے ہمارا گھیراؤ کیا دوسرے نے ہمارا مال چھین لیا ہم کیا کرتے۔

ایک آدمی نے دوسرے کو کوئی غصہ دلانے والی بات کہی اس نے کہا تو مجھے یہ کہہ رہا ہے میں تو انصار میں سے ہوں پہلے نے کہا کہ نصاری اور یہود ہمارے نزدیک برابر ہیں۔

ابن الروحی سے مروی ہے کہ ایک طبیب نے اپنے شاگرد کو کہا کہ جب تو کسی مریض کو دیکھنے جائے تو دیکھنا کہ اس نے کیا کھایا ہے اندازہ لگالینا۔ تو جو چیز اسے مناسب نہ ہو اس سے اسے منع کردے تو وہ لڑکا ایک مریض کو دیکھنے گیا اس نے گھر میں نمدہ رکھا دیکھا اس نے کہا کہ میں تجھے دوائی لکھ کر نہیں دوں گا مریض بولا وہ کیوں۔ لڑکا بولا کہ تو نے اونٹ کھایا ہے اس نے کہا نہیں میں نے اونٹ ہرگز نہیں کھایا۔ تو لڑکے نے کہا کہ یہ نمدہ پھر کہاں سے آیا؟

کچھ لوگ رمضان میں سحری کے وقت دیر سے جاگے تو ایک کو کہا دیکھو کہیں سے اذان تو سنائی نہیں دے رہی وہ تھوڑی دیر بعد آیا اور کہنے لگا کہ کھاؤ پیو میں نے کہیں اذان نہیں سنی مگر دور سے ایک آواز آرہی ہے۔

آل ابن ابی رافع کے ایک شخص نے اپنی انگوٹھی پر لکھوایا میں فلاں بن فلاں ہوں اللہ اس پر رحم کرے جو آمین کہے۔

ایک شخص سخت بیمار ہوگیا مرض میں جب شدت آگئی تو اس نے اپنے گھر میں ساز طنبور اور مختلف موسیقی کے آلے جمع کرنے کا حکم دیا۔ گھر والوں نے اس بات کو پسند نہیں کیا اعتراض ہوا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں آلات لھو و لعب موجود ہوں وہاں فرشتے نہیں آتے اور ملک الموت بھی فرشتہ ہے میں اسے ان چیزوں کے ذریعے روک رہا ہوں۔

ایک آدمی نے کسی سے کوئی چیز چھین کر صدقہ کردی اسے اس بارے میں اسے ٹوکا گیا تو اس نے کہا کہ میرا اس سے چیز چھیننا ایک گناہ ہے اور صدقہ کرنا دس نیکیاں ہیں ایک گناہ کے طور پر نکال دیں تو نو نیکیاں تو پھر بھی بچتی ہیں۔

ایک شخص کو کہا گیا کہ کھاؤ اس نے کہا میں کھا نہیں سکتا۔ میں نے تھوڑے سے چاول کھائے تھے وہ پھول کر بہت ہوگئے ہیں۔

ایک شخص کے پاس کچھ معزز لوگ آئے ان کی باندی کی موت پر کفن کا چندہ مانگنے لگے اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے تم عادی ہو جاؤ گے انھوں نے کہا کہ ہم اس میت کو روکے رکھیں گے جب تک کہ تمہارے پاس کچھ دینے کے لئے مال آجائے۔

ایک بے وقوف بوڑھے سے پوچھا گیا کیا تمہیں یاد ہے کہ لوگوں نے رمضان میں حج کیا تھا؟ اس نے کہا کہ ہاں شاید دو یا تین مرتبہ ایسا ہوا ہے۔

ایک بے وقوف کو کہا گیا کہ تیری پھنسی کیسی ہے اس کا درد بند ہوا۔ اس نے واللہ مجھے نہیں پتہ میری ماں سے پوچھو۔

ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا ذرا دیکھ کہ آسمان صاف ہے یا ابر آلود۔ وہ گیا اور واپس آگیا کہنے لگا کہ مجھے بارش نے دیکھنے کا موقع ہی نہیں دیا کہ بادل ہیں یا نہیں۔

ایک احمق نے کسی شخص کو کہا۔ جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے میرا ارادہ کل کپڑے دھونے کا ہے بتاؤ کل سورج نکلے گا یا نہیں؟

ایک شخص ابو حکیم الفقیہ کے پاس آیا میں وہاں موجود تھا اور اس شخص کے ہمراہ اس کی بیٹی بھی تھی وہ کسی سے اپنی بیٹی کا نکاح کرانے آیا تھا تو شیخ ابو حکیم نے پوچھا کہ تمہاری بیٹی کنواری ہے یا ثیبہ؟ اس نے کہا نہ یہ کنواری ہے نہ ثیبہ بلکہ درمیانی ہے شیخ نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہوا عوان بین ذلک یہ سن کر لوگ خوب ہنسے اور اس شخص کو سمجھ نہ آئی۔

ابو محمد بن معروف سے مروی ہے ایک اچھے خط اور مزیدار اشعار کہنے والا نصرانی میرے ساتھ ہوتا تھا مگر اس کو سودا کا مرض تھا اس نے خود اپنے لئے یہ تجویز کیا کہ فلاں دن مر جائے گا جب وہ دن آیا تو وہ صحیح سلامت تھا اور اس کی بیوی سے اس کی لڑائی ہو گئی بات یہاں تک بڑھی کہ اس نے ھاون دستہ اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا جس سے وہ مر گئی تو وہ سخت پریشان اور خوفزدہ ہوا اور کہنے لگا مجھے پتہ تھا کہ آج کا دن قطعی ہے اور مجھے اس میں ضرور مرنا ہے اور اب پولیس والے آکر مجھے لے جائیں گے اور قتل کر دیں گے۔ مگر مجھے خود اپنے ہاتھوں عزت سے مرنا زیادہ محبوب ہے یہ

کہہ کر اس نے چھری لی اور اپنا پیٹ پھاڑنے لگا مگر زندگی کی حلاوت سامنے آگئی اس کی ہاتھ سے چھری گر گئی پھر وہ چھت پر چڑھ کر زمین پر کود گیا مگر پھر بھی بچ گیا مگر ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور پولیس والے اسے آکر لے گئے رات کے آخری پہر اُس کا انتقال ہو گیا۔

ابوالحسن علی بن نظیف المتکلم سے مروی ہے کہ ہمارے ساتھ بغداد میں ایک بوڑھا ہوتا تھا اس نے بتایا کہ وہ ایک ایسے شخص کے پاس گیا جو تشیع میں مصروف تھا شیخ نے کہا کہ میں نے اسے دیکھا کہ وہ بلی کے سر پر ہاتھ پھیر رہا ہے اور اس کی آنکھوں اور سر کے درمیان انگلی مار رہا ہے اور بلی کی آنکھیں جیسا کہ بلیوں کی عادت ہے بہہ رہی تھیں تو یہ بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا میں نے پوچھا تو کیوں روتا ہے۔ اس نے کہا تیرا ستیاناس کیا تو بلی نہیں دیکھتا میں جب اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہوں یہ روتی ہے یہ یقیناً میری ماں ہے اور یہ مجھے دیکھ کر حسرت سے رو رہی ہے پھر وہ اسے مخاطب کر کے باتیں کرنے لگا اور گمان کیا کہ وہ سمجھ رہی ہے اور بلی ہلکے ہلکے میاؤں میاؤں کرنے لگی۔ میں نے کہا کیا یہ بلی تیری بات سمجھ رہی ہے۔ اس نے کہا ہاں سمجھ رہی ہے۔ پھر میں نے کہا کہ اور تو اس کی بات سمجھتا ہے۔ اس نے کہا نہیں تو میں نے کہا پھر تو تو مسخ شدہ ہوا اور بلی انسان ہے۔

جاحظ کہتے ہیں کہ میں کرخ میں ایک روئی دھننے والے کی دکان کے پاس سے گزرا اس کی بڑی لمبی داڑھی تھی اور ایک گندی مگر نئی قمیص پہنی ہوئی تھی اور اس دن بڑی گرمی پڑ رہی تھی میں اسے دیکھ کر حیرت میں پڑ گیا اس نے مجھے کہا کہ بھائی تو یہاں کیوں کھڑا ہے اللہ تجھے عزت دے میں نے کہا میں تمہارے اس نئی قمیص میں اور اتنی گرمی میں صبر پر حیرت کر رہا ہوں اس نے کہا تو نے سچ کہا اللہ تجھے عزت دے میرے پاس سوت بہت ہے اور میرا عزم یہ ہے کہ میں جولاہے کو اس طرح پرانی قمیص کر کے دوں تاکہ بعد میں میں گرمی سے بچ سکوں تو میں نے کہا جو میں نے دیکھا ہے بالکل صحیح ہے۔

جاحظ کہتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے ایک تاجر دوست کے پاس عیادت کرنے گیا وہ طویل ریش والا آدمی تھا میں پوچھا کیا کھایا اس نے کہا انھوں نے مجھے

ہلاکت (خاسرہ) پکا کر دی تھی وہ میں نے کھائی ہے وہ کہنا (خاثرہ) گاڑھا دودھ یا دہی چاہتا تھا۔

ھارون رشید کو مصری گھوڑے دکھائے گئے وہ جس گھوڑے کے پاس سے گزرتا اس پر کوڑیوں سے سجاوٹ کی گئی تھی ھارون نے کہا تمہیں ہلاکت ہو یہ شخص کون ہے کہ جس نے تمام گھوڑوں پر کوڑیاں ڈالی ہوئی ہیں کہا گیا کہ یہ فلاں شخص ہے تو ھارون عامل مصر کو لکھا کہ اسے یہاں بھیج دیں۔ اس نے اسے یہاں بھیج دیا جب یہ ھارون کے دربار میں داخل ہوا تو اس کی داڑھی ناف تک لمبی تھی اور بغلوں تک اس کی چوڑائی تھی اور وہ جلدی جلدی چلتا ہوا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا ھارون اسے دیکھتے ہی کہا رب کعبہ کی قسم یہ احمق ہے جب وہ ھارون کے قریب ہوا تو ھارون نے اس سے پوچھا کہ جنیدی تمہارے پاس یہ گھوڑے کہاں سے آئے۔ اس نے کہا من رزق الله وافضاله جب ھارون نے اسے غلط بولتے ہوئے دیکھا تو بات بدل دی کہا کہ تمہاری ڈاڑھی بہت خوب صورت ہے۔ اس نے کہا امیر المومنین اسے آپ اپنی خلعت کے طور پر لے لیں اور گھوڑے آپ کے ساتھ اللہ انھیں فدا کرے آپ کی قدر میرے ہاں تمام قدور سے زیادہ ہے (قدور قیدر زبر کے ساتھ کی جمع ہے ہانڈی) اور آپ کی تکریم میرے نزدیک بہت زیادہ ہے۔ ھارون نے چیخ کر کہا کہ دفع ہو جا تجھ پر خدا کی لعنت۔ پھر کہا کہ اس کو باہر نکالو اس نے تمام بری چیزیں مجھے سنادیں ہیں اور گھوڑے اس کے ساتھ بھیج دو۔

ابن[1] قتیبہ کہتے ہیں کہ ابو حیہ نمیری کے پڑوسی نے بتلایا کہ ابو حیہ کے پاس ایسی تلوار تھی جس کے قبضے اور دھار میں کوئی فرق نہیں تھا یہ "اسے موت کا تھوک" کہتا تھا ایک دن میں رات کو اس کے ہاں گیا وہ اپنے گھر کے اندر دروازے کے پاس کھڑا تھا اس نے آہٹ محسوس کی تو کہنے لگا اے ہمیں دھوکہ دینے والے اے ہم پر جرات کرنے والے جو تو نے اپنے لئے چنا ہے بہت برا ہے بھلائی کم ہے اور تلوار چمکدار ہے جسے موت کا تھوک کہتے ہیں جو تو سن چکا ہے اس کی ضرب مشہور ہے اور

---

[1] یہ ابو محمد بن عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری ہے امام ادب اور کثرت سے تصنیف کرنے والے ہیں ان کی کتب میں ادب الکاتب عیون الاخبار وغیرہ ہیں متوفی ۲۷۶ھ۔

وار اچھتا نہیں ہے میں یہ تلوار تجھ پر رحم کر کے نکالوں گا (ترے جسم سے) اور اسے تیری سزا کے لئے داخل نہیں کروں گا۔ خدا کی قسم اگر میں قیس کو زندہ چھوڑ دوں تو فضا انسانوں اور گھوڑوں سے بھر جائے پاک ہے وہ ذات جس نے تجھے کتا بنا کر مسخ کیا اور مجھے لڑائی میں کفایت کرتا ہے۔

فضل ابن مرزوق نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میرا مال کس چیز سے زیادہ ہو گیا ہے۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ اس لئے کہ میں نے اللہ اور اپنے درمیان راز میں اپنا نام محمد رکھا ہوا ہے اور جب میرا نام اللہ کے نزدیک محمد ہے تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔

مزرودی سے مروی ہے کہ احمد جوھری نے ایک سفید طبری چادر چار سو درھم میں خریدی اور یہ چادر لوگوں کی نظروں میں محض ایک سو درھم کی تھی تو جوھری نے کہا کہ جب اللہ کو معلوم ہے کہ میں طبری (لگ رہا) ہوں تو مجھے لوگوں سے کوئی سروکار نہیں۔

جاحظ کہتے ہیں کہ ابو خزیمہ نے اپنی کنیت ابو جاریتین رکھ لی تھی ایک دن میں نے اسے کہا کہ تو نے یہ کنیت کیسے رکھ لی حالانکہ تو تو غریب آدمی ہے اور تیرے پاس دو باندیاں نہیں ہیں کیا تو ابھی ابھی ان دونوں کو ایک دینار میں مجھے بیچتا ہے۔ اس کے بعد جو چاہے کنیت رکھ لینا اس نے کہا نہیں دنیا و مافیھا کے بدلے میں بھی نہیں بیچوں گا۔

ثمامہ بن اشرس سے مروی ہے کہ ایک شخص روزانہ قوم کے رہٹ کے پاس آتا اور ہمیشہ ریٹ والوں کے ساتھ سردی گرمی اسی طرح چلتا رہتا تھا جب شام ہوتی نہر پر جا کر وضو کرتا اور نماز پڑھ کر دعا مانگتا کہ اے اللہ مجھے اس سے نکلنے کی جگہ عطا فرما (نجات دے) پھر گھر لوٹ آتا اس کا یہی معمول رہا حتی کہ وفات ہو گئی۔

ہمیں اسحاق بن عیسی کے غلام یزید نے بیان کیا ہم اپنے صاحب کے گھر میں تھے کہ ایک نے دوسرے کمرے میں جا کر قیلولہ کرنا چاہا وہ چلا گیا تھوڑی دیر بعد اس کے چیخنے کی آواز آئی ہم وہاں دوڑتے ہوئے پہنچے تو وہ اپنی گولیاں ہاتھ میں پکڑے ہائے ہائے کر رہا تھا کسی نے پوچھا کیا ہوا۔ اس نے کہا میں جب انہیں دباتا ہوں مجھے

تکلیف ہوتی اور جب مجھے کوئی بیماری یا تکلیف ہوتی ہے یہ ٹھیک رہتی ہیں تو ہم نے کہا اس کو مت دبانا اس نے ہاں انشاء اللہ جزا کم اللہ خیرا

ہمیں ثمامہ نے بیان کیا کہ میں ایک دن کہیں جارہا تھا کہ مجھے ایک بالکل زرد بوڑھا نظر آیا گویا کہ وہ ٹڈی ہے اور ایک افریقی اس کے پیچھے لگا کر اس کا خون چوس رہا تھا میں نے اسے فارغ ہوتے دیکھا تو پوچھا بڑے میاں اس حالت میں بھی پچھنے کیوں لگواتے ہو۔ اس نے کہا تا کہ یہ زرد رنگ میرا باقی رہے۔

ہمارے ایک دوست نے اپنے غلام کو کچھ رقم دی تا کہ کچھ چیز خرید لائے اور اس رقم میں کچھ کھوٹے سکے بھی تھے تو غلام نے کہا مالک یہ چلیں گے نہیں دکاندار نہیں لے گا تو اس نے کہا کہ کوشش کرنا کہ چل جائیں جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا کہ میں نے وہ سکے چلادیئے پوچھا کہ کیسے چلائے؟ اس نے کہا کہ وہ سونا پرکھنے میں مصروف تھا میں نے اس کو غافل پا کر اس کی تجوری میں پھینک دیئے۔

مجھے میرے ایک بھائی بند نے بتایا کہ ایک شخص خواب کی تعبیر بتانے والے کے پاس آیا اور کہا میں نے دیکھا کہ گویا میرے ساتھ دو آدمی فلاں شخص کے پاس کسی ضرورت کے لئے جارہے ہیں اس نے پوچھا کہ دو آدمیوں کو جانتے ہو۔ اس شخص نے کہا ہاں ایک کو تو جانتا ہوں وہ باب بصرہ کے پاس رہتا ہے اور دوسرے کے بارے میں میں اس سے پوچھ کر بتادوں گا؟

ایک شخص نے سنا کہ "ہمارے زمانے میں کچھ لوگ قرآن کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ یہ قدیم نہیں ہے تو اس نے کہا یہ لوگ کتنے بے وقوف ہیں اللہ تعالی نے پانچ سو سال پہلے قرآنی الفاظ کا تکلم کیا ہے تو قدیم کیسے نہیں ہوگا۔

ہمارے زمانے میں ایک شخص نے دکاندار سے انگور کا شیرہ دو رطل مانگا اور اسے ایک برتن دیا دکاندار نے اسے لبالب بھر دیا جب شیرہ چھلکنے لگا تو اس نے دوبارہ نکال دیا پھر ترازو میں کم پڑ گیا اس نے پھر بھرا تو اس نے اپنے ساتھی کو کہا کہ لگتا ہے تجھے آج کچھ نہیں بچے گا۔ تو اس کا ساتھی کہنے لگا یہ برتن تین رطل کا ہے اگر تو ترازو برابر کرنا چاہتا ہے تو برتن کو ایک طرف سے توڑ دے ورنہ یہ تول میں برابر کبھی بھی نہیں ہوگا۔

میں نے ایک بے وقوف کی لکھائی میں لکھا دیکھا اس نے کسی کتاب کو پڑھتے ہوئے لکھا تھا کہ میں نے اس کتاب کو پڑھا اور خورد و نوش کی اشیاء بہت سستی ہیں سفید آٹے کی بوری ایک دینار اور دانق کی ہے اور شکار اٹھارہ قیراط کا ہے اللہ تعالی اسی پر مداومت رکھے۔

ایک اور بے وقوف نے کسی کتاب پر لکھا تھا اس میں فلاں بن فلاں نے دیکھا اور میں داؤد بن عیسی ابن موسی کی اولاد میں سے ہوں موسی سفاح کا بھائی ہے۔

مجھے میرے ایک بھائی نے بتایا کہ وہ "تکریت" [1] میں تھا وہاں ایک شخص نے نابنائی سے دو سو بیس رطل کی روئی ایک دینار میں خریدی پھر وہ روزانہ تھوڑی روئی لے جاتا۔ آخر میں انھوں نے حساب کیا کہ میں نے ایک سو بیس رطل لئے اور تیرے پاس ایک سو تیس رطل بچ گئے اب سمجھ گئے مجھے ایک دینار دو۔ دوسرا آدمی مدد مانگتا میں کیسے یہ کرلوں۔ وہ کہتا کہ تیرے پاس ایک بیس رطل میرے تھے اس نے کہا ہاں اور میرے پاس تیرے ایک سو بیس رطل تھے اب حساب ہو گیا مجھے ایک دینار دے دو۔ یہ الٹا سیدھا حساب کسی کے سمجھ نہ آیا لوگ جمع ہو گئے اور معاملہ امیر شہر تک پہنچ گیا۔

ایک قریشی اپنی بیوی کے پاس کہیں سے لوٹا اس کے بال بہت خوبصورت تھے اس نے دیکھا تو وہ گنجی ہو گئی اس نے کہا کیا ہوا۔ اس نے بتایا کہ میں دروازہ بند کرنے جا رہی تھی کہ مجھے ایک شخص نے دیکھ لیا میرے بال کھلے ہوئے تھے میں نے انھیں مونڈ دیا کیونکہ میں ایسے بال نہیں چھوڑ سکتی تھی جسے کسی غیر محرم نے دیکھا ہو اور چونکہ اس طرح کی ایک بات ایک قصہ گو سے میں نے سنی ہوئی تھی کہ اس داڑھی کو کاٹ دو جو شیطانی جگہ میں اُگ آئے۔

مجھے ایک عالم نے بتایا کہ ایک بے وقوف نے قرآن کریم دیکھا اور پڑھا پھر

---

[1] یہ شہر دجلہ کے کنارے شمالی سامراء میں واقع ہے معجم البلدان ۸۶۱/۱ پر ہے کہ تکریت بغداد اور موصل کے مابین ہے اور بغداد کے زیادہ قریب ہے تیس فرسخ کا فاصلہ یہاں ایک مشہور قلعہ ہے جسے ۱۶ھ دور فاروقی میں فتح کیا گیا تھا۔ الخ اس شہر میں صلاح الدین ایوبی پیدا ہوئے تھے۔

کہنے لگا کہ اس میں دو غلطیاں ہیں میں نے کہا وہ کیا۔ تو بتایا کہ کل بناء و غواص (سورہ ص) کے بجائے کل بناء وجصاص (مستری اور گارے والا) ہونا چاہئے اور دوسری والتین اولزیتون کے بجائے والجبن والزیتون" ہونا چاہئے۔

مجھے میرے ایک دوست نے بتایا کہ ایک شخص جمعہ کے دن اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا اور بارش بڑی تیزی سے قریب آرہی تھی اس نے ایک شخص سے کہا اے بھائی کیا یہ بارش آرہی ہے۔ اس نے کہا کیا تجھے نظر نہیں آتا۔ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی جگہ کسی کو جمعہ پڑھنے کے لئے کہہ دوں۔

ابو بکر صولی نے اسحاق سے روایت کیا ہے کہ ہم معتصم کے پاس تھے وہاں ایک باندی لائی گئی اس نے کہا تم اسے کیا سمجھتے ہو۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا اگر اللہ تعالیٰ نے اس جیسی کوئی اور بنائی ہو تو میری بیوی کو طلاق ہے۔ دوسرا بولا اگر میں نے اس جیسی پہلے کوئی دیکھی ہو تو میری بیوی کو طلاق ہے تیسرے نے کہا میری بیوی کو طلاق ہے اور چپ ہو گیا۔ معتصم نے کہا ہاں اگر کیا ہو۔ تو اس نے کہا اگر کچھ بھی نہ ہو معتصم ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گیا پھر کہا تیرا ستیاناس یہ بات تو نے کیوں کہی۔ اس نے کہا آقا! ان دونوں احمقوں نے کسی وجہ سے اپنی بیویوں کو طلاق دی ہے اور میں نے بغیر کسی وجہ کے طلاق دے دی ہے۔

ایک بے وقوف کو کہا گیا کہ (وہ غیبت سے بچنے کی بہت کوشش کرتا تھا) تو ابلیس کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ اس نے جواب دیا میں نے اس کے بارے میں بہت باتیں سنی ہیں حقیقت حال اللہ جانے۔

مجھے میرے ایک بھائی بند بتایا کہ ایک بے وقوف گدھا لے کر جارہا تھا ایک چالاک شخص نے اپنے ایک دوست کو کہا میں اس کا گدھا لے جاؤں گا اور اس کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔ دوست نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ گدھے کی رسی اس شخص کے ہاتھ میں ہے۔ تو یہ چالاک شخص آگے بڑھا اور گدھے کی رسی کھول کر اپنی گردن میں ڈال لی اور دوست کو کہا کہ گدھا لے کر چلا جاوہ لے کر چلا گیا یہ شخص اس بے وقوف کے پیچھے پیچھے چلا پھر چلتے چلتے رک گیا بے وقوف نے کھینچا مگر یہ نہیں چلا بے وقوف نے مڑ کر دیکھا تو حیرانی سے بولا گدھا کہاں ہے؟ اس نے کہا میں ہوں۔ بے وقوف

نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا میں اپنی والدہ کی نافرمانی کرتا تھا اس لئے مجھے مسخ کر کے گدھا بنادیا گیا تھا اور کافی دن تیری خدمت میں رہا ہوں اور اب میری والدہ مجھ سے راضی ہو گئی ہے اس لئے میں دوبارہ آدمی بن گیا ہوں۔ بے وقوف نے کہا کہ لاحول ولا قوہ میں تجھ سے خدمت کیسے لیتا رہا تو تو مردار ہے۔ اس نے کہا یہ تو ہوا ہے۔ بے وقوف بولا چل اللہ کی پھٹکار میں دفع ہو جا۔ یہ چلا گیا اور بے وقوف واپس اپنے گھر آیا اور بیوی سے کہنے لگا تجھے پتہ ہے کہ آج ایسا ایسا ہو گیا ہے اور ہم ایک مردار سے خدمت لیتے رہے اب ہم کس طرح توبہ استغفار کریں اور کس طرح کفارہ دیں۔ بیوی نے کہا جس طرح ممکن ہو صدقہ وغیرہ دے دو۔ پھر کچھ دن کے بعد بیوی نے کہا اب تم بار برداری کا کام کیسے کرو گے۔ جاؤ کوئی دوسرا گدھا خرید و تاکہ ہم اپنا کام چلائیں وہ بازار گیا اور دیکھا کہ اس کا گدھا بکنے کے لئے کھڑا ہے اور اس کی بولی لگ رہی ہے یہ اس کے پاس گیا اور بولا اے مردار ماں کی نافرمانی پھر کر دی۔

ابو منصور بن فرج کی ایک قریبی رشتہ دار خاتون کا انتقال ہو گیا یہ رئیس تھا مختلف طبقہ ہائے فکر کے لوگ جمع ہوئے جب جنازہ اٹھایا گیا کہ عورتیں رونے لگیں و اشاہ (ہائے مرحومہ خاتون) جیسا کہ ان کی عادت ہے تو ایک آدمی کو بہت برا لگا اس نے کہا کوئی خاتون نہیں اللہ کے سوا (نعوذ باللہ)۔ اور عورتوں کو چیخ کر یہ الفاظ کہے لوگ سب ہنسنے لگے اور یہ جگہ غم کے بجائے مجلس کشت وزعفران بن گئی۔

موسی بن عبدالملک [1] کے پاس ایک دن اسلحہ خانے کا انچارج آیا اور اسے کہا کہ امیر المومنین (متوکل) نے حکم دیا ہے کہ ایک ہزار نیزے خریدے جائیں اور ہر نیزہ چودہ ذراع کا ہو تو موسی نے کہا اتنا لمبا ہے تو چوڑا کتنا ہو گا۔ لوگ اس کی بات سن کر ہنسنے لگے اسے سمجھ نہ آیا کہ غلطی کیا ہوئی ہے۔

مبرد کہتے ہیں کہ ابن رباح نے منتصر کے سامنے کتاب الصدقات پڑھی اور کہا کہ ہر تیس گائے پر زکوۃ میں ایک تبیع دیا جائے گا۔ تو منتصر نے کہا کہ تبیع کیا ہے۔

---

[1] یہ ابو عمر موسی بن عبدالملک الاصبہانی ہے مشہور فاضل کاتبین میں سے ہے اور یہ عباسی حکومت میں محکمہ ٹیکس کا ذمہ دار تھا اسی طرح مرکز شکایات کا متوکل کے دور میں انچارج رہا اسی طرح شاہی خط و کتابت کا معاملہ بھی اس کے پاس تھا۔ (دیکھئے وفیات الاعیان صفحہ ۱۴۱۔ ج۔ ۲

تو احمد بن خصیب نے کہا کہ گائے اور اس کا شوھر۔
احمد بن خصیب نے ایک مغنیہ کو یہ شعر کہتے سنا۔

ان العیون التی فی طرفھا مرض
قتلنا ثم لم یحیین قتلانا

ترجمہ: ترچھی آنکھیں ہمیں قتل کر دیتی ہیں اور پھر ہمارے مقتولوں کو زندہ نہیں کرتیں یہ سن کر احمد بن خصیب نے کہا یہ شعر میرے باپ کیلئے کہا گیا ہے۔

سھل بن بشر دولت دیلمی میں بلند مرتبہ شخص تھا مگر بے وقوف تھا ایک مرتبہ اس نے فراش کو گالی دی اور اس نے بھی جواباً گالی دی تو یہ اس کے پیچھے بھاگا دوسرے کی پگڑی گر گئی تو یہ سھل نے اٹھالی اور اسے بھنبوڑنے اور پھاڑنے لگا اور کہتا جاتا کہ واللہ میرے دل کو تسلی ہو گئی میرے دل کو تسلی ہو گئی پھر یہ واپس لوٹ آیا۔

ایک شخص نے کسی قاضی کے سامنے کسی شخص کے خلاف گواہی دی اس شخص نے کہا قاضی صاحب کیا آپ اس شخص کی گواہی قبول کریں گے جس کے پاس بیس ہزار دینار ہیں مگر اس نے اب تک حج نہیں کیا؟ گواہ نے کہا میں نے حج کر لیا ہے اس شخص نے کہا قاضی صاحب اس سے زمزم کے بارے میں پوچھئے گواہ نے جواب دیا میں نے زمزم کا کنواں کھودے جانے سے پہلے حج کیا تھا۔

ابوالحسن بن ھلال الصابی کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنی دیوار کی مرمت کے لئے معائنہ کرانے ایک مستری کو لے کر آیا۔ اتفاق سے اس وقت اس کی والدہ کپڑے دھورہی تھی مستری معائنہ نہیں کر سکا تو یہ شخص اندر سے دیوار کی مٹی ایک پلیٹ میں ڈال کر لے آیا اور کہا کہ آج تو تم گھر میں نہیں آسکتے مگر یہ اسی دیوار کی مٹی ہے مٹی دیکھ کر سمجھ لو کہ مسئلہ کیا ہے۔ تو مستری نے کہا کہ میں تیرے پاس کل آؤں گا یہ کہہ کر ہنستا ہوا چلا گیا۔

ابوالحسن کہتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک فقیہ رہتا تھا جسے کشفلی کہا جاتا تھا۔ شافعیہ میں سے تھا اور کافی ذی علم شخص تھا ابو حامد اسفرائینی[1] کے مرتبہ

---

[1] یہ ابو حامد بن محمد احمد الاسفرائینی ہیں جو شوافع کے بڑے عالم تھے اسفرائین میں پیدا ہوئے پھر بغداد آگئے یہاں علم فقہ حاصل کیا اور بلند مرتبہ ہو گئے انکی کئی تصانیف ہیں جن میں سے ایک "اصول الفقہ،، بھی ہے۔

کو پہنچ گیا تھا اور انکی موت کے بعد انکا جانشین بنا۔ ابوالحسن کہتے ہیں کہ میں نے اسکے پاس ایک عمامہ بھیجا جو چوڑائی میں زیادہ اور لمبائی میں کم تھا تو میں نے اسے کہا کہ شیخ اسے درمیان سے کاٹ کر دوسری طرف سے سی لینا تاکہ عمامہ کی لمبائی حاصل ہو جائے اور آپ عمامہ پہن سکیں دوسرے دن میں وہاں گیا تو ایک عجیب منظر دیکھا میں نے غور کیا تو پتہ چلا کہ شیخ صاحب نے اسے چوڑائی میں کاٹ کر سی لیا ہے۔ تو اسکی چوڑائی چودہ بالشت اور لمبائی پہلے سے بھی آدھی ہو گئی ہے۔ میں بہت حیران ہوا اور پھر کبھی اسکی مجلس میں نہیں گیا۔

مجھے ابوعیسی قصاب نے بتلایا کہ میرے پاس ایک آدمی سرین کا گوشت خریدنے آیا وہ آدمی بھی دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ میں نے اسے ایک گوشت نکال کر دیا وہ چھوٹا سا تھا تو اس نے کہا۔ کیا میرے ساتھ مذاق کرتے ہو؟ یہ کوئی سرین کا گوشت ہے مجھے گائے کی سرین چاہیئے؟ تو میں نے کہا کہ گائے کے سرین نہیں ہوتے۔ اس نے کہا یہ بات کسی اور کو کہنا مجھے بے وقوف مت بناؤ۔ تو میں نے اسے تھوڑا بڑا گوشت دکھایا وہ اس سے راضی ہو گیا اور لیکر چلا گیا۔

ایک سال سیلاب سے بڑا نقصان ہو گیا تو ایک بے وقوف نے کہا کہ اس سال میں ایسے لوگ بھی مر گئے جو پہلے کبھی نہیں مرے تھے۔

یہاں احمقوں اور بے وقوفوں کے واقعات تمام ہوتے ہیں

والحمد للہ وحدہ

علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزیؒ چھٹی صدی ہجری کے مشہور عالمِ دین ہیں جنہوں نے اپنی زبردست علمیت اور بے مثال خطابت سے بدعات و منکرات کی کھل کر تردید کی عقائد صحیحہ و سنت کو واضح کیا مسلمانوں کی کمزوریوں، بے اعتدالیوں اور غلط فہمیوں کی نشاندہی کی، مروجہ مذاہب پر ناقدانہ نظر ڈال کر کھرے اور کھوٹے کو جدا کیا۔ ہزارہا افراد نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا نہ صرف وعظ و تقریر پر اکتفاء کیا بلکہ بے شمار کتابیں تصنیف فرمائیں۔

زیرِ نظر کتاب علامہ ابن جوزیؒ کی کتاب ''اخبار الحمقٰی والمغفلین'' کا عام فہم ترجمہ ہے جس میں حماقت کی تعریف، اقسام، احمق کی صفات، حماقت کے سرزد ہونے کی وجوہات اور دیگر موضوعات پر تفصیل سے کلام کیا ہے اور عقلمند و ذی شعور شخص کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے اپنے افعال، اقوال، اعمال، حرکات و سکنات میں احمقوں والے انداز و اطوار سے اجتناب کرانے کی سعی بلیغ کی گئی ہے۔

غرض تعلیم و تعلّم اور اپنے موضوع پر انتہائی مفید و بے نظیر کتاب ہے۔

امپورٹڈ کاغذ اور دیدہ زیب ٹائیٹل نے اس میں مزید حسن پیدا کر دیا ہے۔

E-mail: ishaat@pk.netsolir.com
ishaat@cyber.net.pk